Monthly : 35/-
Yearly : 350/-

Scan this to Pay

ماہنامہ کی ممبری فیس یا دارالعلوم منظر اسلام کے تعاون کی رقم بھیجنے کے لئے اسے اسکین کریں۔

ماھنامہ

اعلیٰ حضرت

بریلی شریف

مدیر اعلیٰ

(مولانا) محمد سبحان رضا خاں "سبحانی میاں"

ربیع الآخر، جمادی الاولیٰ | ۱۴۴۶ھ

اکتوبر، نومبر | ۲۰۲۴ء

گوشہ ادارت

۱۔ کلام الامام امام الکلام
۲۔ پیغام
۳۔ سوشل میڈیا پلیٹ فارم سے جیل کی سلاخوں تک

مستقل کالم

۱۔ باب التفسیر
۲۔ باب الحدیث
۳۔ فتاویٰ منظر اسلام

خوان مضامین

۱۔ عید غدیر۔ روافض کا مسلکی شعار
۲۔ کہتا ہوں وہی بات، سمجھتا ہوں جسے حق
۳۔ جارحانہ قوم پرستی۔ اسباب ووجوہات
۴۔ لاہور میں دولہا بنا حامد رضا حامد رضا
۵۔ بڑھتا ارتداد۔ اسباب اور تدارک
۶۔ اسرائیل اور لبنان وایران
۷۔ شانِ رسالت میں توہین وگستاخی اور ہماری اخلاقی ذمہ داریاں
۸۔ توبہ ورجوع
۹۔ شانِ غوثِ اعظم بزبانِ اولیائے کرام
۱۰۔ گستاخوں کے کلماتِ ملعونہ کی ترسیل اور اعلیٰ حضرت کا فتویٰ
۱۱۔ حجۃ الاسلام۔ علالت سے وصال تک
۱۲۔ آہ! آبروئے علم وحکمت۔ علامہ ساحل شہسرامی

ایک اہم پیغام

حامدا و مصلیا و مسلماً!

آج کل سرزمین ہندوستان پر متعصب اور زعفرانی ذہنیت رکھنے والے کچھ زہریلے افراد ایسے پیدا ہو گئے ہیں کہ جو وقتاً فوقتاً ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں نا قابل ذکر گستاخانہ کلمات بکتے رہتے ہیں۔ جب سے سوشل میڈیا کا زمانہ آیا ہے، تب سے اس طرح کی حرکات شنیعہ میں کافی تیزی آئی ہے۔ ایک منظّم اور منصوبہ بند طریقہ سے مسلمانوں کی دل آزاری کے لیے یہ گستاخ و بد بخت لوگ سوشل میڈیا پلیٹ فارم پر اس طرح کے بھدے اور ملعون کمینٹس کرتے رہتے ہیں۔ کبھی ''فیس بک'' پر کلمات ملعونہ لکھتے ہیں تو کبھی ٹیوٹر وغیرہ پر۔ کبھی نازیبا خاکے بناتے ہیں تو کبھی بھونڈی تصویریں۔ کبھی عوامی جلسوں میں گستاخی بھرے ملعون کلمے کہتے ہیں تو کبھی میگزین ورسائل میں انہیں چھاپتے ہیں۔

جب جب یہ گستاخ گستاخی کرتے ہیں تو الحمدللہ! مسلمانوں کا عشق نبی اس سے مزید بڑھتا ہے اور دنیا کو بھی اس بات کا ثبوت مل جاتا ہے کہ آج بھی اہل ایمان کے نزدیک ان کے نبی، ان کی جان و مال، عزت وآبرو، آل واولاد، اعزہ واقربا اور یہاں تک کہ ان کے والدین سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔ گستاخیوں کا یہ سلسلہ چلتے ہوئے صدیاں بیت گئیں مگر ان گستاخوں کے منصوبے الحمدللہ! پورے نہ ہو سکے۔ لاکھ کوششوں کے باوجود ہمارے آقا کے مقام رفیع کو یہ نہ گھٹا سکے اور نہ کبھی گھٹا سکتے ہیں کیوں کہ ہمارے نبی کی شان تو اللہ برابر بڑھا رہا ہے جیسا کہ قرآن عظیم میں کئی جگہ ارشاد فرمایا گیا۔

ان گستاخیوں سے ان کا یہ بھی منصوبہ رہتا ہے کہ اس طریقہ کی گستاخیاں کر کے اہل ایمان کے دلوں سے محبت رسول کی شمع بجھا دیں گے یا مدھم کر دیں گے۔ الحمدللہ! آج بھی اہل ایمان کے قلب وجگر اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں ہونے والی گستاخی پر تڑپ اٹھتے ہیں اور انجام کی پرواہ کئے بنا سڑکوں اور روڈوں پر نکل آتے ہیں۔ اب سب سے بڑا سوال یہ ہے کہ اگر کوئی بد بخت اور ملعون شخص ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں ملعون مواد چھاپتا ہے، کلمات ملعونہ لکھتا ہے، یا کلمات ملعونہ بولتے ہوئے ویڈیو بناتا ہے تو ہم اہل ایمان کو کیا کرنا چاہیے؟ کیا ہمیں ایسی ملعون چیزوں اور ایسے ملعون کلمات وویڈیوز کو ایک دوسرے کے پاس بھیجنا چاہیے؟ پڑھنا اور پڑھوانا، سننا اور سنوانا، دیکھنا اور دکھوانا چاہیے؟ تو اس کا جواب یہی ہے کہ یہ کام نہایت ہی قبیح، شنیع، غلط، غیر دانشمندانہ اور غیر وفادارانہ ہے۔ اس ملعون و گستاخ نے تو صرف ایک بار یہ ملعون کلمات بکے جنہیں اس وقت چند ہی لوگوں نے دیکھا یا سنا اور وہ بھی چند لوگ اسی ملعون کے ہم مذہب وہم مزاج تھے مگر ہم نے سوشل میڈیا وغیرہ کے ذریعہ اس طریقہ کے کلمات ملعونہ پر مشتمل تحریروں اور تقریروں کو یا ویڈیوز کو ہزاروں لاکھوں اہل ایمان تک پہونچا دیا۔ ایک طرف تو ہم نے ممنوع شرعی کام کا ارتکاب کیا اور دوسری طرف اس بد بخت کے منصوبے کو بھی پورا کر دیا۔ اس نے یہ کلمات ملعونہ بکے ہی اسی لیے تھے کہ لوگوں میں اس کی شہرت ہو، رات ورات وہ ہیرو بنے، اس کے ہم مزاج اور ہم ذہن افراد اسے جاہ ومنصب اور مال ودولت سے نوازیں۔ ظاہر سی بات ہے کہ اس کا یہ منصوبہ اس وقت تک پورا نہیں ہو سکتا تھا جب تک کہ اس کی یہ ملعون وخبیث چیزیں ہزاروں لاکھوں افراد تک نہ پہونچتی۔ اس لیے ان کے ان خبیث ولعین اور ملعون کلمات، ان کی گستاخانہ تحریر، تقریر، خاکے، تصویریں اور ان سب چیزوں پر مشتمل مواد وویڈیوز کو ہرگز ہرگز اہل ایمان تک نہ تو بھیجیں، نہ نقل کریں اور نہ ہی ان کی ترویج و اشاعت کریں۔ بلکہ ملکی قانون کے دائرے میں رہ کر حسب استطاعت ایسے گستاخوں کی گستاخیوں پر مشتمل مواد کی نشاندہی کر کے کہ فلاں جگہ اس نے یہ لکھا یا بولا ہے، اپنا احتجاج درج کرائیں اور مقدمات قائم کرائیں۔ مگر یہ سارے کام نہایت ہی سوچ سمجھ کر، منظّم طور پر اور اثر انگیز ومفید طریقے سے انجام دیئے جائیں۔ ایسا نہ ہو کہ جسے گرفتار کرانے کے لیے ہم اور آپ یہ سارے اقدامات کر رہے ہیں وہ تو پولیس انتظامیہ کے حفاظتی دستے کے ساتھ محفوظ و مامون رہے اور ہم قانونی اقدامات کا شکار ہو کر خود کی جان و مال اور عزت وآبرو کو خطرے میں ڈال لیں۔ نیز ہمارے یہ سارے اقدامات محض نبی کی محبت میں ہونا چاہیے۔ مخلصانہ طور پر ہم سب کو یہ گستاخیاں حسب استطاعت روکنے کی سعی وکوشش کرنا چاہیے۔ اس میں کوئی دنیوی غرض ہرگز ہرگز شامل نہیں ہونا چاہیے۔ بہتر یہ ہے کہ ہماری جماعت کے مخلص حضرات ماہرین قانون اور قابل وکیلوں سے مشاورت کر کے، منصوبہ بند طریقے سے ایک عرضی سپریم کورٹ میں داخل کر کے اس طرح کی گستاخیوں پر روک لگانے کا قانونی مطالبہ کریں۔ اللہ رب العزت ہماری جان و مال اور عزت وآبرو کی حفاظت فرمائے۔ آمین یا رب العالمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

فقیر قادری محمد سبحان رضا خاں سبحانی غفرلہ
خادم مرکز اہل سنت، خانقاہ رضویہ درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف

United PRINTERS BAREILLY
(M) 9319623803, 9548639384

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیادگار: امام اہلسنت، مجدد دین وملت سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ العزیز

ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف

بفیض روحانی
حجۃ الاسلام حضرت علامہ شاہ
محمد حامد رضا قادری
علیہ الرحمہ

سرپرست روحانی
احسن العلماء حضرت علامہ
سید مصطفیٰ حیدر حسن میاں
علیہ الرحمہ
مارہرہ شریف

بفیض کرم
مفتی اعظم ہند حضرت علامہ شاہ
محمد مصطفیٰ رضا قادری نوری
علیہ الرحمہ

بانی رسالہ
مفسر اعظم حضرت علامہ
محمد ابراہیم رضا قادری
''جیلانی میاں'' علیہ الرحمہ

زیر سایۂ کرم
ریحان ملت حضرت علامہ شاہ
محمد ریحان رضا نوری قادری
علیہ الرحمہ

جلد نمبر ۶۴ رشمارہ نمبر ۱۰،۱۱

Oct & Nov. 2024

ربیع الآخر، جمادی الاولیٰ ۱۴۴۶ھ
اکتوبر، نومبر ۲۰۲۴ء

کلام الامام-امام الکلام

بدل یا فرد جو کامل ہے یا غوث
ترے ہی در سے مستکمل ہے یا غوث
جو تیری یاد سے ذاہل ہے یا غوث
وہ ذکر اللہ سے غافل ہے یا غوث
الوہیت، نبوت کے سوا تو
تمام افضال کا قابل ہے یا غوث
نبی کے قدموں پر ہے جز نبوت
کہ ختم اس راہ میں حائل ہے یا غوث
الوہیت ہی احمد نے نہ پائی
نبوت ہی سے تو عاطل ہے یا غوث
صحابیت ہوئی پھر تابعیت
بس آگے قادری منزل ہے یا غوث
ہزاروں تابعی سے تو فزوں ہے
وہ طبقہ مجملاً فاضل ہے یا غوث
یہ چشتی سہروردی نقشبندی
ہر اِک تیری طرف مائل ہے یا غوث
رضا کے سامنے کی تاب کس میں
فلک وار اس پہ تیرا ظل ہے یا غوث

نوٹ: تمام مشمولات کی صحت و درستگی پر مجلس ادارت کی گہری نظر رہتی ہے پھر بھی اگر کوئی شرعی غلطی راہ پا جائے تو آگاہ فرما کر اجر کے مستحق بنیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ کسی قریبی شمارے میں تصحیح کر دی جائیگی۔

مدیر اعلیٰ

نبیرۂ اعلیٰ حضرت، شہزادۂ ریحان ملت، حضرت مولانا الحاج الشاہ
محمد سبحان رضا قادری ''سبحانی میاں'' مدظلہ العالی
سجادہ نشین خانقاہ رضویہ بریلی شریف

نائب مدیر اعلیٰ

نبیرۂ اعلیٰ حضرت، حضرت مولانا الحاج
محمد احسن رضا قادری مدظلہ العالی
سجادہ نشین خانقاہ رضویہ بریلی شریف

مجلس مشاورت

حضرت مفتی محمد شمیم اشرف ازہری خطیب اعظم ماریشس
حضرت مولانا ازہر القادری صاحب لندن
حضرت مولانا صفی احمد صاحب رضوی انگلینڈ
حضرت مولانا محمد فروغ القادری صاحب انگلینڈ
حضرت مولانا محمد محسن صاحب انگلینڈ
حضرت مولانا محمد مسعود خوشتر صاحب ماریشس
حضرت مولانا عبد الجبار صاحب رحمانی پاکستان
حضرت مولانا قاری غلام محی الدین صاحب انگلینڈ
عالی جناب محترم طارق بھٹی صاحب موریشس
عالی جناب الحاج نوشاد علی جواتا، ماریشس

مجلس ادارت

مدیر	حضرت علامہ قاری عبدالرحمٰن خان قادری بریلوی
مدیر اعزازی	حضرت مفتی محمد سلیم بریلوی
مدیر معاون	حضرت مولانا ڈاکٹر محمد اعجاز انجم لطیفی کٹیہاری
مرتب	حضرت مفتی محمد انور علی رضوی بہرائچی
تزئین کار	جناب ماسٹر محمد زبیر رضا خاں بریلوی
کمپوزنگ	جناب مرزا توحید بیگ رضوی

ترسیل زر و مراسلت کا پتہ
ماہنامہ اعلیٰ حضرت
۸۴ سوداگران بریلی شریف

Monthly Alahazrat
84, Saudagran, Bareilly Sharif
Pin-243003
Contact No.
(+91)-0581- 2575683,
2555624 (Fax) 2574627
(Mob) (+91)-9359103539
E-mail:mahanamaalahazrat@gmail.com
E-mail:subhanimian@yahoo.co.in

ماہنامہ اعلیٰ حضرت انٹرنیٹ پر پڑھنے کے لئے
visit us: www.aalahazrat.in

چیک یا ڈرافٹ بنام
MAHNAMA ALA HAZRAT
A/c No.
0043002100043696
Punjab National Bank Civil Lines Bareilly

زر سالانہ ممبر شپ

فی شمارہ:	35/-
زر سالانہ:	350/-
بیرون ملک:	35$ /امریکی ڈالر

کسی بھی قسم کی قانونی چارہ جوئی بریلی کورٹ ہی میں قابل سماعت ہوگی (ادارہ)

پرنٹر، پبلیشر، پروپرائٹر اور ایڈیٹر "مولانا سبحان رضا خاں" نے رضا برقی پریس بریلی سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ اعلیٰ حضرت سوداگران بریلی شریف سے شائع کیا۔

نوٹ: ادارہ کا مراسلہ نگار کی تحریر یا مضمون سے متفق ہونا ضروری نہیں۔

گوشہ ادارت

۱۔کلام الامام امام الکلام	حسان الہند امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ	۳
۲۔پیغام	حضرت علامہ الحاج محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں	۲
۳۔سوشل میڈیا پلیٹ فارم سے جیل کی سلاخوں تک	اداریہ از قلم مدیر اعزازی محمد سلیم بریلوی	۵

مستقل کالم

۱۔باب التفسیر	مولانا ابرار الحق رحمانی	۱۳
۲۔باب الحدیث	حضرت علامہ الحاج محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں	۱۴
۳۔فتاویٰ منظر اسلام	حضرت علامہ مفتی محمد احسن رضا قادری	۱۵

خوان مضامین

۱۔عید غدیر۔روافض کا مسلکی شعار	مولانا ارشد رضا نیپالی	۱۶
۲۔کہتا ہوں وہی بات، سمجھتا ہوں جسے حق	حضرت علامہ مفتی محمد ارسلان رضا قادری ازہری	۲۴
۳۔جارحانہ قوم پرستی۔اسباب و وجوہات	حافظ افتخار احمد قادری	۳۰
۴۔لاہور میں دولہا بنا حامد رضا حامد رضا	مفتی محمود احمد رفاقتی	۳۶
۵۔بڑھتا ارتداد۔اسباب اور تدارک	مولانا غلام مصطفیٰ نعیمی	۴۳
۶۔اسرائیل اور لبنان و ایران	مولانا طارق احمد مصباحی	۴۸
۷۔شانِ رسالت میں توہین و گستاخی اور ہماری اخلاقی ذمہ داریاں	مولانا غلام مصطفیٰ رضوی	۵۱
۸۔توبہ و رجوع	ڈاکٹر حسن قادری	۵۳
۹۔شانِ غوثِ اعظم بزبانِ اولیائے کرام	مولانا عبدالوحید قادری	۵۴
۱۰۔گستاخوں کے کلماتِ ملعونہ کی ترسیل اور اعلیٰ حضرت کا فتویٰ	محمد سلیم بریلوی	۵۹
۱۱۔حجۃ الاسلام۔علالت سے وصال تک	ادارہ ماہنامہ اعلیٰ حضرت	۶۶
۱۲۔آہ! آبروئے علم و حکمت۔علامہ ساحل شہسرامی	علامہ فروغ القادری انگلینڈ	۸۵

منظوم کلام

۱۔نعت پاک۔محبوبِ خدا	حضور حجۃ الاسلام	۲۹
۲۔احسان بریلی کا (منقبت)	مولانا سلمان رضا فریدی	۵۳
۳۔بارگاہِ رضا میں ہدیۂ دل (منقبت)	مفتی کلیم احمد رضوی	۶۵

سوشل میڈیا پلیٹ فارم سے جیل کی سلاخوں تک

اداریہ:- مفتی محمد سلیم بریلوی، مدیر اعزازی ماہنامہ اعلیٰ حضرت، استاذ جامعہ رضویہ منظر اسلام، بریلی شریف

سوشل میڈیا کا بے جا استعمال: آزادیِ ہند کے بعد تقسیم ہند کے موقع سے سرزمین ہند پر رہ جانے کو ہمارے ایک بڑے طبقے نے ترجیح دی تھی۔ انہیں اس سرزمین سے محبت تھی اور اس سرزمین کی آبیاری انہوں نے اور ان کے آباواجداد نے جان و مال اور عزت و آبرو کی قربانی دے کر کی تھی۔ دوسری طرف ملک کا ایک طبقہ ایسا بھی تھا جو ہمیشہ سے مسلمانوں کے وجود کو اس سرزمین پر برداشت کرنے کا حوصلہ نہیں رکھتا تھا۔ یہ متعصب اور مسلم دشمن طبقہ ہمیشہ سے ہی مسلمانان ہند کو کمزور کرنے اور انہیں نقصان پہنچانے کا کوئی بھی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتا تھا۔ تقسیم ہند کے بعد یہ طبقہ کچھ خارجی اور داخلی اسباب وعلل کی بنیاد پر ایک طرف روز بروز ہر سطح پر مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا گیا تو وہیں دوسری طرف اس ملک میں رہ جانے والا مسلم طبقہ ہر آنے والے دن میں ہر اعتبار سے کمزور سے کمزور ہوتا چلا گیا۔

مسلمانان ہند سے دلی عداوت رکھنے والا طبقہ تقسیم ہند کے بعد سرزمین ہند پر بسنے والے مسلمانوں کو کمزور کرنے اور انہیں ہر سطح پر شکست سے دوچار کرنے کے لیے متعدد قسم کے جال بنتا اور اس میں ان مسلمانوں کو پھنسا کر ان کی جان و مال اور عزت و آبرو کو سخت نقصان پہنچاتا۔ اس کے لیے اولاً انہوں نے ملکی سطح پر فسادات کا ایک ناختم ہونے والا سلسلہ شروع کیا۔ کسی بھی مذہبی اور سماجی معاملہ کو لے کر یہ طبقہ پہلے فساد بھڑکاتا، اس فساد کی آڑ میں ہندوستانی مسلمانوں کی جان و مال اور عزت وآبرو کو سخت نقصان پہنچاتا، کرفیو لگتا اور اس کے بعد مسلمانوں کا ایک بڑا طبقہ مقدمات کے جال میں پھنس کر جیلوں کی سلاخوں کے پیچھے چلا جاتا۔ تقسیم ہند کے بعد ملک میں ہونے والے مسلم مخالف فسادات کی ایک لمبی فہرست اس کا واضح ثبوت ہے۔

اِدھر چند سالوں سے ہمارے ملک میں نوجوانوں کے ذریعہ سوشل میڈیا کا استعمال بہت تیزی کے ساتھ عام ہوا ہے۔ سوشل میڈیا پلیٹ فارم جہاں اپنے اندر بہت ساری سہولتیں، ترقی کے راستے اور مفید واثر انگیز مواقع رکھتا ہے تو وہیں دوسری طرف یہ پلیٹ فارم اپنے اندر بہت ساری ہلاکت خیزیاں اور مضرتیں بھی سمیٹے ہوئے ہے۔ سوشل میڈیا کے استعمال سے آج صلاح کے بجائے فساد زیادہ برپا ہو رہا ہے۔ فوائد سے زیادہ نقصانات کا پہلو غالب نظر آرہا ہے۔ اس کے بے جا استعمال نے آج سماج اور معاشرہ میں بے شمار خرابیوں کو جنم دے کر ہمارے مذہبی، مسلکی، تعلیمی، معاشی اور سماجی دھارے کا رخ موڑ کر اس کی چولیں ہلا کر رکھ دی ہیں۔ خاص طور پر ناسمجھ، نادان اور عاقبت نااندیش مسلم نوجوانوں کو تو سوشل میڈیا کے بے جا استعمال نے ناقابل تلافی نقصان سے دوچار کیا ہے۔

سوشل میڈیا سے تعلیمی و معاشی نقصانات: تعلیمی و معاشی میدان میں ویسے ہی ہندوستانی مسلمانوں کا نوجوان طبقہ کافی پچھڑا

ہوا تھا۔سونے پر سہاگہ یہ کہ سوشل میڈیا کے بے جا استعمال نے ان مسلم نوجوانوں کو ان دونوں ہی میدانوں میں مزید پچھاڑ دیا۔مدارس ہند میں زیر تعلیم طلبہ ہوں یا پھر عصری تعلیم کے دانش کدوں میں علم وفن حاصل کرنے والے طلبہ۔ ہر سطح پر ہر میدان علم وفن کے طلبہ میں تعلیم و تعلم سے دلچسپی اور تحصیل علم کے تئیں ان کی وارفتگی میں حیرت انگیز اور تشویش ناک حد تک کمی آئی ہے۔وہیں دوسری طرف مسلمانان ہند کا وہ نوجوان طبقہ جو دانش کدوں اور میدان تعلیم وتعلم سے دور رہ کر تلاش معاش میں جدو جہد کر رہا تھا، وہ بھی اب سوشل میڈیا کے بے جا استعمال میں ہمہ وقت لگے رہنے کی وجہ سے کسب معاش سے کوسوں دور جا چکا ہے اور نقصان دہ معمولات کی بھول بھلیوں میں بھٹکتا پھر رہا ہے۔ ہمارے یہاں عموماً نوجوانوں کے یہی دو بڑے طبقہ تھے۔ایک طبقہ زیور تعلیم سے آراستہ ہو کر اپنا مستقبل روشن کرنے کا خواہاں ہوتا تھا تو دوسرا طبقہ صنعت وحرفت سے متعلق چھوٹی موٹی کاری گری سیکھ کر مستری گیری اور محنت و مزدوری کر کے اپنی اور اپنے گھر والوں کی معاشی ضرورتوں کو پورا کرتا تھا۔

جب سے سوشل میڈیا کا استعمال ہمارے ملک میں عام ہوا ہے تب سے ہم یہ دیکھ اور محسوس کر رہے ہیں کہ ہمارے طلبہ خواہ ان کا تعلق مدارس سے ہو کہ عصری تعلیم کے دانش کدوں سے، یہ مطالعہ کتب کے بجائے اپنے زیادہ تر اوقات سوشل میڈیا کی نذر کر رہے ہیں۔ پہلے ہمارے طلبہ اپنے زمانۂ تعلیم میں اپنا زیادہ تر وقت نصابی اور غیر نصابی کتابوں کے مطالعہ میں صرف کیا کرتے تھے۔علوم وفنون کی تحصیل کے لیے نایاب سے نایاب تر کتابوں کی تلاش وجستجو میں لگے رہتے تھے۔جس فن سے جس طالب علم کو دلچسپی ہوتی تھی اس فن کی چھوٹی بڑی ہر قسم کی کتابوں کو حاصل کرنے اور ان کا بالاستیعاب مطالعہ کرنے کی للک انہیں دنیا و جہان سے بے گانہ کیئے رہتی تھی۔فن کی جو باتیں اور جو مشکل بحثیں انہیں سمجھ میں نہ آپاتیں تو ان کی تفہیم کے لیے وہ اس فن کے ماہرین کی بارگاہوں میں زانوئے ادب تہہ کرتے، افہام وتفہیم کے ذریعہ اپنے مرغوب و پسندیدہ فن میں کمال حاصل کرتے، دن دن بھر اور رات رات بھر اپنے پسندیدہ علم وفن میں درک حاصل کرنے کے لیے کتابوں میں مستغرق رہتے۔لیکن جب سے سوشل میڈیا پلیٹ فارم پر ہمارے طلبہ کی دلچسپیاں بڑھی ہیں تب سے غیر نصابی کتابیں تو دور، اپنی متعلقہ ومتعینہ نصابی کتابوں تک کو پڑھنے، ان کی متعلقہ بحثوں کو سمجھنے اور انہیں ذہن نشیں کرنے تک کی انہیں فرصت نہیں ہے۔اس وقت زیادہ تر طلبہ خواہ مدارس کے ہوں یا کالج ویونیورسٹی کے، سبھی محض امتحان میں پاس ہو جانے کی حد تک ہی پڑھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔اسی طرح محنت ومزدوری، صنعت وحرفت سے متعلق کاریگری اور دیگر پیشوں سے متعلق نوجوان بھی اپنے کام میں دلچسپی نہیں رکھتے۔اس طبقہ کا بھی زیادہ تر وقت سوشل میڈیا کے متعلقہ پلیٹ فارم پر مٹر گشتی کرنے میں گزرتا ہے۔

سوشل میڈیا سے جیل کی سلاکھوں تک: سوشل میڈیا کے اس بے جا استعمال نے جہاں شخصیت سازی کی راہ میں بے شمار دشواریاں اور روکاوٹیں پیدا کی ہیں وہیں قانونی طور پر بھی اس نے ہمارے نوجوانوں کے سامنے بہت ساری مشکلات کھڑی کر دی ہیں۔عموماً ہمارے نوجوان سوشل میڈیا سے متعلق ان قوانین و پابندیوں سے ناواقف ہیں جنہیں ''سائبر کرائم'' کے نام سے جانا جاتا ہے۔وہ یہ نہیں جانتے کہ سوشل میڈیا کے پلیٹ فارم پر کون سا

موادشیئر کرنا ہے اور کون سا نہیں؟ کون سا میسیج آگے بڑھانا ہے اور کون سا نہیں۔ سوشل میڈیا پر کس چیز کو عام کرنا چاہیئے اور کس کو نہیں؟ ہمارے نوجوانوں کے ہاتھ میں سوشل میڈیا پلیٹ فارم ایسا ہی ہے جیسے کسی ناسمجھ، نادان اور کمسن بچے کے ہاتھ میں گولیوں سے لوڈ بندوق یا پستول تھما دیا گیا ہو کہ جس طرح وہ کمسن و ناسمجھ بچہ یہ نہیں جانتا کہ اس کے چل جانے سے اس کا نقصان ہوگا یا کسی اور کا۔ اسی طرح یہ نوجوان بھی نہیں جانتے کہ سوشل میڈیا کے استعمال سے وہ اپنے ساتھ کس کس کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔

اِدھر حالیہ چند برسوں کا اگر ہم تجزیہ کریں تو یہ بات بخوبی سامنے آجائے گی کہ سوشل میڈیا پر بہت سارا غیر قانونی مواد اپلوڈ کرنے، تنقید کرنے، میسیج فارورڈ کرنے، تصویریں عام کرنے اور پیغامات کی ترسیل کرنے کی بنیاد پر ہزاروں نوجوانوں پر مقدمات قائم ہو چکے ہیں اور بے شمار نوجوان اس وقت یا تو جیل کی سلاکھوں کے پیچھے ہیں یا پھر کورٹ، کچہریوں کے چکر کاٹ رہے ہیں۔

قائدین و رہنماؤں کی بے توجہی: ہمارے جن سماجی و مذہبی رہنماؤں کی یہ ذمہ داری تھی کہ وہ اپنے ہم مذہب نوجوانوں اور اپنے سماج کے بچوں کو اس ہلاکت خیز وادی میں جا کر پھنسنے سے محفوظ رکھتے، آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے بہت سارے یہی مذہبی و سماجی رہنما بھی سوشل میڈیا پلیٹ فارم پر ہمارے مسلم نوجوانوں کو فوج درفوج آنے کی ''دعوت خیر'' دے رہے ہیں۔ آج بڑے سے بڑے مذہبی رہنما، شیخ طریقت، قائدین ملت اور اداروں کا جائزہ لے لیجئے، ہر ایک کا اپنا الگ اور مستقل و وسیع سوشل میڈیا پلیٹ فارم ہے، ہر ایک کا اپنا یوٹیوب چینل ہے، ہر شاعر و نعت خواں اور ہر خطیب کا اپنا الگ چینل ہے کہ جن پر رات و دن یہ حضرات ہر طریقہ کا اپنا اپنا مرغوب و پسندیدہ مواد اپلوڈ کرتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ جاندار کی جن تصویروں اور ویڈیوں کو یہ حضرات ناجائز و حرام کہتے تھے یا بظاہر ابھی بھی کہتے ہیں، وہ تصویریں اور ان تصویروں پر مشتمل اپنے کلام پڑھنے اور اپنی تقریر کرنے کے ویڈیوز بھی یہ حضرات ہر دن، ہر لمحہ اور بے ضرورت و حاجت اپلوڈ کرتے رہتے ہیں۔ حد تو یہ ہے کہ اب بہت سارے خطبا، نعت خواں اور مشائخ طریقت کے جلوں میں ویڈیو بنانے والا ایک ماہر شخص ہمہ وقت ان کے ساتھ رہتا ہے۔ یہ حضرات کس راستے سے گزر رہے ہیں، کس اعلیٰ قسم کی گاڑی سے سفر کر رہے ہیں، کس ہوائی جہاز کے ذریعہ اڑ رہے ہیں، کس جگہ اور کس بہترین ریسٹورینٹ میں چائے ناشتہ کر رہے ہیں یا کھانا تناول فرما رہے ہیں، کس ہائی وے اور کس روڈ پر نماز پڑھ رہے ہیں، کس جگہ اور کس انداز میں استقبال کیا جا رہا ہے، کس طرح تقریر، نعت خوانی اور دعا کی جا رہی ہے، کس انداز میں، کتنے ہزار لوگوں کی بھیڑ بیعت کر رہی ہے، کس مزار پر حاضری دے رہے ہیں، کس انداز میں اور کس والہانہ طور پر انہیں داد وتحسین اور نعروں سے نوازا جا رہا ہے، کس طرح قوالوں کی طرز پر ان کے اوپر نوٹوں کی بارش کی جا رہی ہے، قوالوں کی طرز پر کس طرح مائک ہاتھ میں لے کر لہرا لہرا کر، اچک اچک کر، جھوم جھوم کر کلام پیش کر رہے ہیں، کس طور پر اسٹیج اور مجمع کو قوالی کی محفلوں کے رنگ میں رنگ رہے ہیں، یہ ساری چیزیں، پل پل کی یہ ساری تصویریں اور ان کے ویڈیو متعلقہ افراد کے مخصوص یوٹیوب چینلوں اور سوشل میڈیا سے متعلق دیگر پلیٹ فارم پر نہایت ہی آرائش وزیبائش اور بہت ہی دل کش وخوبصورت سرخیوں کے ساتھ

اپلوڈ کئے جارہے ہیں۔

''کردار سے عاری اور گفتار کے غازی'' یہ حضرات آج زیادہ تر یہ کام اپنے معاشی نظام کا ''شیش محل'' بنانے کے لیے پروفیشنل اور محض کاروباری انداز میں کر رہے ہیں کہ جس سے ان حضرات کو خاطر خواہ فائدہ بھی پہنچ رہا ہے۔مگر اس سے سب سے بڑا نقصان ہمارے ان ناسمجھ اور ان نادان نوجوانوں کو ہو رہا ہے کہ جو سوشل میڈیا کی خاردار وادیوں کے سلسلہ میں کچھ بھی نہیں جانتے۔ایسے نوجوان بے سوچے سمجھے اپنی نادانی کی بنیاد پر ''سوشل میڈیا کا غازی'' بن کر ''اسٹیج و منبر کے غازیوں'' میں سے اپنے کسی پسندیدہ مقرر، نعت خواں اور شیخ طریقت کی کوئی ایسی تقریر، یا ایسا کلام یا ایسا ویڈیو شیئر کر دیتے ہیں کہ جو کسی نہ کسی طور پر ''سائبر کرائم'' کے زمرے میں آجاتا ہے۔

چونکہ مسلمانان ہند سے قدیمی عداوت و دشمنی رکھنے والا وہ طبقہ کہ جو مسلمانوں کو نقصان پہنچانے اور انہیں ذلت ورسوائی سے دو چار کرنے کا کوئی بھی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتا، وہ طبقہ اس وقت سوشل میڈیا پر گہری نگاہیں جمائے ہوئے ہے بلکہ اس طبقہ نے کچھ ایسے ''مخصوص سیل'' بھی بنا رکھے ہیں کہ جن کا کام ہی مسلمانان ہند کی سوشل میڈیا سے متعلق سبھی ایکٹیوٹیز کی ہمہ وقت چھان بین کرتے رہنا ہے۔ یہ مخصوص طبقات مسلم نوجوانوں کی سوشل میڈیا پر اپلوڈ کی گئی اور قانون کی زد میں آنے والی اشیا کو نکالتے ہیں، پھر متعلقہ گورنمنٹی محکموں اور تھانوں میں رپورٹ درج کرا دیتے ہیں۔جس کی وجہ سے آج ہمارے بے شمار نوجوان اور بچے سوشل میڈیا کے پلیٹ فارم سے ہوتے ہوئے جیل کی سلاکھوں تک پہنچ چکے ہیں۔

اگر ہم مذہبی و مسلکی نقطۂ نظر سے سوشل میڈیا جیسے آزاد و وسیع پلیٹ فارم پر اپنے عاقبت نااندیش ''کردار کے عاری اور گفتار کے غازی'' کچھ خطبا، نعت خواں اور مشائخ ملت کے ذریعہ دی جانے والی مزعومہ ''دعوت خیر'' کا جائزہ لیں تو یہ انتہائی خطرناک، ہلاکت خیز، ایمان سوز اور عقیدے میں فساد و بگاڑ پیدا کرنے والی ''دعوت شر'' نظر آئے گی کیوں کہ جب مذکورہ حضرات کے عقیدتمند نادان و ناسمجھ نوجوان ان کی ''دعوت خیر'' پر لبیک کہتے ہوئے ان کے سوشل میڈیائی ویڈیوز اور پیغامات کو دیکھنے اور سننے کے لیے سوشل میڈیا جیسے آزاد و وسیع اور خاردار پلیٹ فارم پر آتے ہیں، یوٹیوب، فیس بک اور ٹیوٹر ہینڈل جیسی دنیا میں قدم رکھتے ہیں تو وہاں انہیں صرف اپنے ان پسندیدہ حضرات ہی کے ویڈیوز اور پیغامات نہیں دکھتے بلکہ وہاں ہر فرقے، ہر مذہب اور ہر جماعت سے وابستہ افراد کی طرف سے اپلوڈ کی ہوئی بے شمار چیزیں پڑھنے، دیکھنے اور سننے کو ملتی ہیں۔اب آپ اندازہ لگائیں کہ ہمارے وہ نوجوان کہ جو عقائد اہل سنت، معمولات اہل سنت اور شرعی مسائل کی باریکیوں سے ناواقف ہیں، جب یہ لوگ گمراہ فرقوں کی طرف سے اپلوڈ کی ہوئی یہ چیزیں دیکھتے اور سنتے ہیں تو یہ ان کے ایمان وعقیدہ کے لیے اتنا سنگین اور خطرناک ثابت ہوتا ہے کہ جس کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ جبکہ ہمارے بزرگوں نے بدمذہبوں سے میل جول اور ان کی صحبت اختیار کرنے کو سختی کے ساتھ اسی وجہ سے منع کیا ہے بلکہ عام لوگوں کے لیے بدمذہبوں کی کتابوں اور لٹریچر کو پڑھنے سے بھی سخت انداز میں روکا ہے تاکہ یہ چیزیں عام لوگوں کے ایمان وعقیدہ پر اثر انداز نہ ہوں۔اب جب کہ ہم نے سوشل میڈیا جیسے آزاد و وسیع پلیٹ فارم کو

اپنے ان عام لوگوں خاص کر مذہبی تعلیم سے نا آشنا اپنے نوجوانوں کے لیے آزادی کے ساتھ کھول دیا ہے تو اس کے مضرات ونقصانات بھی آہستہ آہستہ اب سامنے آنے لگے ہیں۔ دینی تعلیم سے بے گانہ ہمارے نوجوان دھڑلے کے ساتھ ''مشاجرات صحابہ'' جیسے حساس موضوع پر سوشل میڈیا پلیٹ فارم پر جم کر بحث کر رہے ہیں۔ علم کلام اور علم عقیدہ سے متعلق نازک وحساس مسائل پر بے لاگ تبصرے کر رہے ہیں۔ بدعقیدگی خاص کر رافضیت وتفضیلیت کے خطرناک جراثیم سوشل میڈیا کے ذریعہ ہمارے ان نوجوانوں کے ذہن وفکر میں پیوست ہو رہے ہیں۔

چند تلخ و افسوسناک نظیریں: سوشل میڈیا کے اسی بے جا استعمال اور نادانی میں کی جانے والی کچھ پوسٹوں اور پیغامات کی ترسیل پر قانونی داؤں پیچ کے جال میں پھنسنے والے نوجوانوں کی ہم یہاں چند نظیریں پیش کر رہے ہیں:

☆ اہل سنت کے ایک معروف نعت خواں جناب اسد اقبال صاحب کہ جن کا تعلق کلکتہ کی سرزمین سے ہے، انہوں نے آج سے ۱۰، ۱۲ رسال پہلے ایک کلام پڑھا تھا جو دنیائے سنیت کے بیشتر خطوں میں نوجوانوں کے مابین بہت مقبول ہوا تھا اور آج بھی مقبول ہے۔ اس کلام کا ایک شعر یہ ہے کہ ؎

دشمنانِ نبی کو گھٹا دیجئے
خاک میں ان *** وں کو ملا دیجئے
ان کو فاروقی تیور دکھا دیجئے
کان پر رکھ کے گھوڑا دبا دیجئے

سرزمین ہند کے بہت سے خطوں میں ہونے والے جلسوں میں انہوں نے اپنا یہ کلام پڑھا ہے اور یوٹیوب پر اس کے بہت سارے ویڈیو دستیاب ہیں۔ یہ الگ موضوع بحث ہے کہ ''کان پر رکھ کے گھوڑا دبا دیجئے''، شرعی طور پر اس کا حق اور اس کا اختیار عوام کالانعام کو ہے یا سلطنت اسلامیہ میں سلطان اسلام، حاکم اسلام اور قاضی اسلام کو؟ غیر اسلامی حکومتوں اور سلطنتوں میں اس ''گھوڑا دبا دیجئے'' کی دعوت شرعی وفقہی طور پر عام لوگوں کو دی جاسکتی ہے یا نہیں؟ مگر ملکی قوانین کے اعتبار سے اس طرح کے جملے بلا شبہ اس وقت غیر قانونی ہیں۔

چونکہ ''ہیٹ اسپیچ'' اور کسی کو مارنے، پیٹنے اور حملہ کرنے پر اکسانے سے متعلق ادھر حالیہ چند سالوں میں بہت سارے قوانین معرض وجود میں آئے ہیں کہ جن سے ہمارے نوجوان بالکلیہ ناواقف ہیں۔ ابھی پچھلے ہفتے راقم الحروف کے وطن قصبہ بہیڑی ضلع بریلی شریف نیز ضلع کانپور اور گجرات کے احمد آباد وغیرہ کچھ شہروں کے نوجوانوں نے یہ مذکورہ شعر وہاٹس ایپ اور فیس بک وغیرہ پر لکھ کر شیئر کر دیا۔ کسی ہندو سنگھٹن سے متعلق کچھ افراد کی نظر میں جب یہ آیا تو اس شعر کو لے کر انہوں نے متعلقہ تھانوں میں ایف آئی آر درج کرا دی۔ پولیس نے بھی اپنی ''مخصوص تیزی'' کے ساتھ فوری طور پر کاروائی کی، ان نوجوانوں کو گھروں سے اٹھا کر ''بھڑکاؤ بیان''، ''ایک طبقہ کو دوسرے طبقہ پر حملہ کرنے کے لیے اکسانے'' اور ''سائبر کرائم'' کی بہت ساری متعلقہ دفعات لگا کر جیل کی سلاخوں کے پیچھے بھیج دیا۔

☆ کچھ دنوں پہلے احمد آباد گجرات کے ایک نوجوان نے اس وقت جیل میں بند جناب مفتی سلمان ازہری صاحب کی تقریر کا ایک ویڈیو

سوشل میڈیا پر شیئر کر دیا جس میں وہ گستاخان نبی کی سزا سے متعلق حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک واقعہ کا حوالہ دے کر کچھ گفتگو کر رہے تھے۔اس ویڈیو کو شیئر کر کے اس نوجوان نے اپنا دو لائن کا ایک تبصرہ بھی کمینٹ کے طور پر اس میں شامل کر دیا۔ ہندو سنگھٹن کے ایک مخصوص سیل نے اس پوسٹ کو سوشل میڈیا سے نکال کر پولیس کے حوالہ کر دیا جس پر ہمارے ملک کی ''بہادر'' پولیس انتظامیہ نے فوری طور پر ایکشن لیتے ہوئے ایف آئی آر درج کی اور پھر اس نوجوان کو آناً فاناً میں جیل بھیج دیا۔

☆ کچھ سالوں پہلے پڑوسی ملک سے ایک نعرہ ہمارے ملک ہندوستان میں امپورٹ ہو کر آیا:

''گستاخ نبی کی ایک ہی سزا۔سر تن سے جدا، سر تن سے جدا''

اس ایک نعرے کی بنیاد پر پچھلے دو تین سالوں میں سینکڑوں نوجوانوں کے اوپر مقدمات قائم کر کے انہیں جیل بھیج دیا گیا ہے۔

☆ بارہویں شریف کے موقع پر اِدھر حالیہ چند سالوں سے الحمدللہ! جشن عید میلاد النبی کے موقع پر ماہ ربیع الاول کا چاند نکلتے ہی مسلمانان ہند میں اپنے گھروں، مکانوں، دوکانوں اور اداروں پر جھنڈے لگانے کا شوق تیزی کے ساتھ پروان چڑھا ہے۔ بلا شبہ یہ ایک مستحسن کام ہے مگر اس کے ساتھ ہی نادانی و نا سمجھی کی بنیاد پر کچھ لوگوں نے اس موقع پر ایسے جھنڈوں کا استعمال کرنا شروع کر دیا ہے کہ جنہیں وہ اسلامی جھنڈا تصور کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ ایک الگ اور مستقل موضوع بحث ہے کہ اسلامی جھنڈا آخر کون سا ہے؟ اور کس رنگ کا ہے؟ ابھی بات ہمیں صرف اتنی کرنا ہے کہ اپنے ملک میں کسی دوسرے ملک کا قومی پرچم بنا ضرورت لگانا کچھ مخصوص حالات میں غیر قانونی مانا جاتا ہے۔ چونکہ ہماری سیدھی سادھی اور بے پڑھی لکھی قوم کے کچھ افراد نے ایسے جھنڈے اپنے یہاں لگا لیے۔ پھر ان کی تصویریں بھی سوشل میڈیا پر شیئر کر دیں۔ چالاک و شاطر دشمن نے محض اتنی سی بات پر پولیس کو باخبر کر دیا اور پورے ملک میں سیکڑوں جگہ پر مقدمات درج کر کے کافی لوگوں کو جیل بھیج دیا گیا۔

☆ بارہویں شریف کے موقع پر جھنڈے لگانے کے رجحان کے ساتھ ''قومی پرچم ترنگا'' لگانے کا بھی کچھ جگہوں پر رجحان تیزی کے ساتھ پروان چڑھا ہے۔ حالانکہ قومی پرچم لگانے کے کچھ اصول و ضوابط ہیں جن کی خلاف ورزی کی صورت میں سخت قسم کی دفعات کے تحت مقدمات درج ہوتے ہیں۔ چونکہ ہمارے بہت سارے مسلم نوجوان ان قوانین سے ناواقف ہیں اور اپنی اسی ناواقفیت کی بنیاد پر بہت سارے نوجوانوں نے قومی پرچم پر کچھ سرخیاں اور کچھ تصویریں اپنی طرف سے درج کر کے انہیں فضا میں لہرا دیا۔ سوشل میڈیا کے ذریعہ یہ چیزیں بھی چالاک و شاطر دشمنوں تک پہنچ گئیں اور انہوں نے ان پر مقدمات درج کرا کر انہیں جیل کا سفر کرا دیا۔

اس طرح کی بہت ساری نظیریں اور مثالیں ہیں۔ دشمن نہایت شاطر، چالاک اور متحرک و فعال ہے۔ اس کے برخلاف ہم اور ہمارا سماج و معاشرہ ابھی بھی خواب غفلت کا شکار ہے۔ ایک عجب طرح کی بے راہ روی کے دور سے ہم گزر رہے ہیں۔ نہ کوئی سمجھانے والا ہے اور نہ کوئی سمجھنے والا۔ جس کی جو مرضی ہے وہ سب سے بالاتر ہو کر کر رہا ہے۔ جو چاہ رہا ہے وہ اسٹیج پر بول رہا ہے اور جس طرح کا ماحول بنانا چاہ رہا ہے اس طرح کا ماحول بنا رہا ہے۔ سوشل میڈیا پر جو مرضی آئی لکھ دیا، جو اچھا لگا اسے پوسٹ کر دیا، نہ اثر انگیزی کی پرواہ

اور نہ ہی اس بات کی پرواہ کہ یہ کتنا مفید ہے اور کتنا مضر؟ لکھنے، بولنے اور مواد کی ترسیل وابلاغ سے متعلق نہ جانے کتنے سخت قوانین معرض وجود میں آچکے ہیں مگر ہمیں اس کی خبر ہی نہیں۔کیا اب بھی یہ وقت نہیں آیا کہ ہم اپنا از سر نو محاسبہ کریں اور اپنے لکھنے، بولنے اور پڑھنے پڑھانے پر غور وفکر کریں؟ اپنے طریقوں میں تبدیلی پیدا کریں؟ پہلے کے معاملات الگ تھے اور اب کے معاملات الگ ہیں۔پہلے ہم کیا لکھتے تھے اور کیا بولتے تھے خاص طور پر ہمارے مذہبی جلسوں، جلوسوں اور دینی لٹریچر ومواد سے دوسروں کو کوئی خاص سروکار نہیں تھا۔نہ ہی اس وقت ویڈیو بنتے تھے اور نہ ہی آناً فاناً میں یہ چیزیں نشر ہوتی تھیں۔مگر آج ہم خود ہی اپنے مذہبی جلسوں، جلوسوں، اداروں اور ان میں بولنے، پڑھنے، تقریر کرنے اور نعرے لگنے اور لگانے کے ویڈیو بنا اور بنوا رہے ہیں۔یہ ساری داخلی چیزیں اب عام ہوتے ہوتے متعلقہ گورنمنٹ محکموں، میڈیا سے متعلق لوگوں اور آپ کے دوستوں کے ساتھ دشمنوں تک وافر مقدار میں پہنچ رہی ہیں جس کا انجام ہمارے عاقبت نا اندیش اور نادان نوجوان مقدموں کے جال میں پھنسنے اور جیل کی سلاکھوں کے پیچھے ٹھوسے جانے کی شکل میں بھگت رہے ہیں۔

مسلمانوں کے معاشی نظام پر حملہ: تقسیم ہند کے بعد اس ملک میں رہ جانے والے مسلمانان ہند کے پاس اپنی تعمیر وترقی اور اپنی معاشی ضرورتوں کی تکمیل کے لیے تعلیم، محنت ومزدوری اور ہنرمندی وکاریگری جیسے راستے بچے تھے کہ جن کی وجہ سے وہ اس ملک میں کسی نہ کسی حد تک باعزت طور پر اپنے وجود کا احساس کراتے تھے مگر اب یہ بھی مشکل نظر آنے لگا ہے۔نفرتیں عروج پر ہیں، غیر اعلانیہ طور پر مسلمانان ہند کی ترقی کے راستے بند کرنے اور کرانے کے رجحانات تیزی کے ساتھ پروان چڑھ اور چڑھائے جا رہے ہیں۔کسب معاش کے میدان میں بھی یہ نفرتیں اپنا اثر دکھا رہی ہیں۔ایسا لگتا ہے کہ اب مسلمانان ہند کا غیر اعلانیہ طور پر سماجی بائیکاٹ کیا اور کرایا جا رہا ہے۔گورنمنٹ نوکریوں میں تو بہت پہلے ہی سے امتیازی سلوک کی خبریں سنی جاتی تھیں مگر اب صنعت وحرفت یہاں تک کے مزدوری وہنرمندی کے میدان تک میں یہ امتیازی سلوک عام ہوتا جا رہا ہے۔پہلے پھل، سبزی، کرانے کے ساز وسامان کی دوکانوں اور ٹھیلوں وغیرہ سے بلاتفریق مذہب وملت ہندوستانی شہری اپنا سامان ضرورت بے تکلف خرید لیتے تھے مگر اب اس سلسلہ میں بھی مسلم وغیر مسلم کا فرق پیدا کر کے کس سے خریدنا ہے اور کس سے نہیں خریدنا؟ اس کا رجحان بھی تیزی کے ساتھ پروان چڑھ رہا ہے۔اسی طرح روز مرہ محنت ومزدوری کر کے اپنے گھر میں چولہا جلانے کا مشکل سے انتظام کرنے والے ہنرمند مزدور ومستری سے پہلے بلاتفریق مذہب اور بلاتکلف لوگ اپنے کام کرا لیا کرتے تھے مگر آج ان مستری اور مزدوروں کے بھی مذہب کی تفتیش ہو رہی ہے۔کس مزدور ومستری سے کام کرانا ہے اور کس سے کام نہیں کرانا، اس کا رجحان بھی تیزی کے ساتھ ملک کے ایک مخصوص طبقہ کے اندر پھیل رہا ہے۔حد تو یہ ہے کہ اس مخصوص طبقہ کے مکانات جن علاقوں، گلیوں، محلوں اور کالونیوں میں ہیں، وہاں ٹھیلوں اور رکشوں پر سبزی وپھل وغیرہ رکھ کر فروخت کرنے والوں کے بھی مذہب کی جانچ وپڑتال کی جا رہی ہے اور مخصوص مذہب سے تعلق ثابت ہو جانے پر انہیں کسی نہ کسی بہانے مارنے، پیٹنے اور ان کا سامان لوٹنے تک کے معاملات اب سامنے

آنے لگے ہیں۔

مسلم نوجوانوں پر حملے کرنے اور ان کے ساتھ مار پیٹ کرنے کا کوئی بھی موقع آج ہاتھ سے جانے نہیں دیا جا رہا۔ کچھ نہیں ملتا تو یہی کہہ کر پیٹنا شروع کر دیا جاتا ہے کہ یہ مسلم نوجوان ہمارے علاقہ میں آکر ہماری لڑکیوں کو چھیڑ رہے تھے۔ یا چوری کر رہے تھے۔ یا مذہبی نعرے لگا رہے تھے۔ پھر پٹائی کے ساتھ ساتھ ان کے اوپر مقدمات قائم کرا کر انہیں جیل کی سلاکھوں کے پیچھے ڈال دیا جاتا ہے۔ ایک طریقہ اب یہ بھی عام ہو چلا ہے کہ جن مسلم نوجوانوں کو مارنا پیٹنا ہو تو سب سے آسان یہ ہے کہ مسلم نوجوان گائے پکڑ کر کاٹنے کے لیے لے جا رہے تھے۔ ''گئوکشی'' کے نام پر اب تک نہ جانے کتنے مسلمانوں کو بے رحمی کے ساتھ پیٹ پیٹ کر ہلاک کر دیا گیا ہے۔ ایک طریقہ یہ بھی چل پڑا ہے کہ جس نوجوان کو مارا پیٹا اس پر یہ الزام لگا دیا گیا کہ یہ ''لو جہاد'' کر رہا تھا اور نام بدل کر غیر مسلم لڑکی کو اپنی محبت کے جال میں پھنسا رہا تھا۔ مسلم نوجوان مار بھی کھاتا ہے اور اس کے بعد بھاری بھرکم دفعات کے تحت اپنے اوپر مقدمات قائم کرا کر جیل بھی چلا جاتا ہے۔ آج مسلمانوں کا ایک بڑا طبقہ مقدمات کی چکی میں پس رہا ہے۔ نہ جانے کتنے نوجوان اس وقت جیل کی سلاخوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔

اپیل: عام مسلمانوں خاص کر نوجوانوں کی اصلاح کے لیے ائمہ مساجد کو خاص طور پر متحرک و فعال ہونے کی ضرورت ہے۔ ہر امام سے عام مسلمانوں کا براہ راست رابطہ رہتا ہے۔ ہماری مساجد کے یہ ائمہ معمولی سی تنخواہوں کے ہوتے ہوئے بھی اصلاح معاشرہ اور اصلاح عقیدہ کا کام کافی حد تک اثر انگیز انداز میں کر رہے ہیں۔ اگرچہ ان ائمہ حضرات کی کہیں سے بھی کسی بھی طرح کی حوصلہ افزائی نہیں ہوتی اور نہ ہی انہیں داد و دہش سے نوازا جاتا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہی ہے کہ عقائد اہل سنت اور معمولات اہل سنت کے تحفظ اور دینی و مذہبی ماحول تیار کرنے میں ان ائمہ حضرات کا کلیدی کردار ہوتا ہے۔ اگر کسی مسجد میں کوئی باعمل و باصلاحیت، متقی و پرہیزگار، علم و عمل کا حسین پیکر اور متحرک و فعال عالم دین امام ہوتا ہے تو اس خطہ میں اس کی دینی و مسلکی خدمات کے اثرات دہائیوں تک برقرار رہتے ہیں۔ ایسے ائمہ حضرات سے اپیل و گزارش ہے کہ اپنے زیر اثر خطوں میں رہنے والے عام مسلمانوں خاص کر مسلم نوجوانوں کی اصلاح میں مزید کوششیں کریں، انہیں سوشل میڈیا کے نقصانات سے آگاہ کریں، بدمذہبوں کی بدمذہبیت سے انہیں روشناس کرائیں، مذہب اہل سنت مسلک اعلیٰ حضرت کا انہیں سختی کے ساتھ عامل بنائیں، ''مشاجرات صحابہ'' جیسے نازک و حساس معاملات سے دور رہنے کی تلقین کریں، وہابیت و دیوبندیت اور رافضیت و تفضیلیت کی تباہ کاریوں سے انہیں متنبہ کریں، اپنے اردگرد ہونے والے جلسوں اور جلوسوں کو مفید و اثر انگیز بنائیں، ملکی قانون کی زد میں آنے والے نعروں، شعروں اور تقریری جملوں سے بچنے کی انہیں تاکید کریں، مذہبی جلسوں کے منبروں اور اسٹیجوں کو قوالوں کا سا اسٹیج بننے سے سختی کے ساتھ روکیں، منبروں اور اسٹیجوں کا ماحول سنجیدہ بنائیں، قوالوں اور مداریوں کی طرح اچھل کود، چیخ و پکار، مصنوعی طور پر رونے رلانے، جھومنے جھامنے، مجروں کی طرح نوٹ لٹانے اور بے ہنگم و قابل اعتراض نعرے لگانے پر سختی کے ساتھ پابندی عائد کریں۔

☆

ترجمہ: مجدد اعظم اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ

باب التفسیر

تفسیر: صدرالا فاضل حضرت علامہ محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی علیہ الرحمہ

پیش کش: مولانا ابرارالحق رحمانی مدھوبنی

ترجمہ: بیشک اللہ نے سچ کردیا اپنے رسول کا سچا خواب ۲ے بیشک تم ضرور مسجد حرام میں داخل ہوگے۔ اگر اللہ چاہے امن وامان سے۔ اپنے سروں کے ۳ے بال منڈاتے یا ۴ے تر شواتے، بے خوف۔ تو اس نے جانا جو تمہیں معلوم نہیں ۵ے تو اس سے پہلے ۶ے ایک نزدیک آنے والی فتح رکھی ۷ے رہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے ۸ے اور اللہ کافی ہے گواہ ۹ے محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے ۸۰ے کافروں پر سخت ہیں ۸۱ے اور آپس میں نرم دل ۸۲ے تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے، سجدے میں گرتے ۸۳ے

(پ ۲۶ / رکوع ۱۲ / سورۂ فتح آیت ۲۶ تا ۲۸)

تفسیر: ۲ے شان نزول: رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حدیبیہ کا قصد فرمانے سے قبل مدینۂ طیبہ میں خواب دیکھا تھا کہ آپ مع اصحاب کے مکہ معظّمہ میں بامن داخل ہوئے اور اصحاب نے سر کے بال منڈائے، بعض نے ترشوائے۔ یہ خواب آپ نے اپنے اصحاب سے بیان فرمایا تو انہیں خوشی ہوئی اور انہوں نے خیال کیا کہ اسی سال وہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوں گے۔ جب مسلمان حدیبیہ سے بعد صلح کے واپس ہوئے اور اس سال مکہ مکرمہ میں داخلہ نہ ہوا تو منافقین نے تمسخر کیا، طعن کئے اور کہا کہ وہ خواب کیا ہوا؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور اس خواب کے مضمون کی تصدیق فرمائی کہ ضرور ایسا ہوگا۔ چنانچہ اگلے سال ایسا ہی ہوا اور مسلمان اگلے سال بڑے شان وشکوہ کے ساتھ مکۂ مکرمہ میں فاتحانہ داخل ہوئے ۳ے تمام ۴ے تھوڑے سے ۵ے یعنی یہ کہ تمہارا داخل ہونا اگلے سال ہے اور تم اسی سال سمجھتے تھے اور تمہارے لیے یہ تاخیر بہتر تھی کہ اس کے باعث وہاں کے ضعیف مسلمان پامال ہونے سے بچ گئے ۶ے یعنی دخلوحرم سے قبل ۷ے فتح خیبر کہ فتح موعود کے حاصل ہونے تک مسلمانوں کے دل اس سے راحت پائیں۔ اس کے بعد جب اگلا سال آیا تو اللہ تعالیٰ نے حضور کی خواب کا جلوہ دکھلایا اور واقعات اس کے مطابق رونما ہوئے چنانچہ ارشاد فرماتا ہے ۸ے خواہ وہ مشرکین کے دین ہوں یا اہل کتاب کے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ نعمت عطا فرمائی اور اسلام کو تمام ادیان پر غالب فرمادیا ۹ے اپنے حبیب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت پر جیسا کہ فرماتا ہے ۸۰ے یعنی ان کے اصحاب ۸۱ے جیسا کہ شیر شکار پر اور صحابہ کا تشدد کفار کے ساتھ اس حد پر تھا کہ وہ لحاظ رکھتے تھے کہ ان کا بدن کسی کافر کے بدن سے نہ چھوجائے اور ان کے کپڑے سے کسی کافر کا کپڑا نہ لگنے پائے (مدارک) ۸۲ے ایک دوسرے پر محبت ومہربانی کرنے والے ایسے کہ جیسے باپ بیٹے میں ہو اور یہ محبت اس حد تک پہنچ گئی کہ جب ایک مومن دوسرے کو دیکھے تو فرط محبت سے مصافحہ ومعانقہ کرے ۸۳ے

گلدستۂ احادیث

ترتیب وانتخاب: نبیرۂ اعلیٰ حضرت، حضرت مولانا الحاج الشاہ **محمد سبحان رضا سبحانی میاں مدظلہ العالی**
سربراہ خانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ رضا نگر، سوداگران بریلی شریف

اختیارات رسول

سلف وخلف سے یہ اجماعی عقیدہ متواتر منقول ہے کہ اللہ رب العزت نے ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تشریعی اختیارات عطا فرمائے ہیں۔ اس طور پر کہ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من جانب اللہ ایسے ''مختار کل'' ہیں کہ جسے جو چاہیں عطا فرما دیں۔ جو چیز فرض نہ ہو وہ چاہیں تو کسی پر فرض فرما دیں، چاہیں تو نہ فرض کریں، چاہیں جو چیز حرام نہ ہو اسے حرام فرما دیں اور چاہیں تو جو چیز خدا نے حرام کی اس میں سے کچھ مستثنیٰ فرمادیں۔ اس کے برخلاف وہابیہ اس اعتقاد کو شرک قرار دیتے ہیں حالانکہ قرآن وحدیث میں اس کے کافی شواہد موجود ہیں۔ اس سلسلہ میں ایک نظیر یہ ہے کہ قرآن کریم میں ارشاد فرمایا گیا: ''واحل لكم ما ورآء ذٰلكم ان تبتغوا باموالكم''

ترجمہ: اور ان (محرمات) کے سوا جو بھی عورتیں ہیں تمہیں حلال ہیں کہ اپنے مالوں کے عوض تلاش کرو۔

اس قرآنی ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ نکاح کے لیے مہر لازم وضروری ہے اور مہر کے لیے مال متقوم کا ہونا لازم۔ یہ عام حکم ہے جو ہر مسلمان کے لیے لازم ہے مگر ایک صحابی کو ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ کی طرف سے عطا کردہ اپنے تشریعی اختیارات سے اس حکم سے مستثنیٰ فرما دیا چنانچہ اس سلسلہ میں ایک حدیث پاک منقول ہے:

عن ابی النعمان الازدی، ان رجلا خطب امرأة فقال النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اصدقها قال ما عندی شی قال أما تحسن سورة من القرآن فاصدقها السورة ولا تكون لاحد بعدك مهرا۔

ترجمہ: ابوالنعمان ازدی سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کسی عورت کو نکاح کا پیغام دیا تو ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو مہر دو۔ اس شخص نے عرض کی کہ میرے پاس کچھ بھی نہیں۔ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم قرآن حکیم کی کوئی سورت نہیں پڑھتے؟ تم مہر میں اسے وہ سورت ہی سکھا دو۔ اور تیرے بعد یہ کسی کے لیے مہر نہ ہوگا۔ (یعنی سورت کا سکھانا ہی تمہاری طرف سے اس کا مہر ہو جائے گا)

اب آپ ذرا غور فرمائیں کہ مہر کے لیے مال کا ہونا شرعی طور پر ضروری ہے اور قرآن سکھانا یہ مال نہیں۔ اس کے باوجود ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک صحابی کے لیے قرآن سکھانے کو مہر مقرر کرنے کی اجازت عطا فرمائی جس سے معلوم ہوا کہ مہر کا جو حکم عام ہے اس سے ان صحابی کو آپ نے مستثنیٰ فرما دیا اور اس کا سبب صرف یہی ہے کہ اللـه وحده لا شريك نے آپ کو شریعت نبوی میں قانون سازی کا خصوصی اختیار دیا ہے اور اسی خصوصی اختیار کو بروئے کار لا کر آپ نے ان صحابی کو مہر کے حکم عام سے الگ فرما دیا۔ معلوم ہوا کہ آپ کو یہ اختیار من جانب اللہ ہے کہ جسے چاہیں اور جس حکم سے چاہیں الگ فرما دیں۔

فتاویٰ منظر اسلام

ترتیب، تخریج، تحقیق:- حضرت علامہ مفتی محمد احسن رضا قادری، سجادہ نشین درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف

ساڑھی میں نماز پڑھنے کا حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ ساڑھی پہن کر عورت نماز پڑھ سکتی ہے اور بکر کہتا ہے کہ ساڑھی پہن کر نماز نہیں پڑھ سکتی۔(سائل محمد اسمٰعیل، قصبہ گینی ضلع بریلی شریف یوپی)

الجواب: جہاں مسلمانوں میں ساڑھی پہننے کا رواج نہیں ہے وہاں ساڑھی باندھنا مکروہ ہے اور ایسے کپڑے کو پہن کر نماز پڑھنا مکروہ، بہتر نہیں ہے جبکہ اس کے باندھنے سے بے ستری نہ ہو اور اگر ساڑھی اس طرح سے باندھی کہ پیٹ یا پیٹھ کا کچھ حصہ کھلا رہا یا اوپر بلاؤز وغیرہ پہنا جس سے ہاتھ یا سر کھلا رہا تو اس صورت میں یہ دیکھا جائے گا کہ چوتھائی عضو کھلا رہا تو نماز نہ ہوگی واللہ تعالیٰ اعلم۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ چین کی گھڑی باندھ کر نماز پڑھنا کیسا ہے اور سر کے چاروں طرف کپڑا یا تولیہ باندھ کر نماز پڑھنا کیسا ہے اور اگر اس طرح پڑھ لی تو نماز ہوگی یا نہیں؟

(سائل عتیق الرحمٰن رستم القادری وحاجی چھنن، ذخیرہ مسجد ڈومنی بریلی)

الجواب: چین ناجائز ہے اور اسے باندھ کر نماز پڑھنے سے نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔ دوہرانا واجب ہوگا۔ رومال یا تولیہ اس طرح سر پر باندھے کہ بیچ سر کھلا رہے تو یہ مکروہ تحریمی ہے کہ یہ ''اعتجار'' ہے۔ اس صورت میں نماز دوہرائے۔ ''درمختار'' میں ہے: یکرہ اشتمال الصماء والاعتجار۔ اس کے تحت شامی میں ہے:لنھی النبی ﷺ عنه وھو شد الراس او تکویر عمامته علی رأسه وترك وسطه مکشوفاً۔

کتبہ قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مندرجہ ذیل مسائل میں کہ کسی مسلمان کا اپنے مکان کی عمارت پر مچھلی کی تصویر بنوانا کیسا ہے؟ اور خود کسی مسلمان کو کسی مسلمان کے مکان پر مچھلی کی تصویر بنانا کیسا؟ اور جو شخص منع کرنے کے باوجود بھی نہ مانے اور بنوائے یا بنائے اس پر شرعی کیا حکم ہے؟ براہ کرم بحوالۂ کتب جواب مرحمت فرمائے۔

(عمرالدین خان، دیدارپٹی ضلع بریلی)

الجواب: کسی جاندار کی تصویر بنانا یا بنوانا خواہ مچھلی کی ہو جائز نہیں۔ **حدیث شریف میں ہے**:لاتدخل الملائکة بیتا فیه کلب ولا تصاویر متفق علیه۔ جس گھر میں کتا یا تصویر ہو اس میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ تصویر بنانے والا سخت گنہگار، حرام کار ہوگا اور جو بنوائے گا وہ بھی کہ اعانة فی المعصیة بھی گناہ ہے۔ **حدیث شریف میں ہے**: عن عبدالله بن مسعود قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول اشد الناس عذاباً عند الله المصورون متفق علیه۔ یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ وہ لوگ سخت عذاب میں ہوں گے اللہ عزوجل کے نزدیک کہ جو تصویر بنانے والے ہوں گے۔ دوسری حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے: قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول کل مصور فی النار یجعل له بکل صورة صورھا نفسا فیعذبه فی جھنم۔ یعنی ہر تصویر بنانے والے کو دوزخ میں جتنی تصویریں بنائی ہیں اتنی صورتیں بنا کر اور جان ڈال کر وہ عذاب دیا جائے گا جہنم میں۔ العیاذ باللہ۔ جو شخص بتانے کے باوجود نہ مانے وہ سخت گنہگار، حرام کار اور مستحق عذاب نار ہے۔ اس پر توبہ واستغفار لازم ہے اور باز آنا لازم واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ ریاض احمد سیوانی غفرلہ، دارالافتاء منظر اسلام بریلی شریف

۲۷ ربیع الآخر ۱۳۹۶ھ

عید غدیر۔روافض کا مسلکی شعار

استاذِ گرامی حضرت علامہ مفتی محمد سلیم بریلوی حفظہ اللہ کے حکم،ان کی رہنمائی اوران کے ذریعے بتائے گئے مواد کی روشنی میں لکھا گیا مضمون
از۔مولانا محمدارشد رضا نیپالی

آج کل سوشل میڈیا کے ذریعہ روافض اور ان کے زیر اثر تفضیلی فرقے کے چالاک و شاطر افراد روافض عقائد کی ترویج واشاعت میں بہت زیادہ سرگرم عمل ہیں۔اس سلسلہ میں وہ صرف روافض کے گمراہ کن عقائد ہی کواہل سنت میں نہیں پھیلا رہے بلکہ ان کے ساتھ وہ ایسے معمولات کوبھی رواج دینے کی بھرپور کوشش کررہے ہیں کہ جو روافض کے امتیازی نشانات اوران رافضیوں کی علامتیں بھی ہیں۔

عید غدیر،روافض کا مسلکی شعار: اس سلسلہ میں روافض کا ایک امتیازی نشان ''عید غدیر'' منانا بھی ہے۔ جسے وہ اس گمراہ کن عقیدہ کے ساتھ مناتے ہیں کہ اس دن اوراس تاریخ میں آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خلیفۂ چہارم حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو''خلیفہ بلافصل'' نامزد فرمایا تھا۔اس طرح وہ اس عقیدہ کی بنیاد پر حضرت ابوبکر صدیق،حضرت عمر فاروق اعظم اور حضرت عثمان غنی کی بالترتیب خلافت کا انکار کرتے ہیں۔ حالانکہ ہم سالہا سال سے اور ہمارے بزرگ اپنے زمانوں سے یہ دیکھتے چلے آرہے ہیں کہ روافض اور شیعہ نیز ان کی دیگر شاخیں مؤرخہ ۱۸رذی الحجہ کو ہر سال نہایت ہی تزک واحتشام کے ساتھ ''عید غدیر'' منانے کا اہتمام کرتے چلے آرہے ہیں۔اس سلسلہ میں یہ فرقہ باقاعدہ طور پر پوسٹر نکالتا ہے،فولڈر شائع کرتا ہے اور بڑے بڑے ہورڈنگ لگاتا ہے۔کافی اہتمام سے یہ فرقہ عید غدیر کی تشہیر کرتا ہے اوراپنے اپنے خطوں میں یہ رافضی لوگ نہایت ہی تزک واحتشام کے ساتھ محفلیں سجاتے ہیں،خوشیاں مناتے ہیں اورعید الفطر اورعید الاضحیٰ کی طرح اس کا اہتمام کرتے ہیں۔ہم نے یہ بھی دیکھا اور سنا ہے کہ عید غدیر منانا روافض فرقہ کا ایک ایسا امتیازی نشان ہے کہ جوصرف انہیں کے ساتھ خاص ہے۔عید غدیر کے وقت جس طرح کے جشن منائے جاتے ہیں اگران کے نظارے دیکھنا ہوں توان دنوں میں ان علاقوں ،ان خطوں،ان شہروں اور ان ملکوں کو جائزہ لینا چاہیئے کہ جہاں روافض کی اکثریت ہے۔ایران ہی میں دیکھ لیجئے کہ اس دن کووہ قومی تیوہار کے طور پر مناتے ہیں۔

عید غدیر کا آغاز: اہل سنت و جماعت نے (سلفاً وخلفاً) نہ کبھی عید غدیر کا جشن منایا اور نہ ہی ماضی بعید اور ماضی قریب میں اس کی ہمیں اہل سنت و جماعت کے حوالہ سے کوئی نظیر ملتی ہے۔ ہمارے اسلاف واکابر کے معمولات میں بھی عید غدیر کا کوئی ثبوت نہیں ملتا اور نہ ہی ان کی کتابوں میں عید غدیر منانے کی کوئی تصریح ملتی ہے۔اس کے برخلاف یہ بات تاریخی شواہد سے ضرور ملتی ہے کہ سب سے پہلے بغداد کی سرزمین پر شیعہ عراقی حاکم معزالدین احمد ابن بویہ دیلمی نے مؤرخہ ۱۸رذی الحجہ۳۵۲ھ کونہایت ہی تزک واحتشام کے ساتھ عید غدیر منائی تھی۔ جسے بعد میں شیعہ فرقے اورروافض فرقے نے اپنے اپنے خطوں میں خوب رواج دیا یہاں تک کہ یہ عید غدیر منانا روافض کا

''شعار مذہبی'' بن گیا۔

رافضیت و تفضیلیت کے بڑھتے اثرات: اِدھر چند سالوں سے سوشل میڈیا کے ذریعہ رافضی خطوں خاص کر ایران وغیرہ سے سوشل میڈیا کے ذریعہ بہت سارے گمراہ کن رافضی عقائد و معمولات امپورٹ ہوکر ہمارے خطوں خاص کر ہندو نیپال اور پاک و بنگلہ دیش وغیرہ میں بھی رائج ہونے لگے ہیں۔ ایرانی مال و دولت کے ذریعہ شاطر روافض نہایت ہی شاطرانہ انداز میں اور منصوبہ بند طریقہ سے ایسے عقائد و معمولات کو اہل سنت میں رائج کرنے کی بھرپور کوشش کررہے ہیں۔

اس سلسلہ میں برصغیر کے اندران روافض نے اپنے جال میں کچھ ان خانقاہوں، خانقاہی افراد اور ان کے ایسے متوسلین کو پھنسا کر اپنا آلۂ کار بنایا ہے کہ جو خانقاہیں اور خانقاہی افراد اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی قدس سرہ سے بغض وحسد رکھتے ہیں اور اپنے کو سید، محبّ اہل بیت اور محبّ پنجتن پاک ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت اور مسلک اعلیٰ حضرت سے بغض وحسد رکھنے میں یہ لوگ اتنے آگے بڑھ گئے کہ انہوں نے اہل سنت و جماعت کے متفقہ عقائد و معمولات تک سے انحراف کرنا شروع کردیا۔ یہ لوگ ایسی بولی بولنے لگے کہ جو رافضیوں کی ہے اور ایسے کام کرنے لگے کہ جو رافضیوں کے شعائر مسلکی اور ان کے علامتی نشانات ہیں۔

ان ہی شعائر روافض اور علامات روافض میں سے ایک ''عید غدیر'' بھی ہے جسے پاکستان، بنگلہ دیش اور ہندو نیپال وغیرہ میں اِدھر دو تین سال سے اپنے آپ کو اہل سنت و جماعت میں ہونے کا دعویٰ کرنے والے کچھ لوگ جانے یا انجانے میں منانے کا اہتمام کرنے لگے ہیں۔ ملک پاکستان کے کچھ ایسے عالم جو اپنے آپ کو نہایت شد و مد کے ساتھ سنی کہتے ہیں وہ اس سلسلہ میں کافی تشدد و تصلب برت رہے ہیں۔ جو عید غدیر نہیں منا رہا اس پر دباؤ ڈال رہے ہیں اور جو علمائے حق منع کررہے ہیں ان پر لعن وطعن کررہے ہیں۔

مرکز اہل سنت کی اپیل: رافضیت ونیم رافضیت اور تفضیلیت کے برصغیر میں تیزی کے ساتھ آنے والے اس طوفان بلاخیز پر اپنی تشویش کا اظہار کرتے ہوئے مرکز اہل سنت خانقاہ رضویہ درگاہ اعلیٰ حضرت کے سربراہ اعلیٰ، نبیرۂ اعلیٰ حضرت، شہزادۂ ریحان ملت حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں مدظلہ النورانی نے قوم کے نام اپنے ایک اہم پیغام کو امسال کے ۱۰۶ ویں عرس رضوی میں شائع ہونے والے پوسٹر میں اس طرح شائع فرمایا:

''حامداً وّ مصلیاً وّ مسلماً! اللہ کا لاکھ لاکھ شکر واحسان ہے کہ اس نے ہمیں امت مسلمہ میں پیدا کیا اور ہمیں ماانا علیہ واصحابی کی شاہراہ حق وصداقت اور راہ نجات پر گامزن رکھا۔ ہمارے ذہن و دماغ کو عقائد اہل سنت کی تقدس مآب روشنی سے جگمگ فرمایا اور ہمارے وجود کو معمولات اہل سنت پر عمل کرنے کی خوشبو سے معطر کیا۔ اللہ رب العزت نے فضل فرماتے ہوئے ہمیں عشق رسول کی دولت سے مالا مال فرمایا اور آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقدس صحابہ کرام کو ہمارے لیے ''نجوم ہدایت'' اپنی عترت پاک اور اپنے اہل بیت اطہار کو ہم سب کے لیے ''سفینۂ نجات'' بنایا جس کی وجہ سے

ہمیں اس بات کا یقین ہے کہ ہم اہل سنت و جماعت کا بیڑا ان شاء اللہ ضرور پار لگے گا۔ہمیں اپنی خوش نصیبی پر ناز ہے کہ اللہ رب العزت نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے ہمیں اسلاف کرام اور مشائخ اہل سنت کے دامنوں سے وابستہ فرمایا۔بلا شبہ یہ ایمانی دولت اور خوش عقیدگی کی یہ نعمت بہت بیش قیمتی ہے۔اس لیے اس کی حفاظت کرنا ہم سب کا ایک اہم فرض ہے۔ہمیں ہمہ وقت محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔کس طرح ہمیں اپنے ایمان وعقیدہ کو محفوظ کرنا ہے؟ اس کا علم رکھنا ضروری ہے۔آج کے اس پُرفتن دور میں طرح طرح سے دشمنان اسلام ہمارے جذبۂ ایمانی اور ہماری مذہبی شناخت کو ختم کرنے کے در پے ہیں۔حاسدین مذہب و مسلک ہماری خوش عقیدگی کو بدعقیدگی میں بدلنے،ہمیں ما انا علیہ واصحابی کے کامیاب ترین راستے سے بھٹکا کر اللہ ورسول اور صحابۂ کرام کا گستاخ و بے ادب نیز اسلاف وامت کا باغی بنانے میں جی توڑ کوشش کررہے ہیں۔

ایرانی دولت کی بنیاد پر آج برصغیر میں ایک طبقہ اہل سنت و جماعت کو بالکلیہ رافضی تونہیں البتہ نیم رافضی اور کم از کم تفضیلی بنانے کی تحریک نہایت تیزی کے ساتھ چلارہا ہے۔افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑرہا ہے کہ آج نہایت ہی شاطرانہ انداز میں اس رافضی طبقہ نے اس کام کے لیے ماضی قریب کے ہمارے اکابر اہل سنت سے بغض و حسد رکھنے والے کچھ اہل خانقاہ کو اپنا ایجنٹ بنالیا ہے۔ظاہر سی بات ہے کہ کوئی رافضی شناخت رکھنے والا، اہل سنت و جماعت کے کسی سمجھدار فرد کو براہ راست نہ تو اپنے سے قریب کرسکتا ہے اور نہ ہی اسے اپنے جال میں پھنسا سکتا ہے۔اس لیے مال وزر کا لالچ دے کر اس رافضی طبقہ نے ہمارے ہی گھر سے کچھ افراد کا انتخاب کیا ہے۔آج تیزی کے ساتھ یہ طبقہ اپنے ہی سنی بھائیوں کو رافضیت اور تفضیلیت کے معمولات پر گامزن کررہا ہے۔کبھی ''مشاجرات صحابۂ کرام'' میں انہیں الجھا کر ان سے بدظن کرتا ہے تو کبھی ''عید غدیر'' منانے کی انہیں ترغیب دیتا ہے۔کبھی ان پر اپنے نام کے ساتھ ''مولائی'' لکھنے کا زور ڈالتا ہے تو کبھی تعزیہ داری،نوحہ خوانی،علَم و جریدوں کے جلوس نکالنے،عزاداری کی رسم ادا کرنے اور امام باڑوں میں جانے پر زور دیتا ہے۔ہمارے ملک ہندوستان میں رافضیت و تفضیلیت کی یہ بلا ووبا سوشل میڈیا کے ذریعہ پڑوسی ملک پاکستان سے سیلاب کی طرح آرہی ہے۔اس بلا ووبا کے سیلاب پر بند باندھنا بہت ضروری ہے۔ہماری جماعت کے علماء ومشائخ اور ارباب خانقاہ کو اب اس سلسلہ میں نہایت سنجیدگی کے ساتھ منصوبہ بند طریقے سے اقدامات کرنے کی ضرورت ہے۔اللہ ہم سب کو مذہب اہل سنت پر قائم رکھے اور ہم سب کے ایمان وعقیدہ کی حفاظت فرمائے۔آمین بجاہ سید المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم۔

فقیر قادری محمد سبحان رضا خاں سبحانی غفرلہ

خادم مرکز اہل سنت،خانقاہ رضویہ درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف''

عید غدیر کی شرعی حیثیت: اب تک تو ہم یہ سن اور دیکھ رہے تھے کہ روافض کے مذہبی شعار عید غدیر منانے کا چلن پاکستان کے کچھ نام نہاد سنیوں اور کچھ نام نہاد سنی خانقاہوں میں شروع ہو چکا ہے۔مگر ہمیں حیرت کا شدید جھٹکا تو اس وقت لگا جب ہم نے ہندوستان اور نیپال کے کچھ خطوں میں بسنے والے اور اپنے آپ کو سنی و خانقاہی

بتانے والے افراد نے امسال ۱۸؍ذی الحجہ کے موقع پر عید غدیر کے نام سے جلسوں، جلوسوں اور محفلوں کا انعقاد کیا۔ اس سلسلہ میں انہوں نے اہل سنت سے وابستہ بھولے بھالے، سیدھے سادھے اور بے پڑھے لکھے لوگوں کو یہ سمجھانا شروع کیا آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب ایک موقع پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے لیے یہ ارشاد فرمایا کہ ''من کنت مولاہ فھٰذا علی مولاہ ''یعنی جو شخص مجھ سے محبت رکھتا ہے وہ علی سے بھی محبت رکھے گا۔ تو یہ ارشاد پاک سن کر بہت سے صحابہ کرام خاص کر حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو مبارکباد دی اور اظہار مسرت فرمایا اس لیے ہم بھی اظہار مسرت کے طور پر عید غدیر مناتے ہیں۔

اس طرح کی باتیں کر کے یہ لوگ رافضیوں کا آلۂ کار بن کر سیدھے سادھے سنیوں کو رافضیوں کے مذہبی و مسلکی شعائر کو اپنانے کا خوگر بنانے کی ناکام کوششیں کر رہے ہیں۔ ہمارے خطہ نیپال گنج ضلع بانکے نیپال میں بھی کچھ جگہوں پر اپنے آپ کو سلسلہ مداریہ، سلسلہ اشرفیہ وغیرہ سے وابستہ بتانے والے کچھ افراد نے امسال ''عید غدیر'' کے نام سے جشن منانے اور محفلیں منعقد کرنے کا اعلان کیا۔ عوام اہل سنت نے اس طرح کے پوسٹروں اور اعلانات سے بے چینی پیدا ہوگئی۔ اہل سنت سے وابستہ افراد کو یہ بات قابل قبول نہیں ہو پا رہی تھی کہ ہمارے بزرگوں نے تو نہ کبھی عید غدیر منائی اور نہ ہی اس کے منانے کی ترغیب دلائی۔ اس کے برخلاف ہم نے دیکھا ہے کہ رافضیوں کے علاقوں میں یہ عید غدیر منائی جاتی ہے اور وہ ہر سال اس موقع پر پوسٹر اور اعلانات بھی شائع کرتے ہیں۔ علاقہ کے علمائے اہل سنت نے اس سلسلہ میں ایک میٹنگ کی جس میں یہ طے پایا کہ مرکز اہل سنت خانقاہ رضویہ درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف سے اس سلسلہ ایک تحریری حکم بصورت فتویٰ حاصل کر لیا جائے تاکہ بروقت اس طوفان بلا خیز کا مقابلہ کیا جا سکے۔ اس تجویز کے بعد ایک تفصیلی استفتا تیار کر کے جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف کے استاذ حضرت علامہ مفتی محمد سلیم بریلوی صاحب، مدیر اعزازی ماہنامہ اعلیٰ حضرت کے پاس بھیجا گیا۔ بریلی شریف جو استفتا بھیجا گیا تھا وہ مندرجہ ذیل ہے:

استفتا: ''حضور مفتی صاحب قبلہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ ''عید غدیر'' منانا شرعاً جائز ہے کہ نہیں؟ زید جو کہ مسلک اعلیٰ حضرت کا خود کو پابند بتاتا ہے اور وہ عید غدیر منانے کو جائز کہتا ہے، اس کا کہنا ہے کہ قرآن وحدیث سے عید غدیر کا جواز ثابت ہے۔ یوں ہی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان ''من کنت مولاہ فھٰذا علی مولاہ '' کے بعد حضرت عمر نے حضرت علی کو مبارکباد دی ہے اس لیے اس سے بھی عید غدیر کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ زید مذکور کا کہنا ہے کہ اگر قرآن وحدیث اور'' فتاویٰ رضویہ'' سے عید غدیر کو ناجائز ثابت کر لیا جائے تو ہم اسے تسلیم کر لیں گے اور ہم عید غدیر نہیں منائیں گے۔ لہٰذا قرآن وحدیث اور فقہائے کرام خصوصاً اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے فتاویٰ کی روشنی میں تفصیل کے ساتھ عید غدیر کے جواز یا عدم جواز کا حکم بیان فرمائیں۔ ساتھ ہی یہ بھی واضح فرما دیں کہ آیا ۱۸؍ذی الحجہ کو یا اس سے آگے پیچھے سنی حضرات اگر ''غدیر خم'' والی حدیث کو لے کر حضرت علی کے ذکر کی محفل

منعقد کریں تو شرعاً جائز ہے کہ نہیں؟ واضح رہے کہ زید ایک عالم ہے لہٰذا جواب تفصیل کے ساتھ عنایت فرمائیں۔ بینوا توجروا۔

سائلین جملہ مسلمانان اہل سنت

نیپال گنج واطراف ضلع بانکے نیپال"

یہ سوال اور استفتا جب یادگار اعلیٰ حضرت جامعہ رضویہ منظر اسلام کے دارالافتا بریلی شریف پہنچا تب وہاں کے مفتیان کرام نے تفصیل کے ساتھ اس کا حکم شرعی بھی بیان کیا، اس کی حقیقت پر بھی روشنی ڈالی، اس کے آغاز کی تاریخ کو بھی واضح کیا اور پھر مفصل انداز میں یہ جواب لکھ کر دار الافتاء منظر اسلام سے وابستہ مفتیان کرام کی تصدیقات سے مزین کرا کر سائلین تک واپس ارسال فرما دیا۔ عید غدیر کے سلسلہ میں جو نیم رافضی اور رافضیوں و تفضیلیوں کے فضلہ خوار جو لوگ عوام کو بہکا رہے تھے، بریلی شریف کے مفتیان کرام کی طرف سے واضح کئے گئے اس حکم شرعی کی وجہ سے بہت سارے لوگوں کے شکوک وشبہات دور ہو گئے اس لیے افادۂ عام کے لیے یہ جواب ہم ذیل میں پیش کر رہے ہیں۔

جواب استفتا: "الجواب: اللھم ھدایة الحق والصواب!

"عید غدیر" منانا روافض کا شعار اور سخت و شنیع بدعت سیئہ ہے۔

"عید غدیر" کا بانی شیعہ عراقی حاکم "معزالدین احمد ابن بویہ دیلمی" ہے کہ جس نے سب سے پہلے روافض کے ساتھ ۱۸/ ذی الحجہ ۳۵۲ھ کو بغداد میں عید غدیر منائی۔ معروف مؤرخ ابن کثیر نے لکھا ہے:

ثم دخلت سنة ثنتين وخمسين و ثلث مائة۔۔۔۔۔وفي ثامن عشر من ذي الحجة۔ منها امر معز الدولة باظهار الزينة ببغداد وان تفتح الاسواق بالليل كما في الاعياد وان تضرب الدبادب والبوقات وان تشعل النيران بابواب الامراء۔ وعند الشرط، فرحا بعيد الغدير۔ غدير خم۔ فكان وقتا عجيبا ويوما مشهودا و بدعة ظاهرة منكرة۔اھ۔

(البداية والنهاية لابن الكثير ج ۱۵ ص ۱۶۱ بحوالہ عید غدیر کی حقیقت ص ۷۷/ ۷۸، باہتمام مجدد الف ثانی ٹرسٹ ملتان۔)

روافض کے یہاں یہ عید غدیر ان کا خاص مذہبی تیوہار ہے جو اس اعتقاد سے مناتے ہیں کہ اس موقع پر "غدیر خم" میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے ارشاد پاک: "من كنت مولاه فعلي مولاه" کے ذریعہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو "خلیفہ بلافصل" بنایا تھا حالانکہ واقعہ غدیر خم سے مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت ضرور اجاگر ہوتی ہے لیکن اس سے امامت و خلافت پر کوئی دلیل نہیں کیوں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مال غنیمت کا خمس وصول کرنے کے لیے یمن کی طرف ایک لشکر کا امیر بنا کر بھیجا تھا۔ اس سفر میں حضرت علی مرتضیٰ کے بعض ساتھیوں کو کچھ فیصلوں سے متعلق اختلاف ہوا۔ سفر سے واپسی پر انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شکایت کی۔ اس پر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غدیر خم میں خطبہ ارشاد فرمایا جس میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ان فیصلوں کو درست قرار دیا اور ان کے ساتھ محبت وعقیدت کا معاملہ رکھنے اور بد گمانی سے بچنے کی تلقین فرمائی جیسا کہ السنن الکبریٰ، المستدرک، فضائل الصحابہ احمد بن حنبل وغیرہ بہت سی کتب حدیث میں مذکور ہوا۔ "المستدرک" میں ہے:

عن بريدة الاسلمي رضى الله تعاليى عنه قال غزوت مع

علی الی الیمن فرأیت منه جفوة فقد مت علی رسول الله صلی الله علیه وسلم فذکرت علیه فانتقصته فرأیت وجه رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم متغیراً فقال یا بریدة الست اولیٰ بالمؤمنین من انفسهم؟ قلت بلی فقال: "من کنت مولاه فعلی مولاه" وذکر الحدیث۔ هٰذا حدیث صحیح علی شرط مسلم وثم یخرجاه۔

(المستدرک ج۳ص۱۱۹مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ، بیروت)

اس حدیث پاک کے پس منظر سے واضح ہولیا کہ ارشاد پاک میں من کنت مولاہ فعلی مولاہ سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت و امامت کو بیان کرنا مقصد نہ تھا بلکہ حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تعلق سے بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے شکوک وشبہات کا ازالہ فرما کر حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی برأت کا اظہار اور ان سے محبت کا حکم فرمانا تھا۔ اسی لیے ہمارے فقہاء ومحدثین حضرات نے ارشاد پاک: "من کنت مولاہ فعلی مولاہ" کی تشریح میں "مولیٰ" کے معنی دوست، محبوب تحریر فرمائے ہیں۔ علامہ علی قاری علیہ الرحمہ اس حدیث کی تشریح میں تحریر فرماتے ہیں:

من کنت مولاه فعلی مولاه قیل معناه من کنت اتولاه فعلی یتولاه۔ من الولی ضد العدو۔ای من کنت احبه فعلی یحبه وقیل معناه من یتولانی فعلی یتولاه کذا ذکره شارح من علمائنا۔اھ۔

(حوالہ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح ج۱۱ص۲۴۷)

اور ارشاد مذکور سے امامت پر استدلال کرنے والوں کے رد و جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

قالت الشیعة هو متصرف وقالوا معنی الحدیث ان علیا رضی الله تعالیٰ عنه یستحق التصرف فی کل ما یستحق الرسول التصرف فیه ومن ذٰلك امور المؤمنین فیکون امامهم۔ **اقول** لا یستقیم ان تحمل الولایة علی الامامة التی هی التصرف فی امور المؤمنین لان المتصرف المستقل فی حیاته هو هو لا غیره فیجب ان یحمل علی المحبة وولاء الاسلام ونحوهما۔اھ۔

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح ج۱۱ص۲۴۷)

اور حکیم الامت مفتی محمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں: مولیٰ کے بہت معنی ہیں۔ دوست، مددگار، آزاد شدہ غلام، آزاد کرنے والا مولیٰ۔ اس کے معنی خلیفہ یا بادشاہ نہیں۔ یہاں بمعنی دوست ومحبوب ہے یا بمعنی مددگار اور واقعی حضرت علی مسلمانوں کے دوست بھی ہیں مددگار بھی۔ اس لیے آپ کو مولیٰ علی کہتے ہیں۔ رب فرماتا ہے:

"فان الله هو مولاه وجبریل وصالح المؤمنین۔"

ترجمہ: تو بیشک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبرئیل اور نیک ایمان والے۔

(کنز الایمان)

شیعہ کہتے ہیں: "مولیٰ بمعنی خلیفہ ہے اور اس حدیث سے لازم ہے کہ بجز حضرت علی کے خلیفہ کوئی نہیں۔ آپ خلیفہ بلا فصل ہیں۔" مگر یہ غلط ہے چند وجہ سے۔ ایک یہ کہ مولیٰ بمعنی خلیفہ یا بمعنی اولیٰ بالخلافہ کبھی نہیں آتا۔ بتاؤ اللہ تعالیٰ اور جبرئیل کس کے خلیفہ ہیں؟ حالانکہ قرآن مجید میں انہیں مولیٰ فرمایا۔ "فالله مولاه وجبرئیل۔" دوسرے یہ کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی کے خلیفہ نہیں۔ پھر من

کنت مولاہ کے کیا معنی ہوں گے؟ تیسرے یہ کہ حضرت علی حضور کی موجودگی میں خلیفہ نہ تھے حالانکہ حضور نے حدیث شریف میں یہ فرمایا۔ پھر مولیٰ بمعنی خلیفہ کیسے ہوگا؟ چوتھے یہ کہ اگر مان لو کہ مولیٰ بمعنی خلیفہ ہے تو جب سقیفہ بنی ساعدہ میں انصار سے حضرت صدیق اکبر نے کہا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ الخلافۃ فی القریش خلافت قریش میں ہے، تم لوگ چونکہ قریش نہیں لہٰذا تم امیر نہیں بن سکتے، وزیر بن سکتے ہو۔ اس وقت حضرت علی نے یہ واقعہ لوگوں کو کیوں یاد نہ کرا دیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو مجھے خلافت دے گئے۔ میرے علاوہ کوئی خلیفہ نہیں ہوسکتا بلکہ آپ خاموش رہے اور تینوں خلفاء کے ہاتھ پر باری باری بیعت کرتے رہے۔ معلوم ہوا کہ آپ کی نظر میں بھی یہاں مولیٰ بمعنی خلیفہ نہ تھا۔ پانچویں یہ کہ حضور کے مرض وفات میں حضرت عباس نے جناب علی سے کہا کہ چلو حضور سے خلافت اپنے لیے لے لو۔ حضرت علی نے انکار کیا کہ میں نہیں مانگوں گا ورنہ حضور مجھے ہرگز نہ دیں گے۔

(اشعہ و کتب احادیث)

اگر یہاں مولیٰ بمعنی خلیفہ تھا تو یہ مشورہ کیسا؟ چھٹے یہ کہ خلافت کے لیے روافض کے پاس نہ نص قطعی الثبوت ہے نہ حدیث واحد ہے، نہ قطعی الدلالۃ کہ مولیٰ کے بہت معنی ہیں اور مولیٰ بمعنی خلیفہ کہیں نہیں آتا۔ معلوم ہوا کہ جو حضرت علی کا دشمن ہے خدا تعالیٰ اس کا دشمن ہے۔ صحابہ کرام کا آپس میں اختلاف رائے تھا، دشمنی نہ تھی وہ تو ''رحماء بینھم'' تھے۔ ابھی اس کی تحقیق گزر گئی۔ اختلاف، مخالفت اور دشمنی میں بڑا فرق ہے۔ یعنی اے علی تم کو اللہ نے بڑی شان بخشی، تمہاری محبت و الفت ایمان کی کسوٹی ہے۔ تمہارا دشمن کافر ہے۔ تمہارا محبّ مومن بشرطیکہ محبت صحیح ہو۔ اھ۔

(مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح ج۸ ص۴۲۵)

پھر حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ بلافصل ماننا احادیث مبارکہ، اجماع مسلمین اور خود حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے موقف و معمول کے خلاف ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: لا ینبغی لقوم فیھم ابو بکر ان یؤمھم غیرہ۔

(ترمذی شریف ج ثانی ص۲۰۸)

اور اس حدیث مبارک کی تشریح میں علامہ علی قاری علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

وفیہ دلیل علی انہ افضل جمیع الصحابۃ فاذا ثبت ھذا فقد ثبت استحقاق الخلافۃ ولا ینبغی ان یجعل المفضول مع وجود الفاضل۔

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح ج۱۱ ص۱۷۳)

اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

انی لا ادری ما بقائی فیکم فاقتدوا بالذین من بعدی واشار الی ابی بکر و عمر۔

(ترمذی شریف ج ثانی ص۲۰۷)

اور خود حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں:

لااجد احداً فضلنی علی ابی بکر وعمر الا جلدتہ حد المفتری۔

(دار قطنی)

''فتاویٰ خلاصہ'' میں ہے:

الرافضی ان فضل علیا علی غیرہ فھومبتدع ولوانکر خلافۃ الصدیق فھو کافر۔اھ۔

اور ''فتح القدیر'' میں ہے:

فی الروافض من فضل علیا علی الثلاثة فیبتدع وان انکر خلافة الصدیق او عمر فھو کافر۔اھ۔

اور مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

''ان (خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میں باہم ترتیب یوں ہے: کہ سب سے افضل صدیق اکبر پھر فاروق اعظم پھر عثمان غنی پھر مولیٰ علی صلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدھم ومولاھم و علیھم وبارك وسلم۔ اس مذہب مہذب پر آیات قرآن عظیم واحادیث کثیرہ حضور پرنور نبی کریم علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ الصلوٰۃ والتسلیم وارشادات جمیلہ واضحہ امیر المؤمنین مولیٰ علی مرتضیٰ و دیگر ائمہ اہل بیت طہارت وارتضا واجماع صحابہ کرام وتابعین عظام وتصریحات اولیائے ملت وعلمائے امت رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے وہ دلائل باہرہ وحجج قاہرہ ہیں جن کا استیعاب نہیں ہوسکتا۔اھ۔''

(رسالہ الادلة الطاعنة)

لہٰذا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت بلافصل ماننا اور اس اعتقاد سے ''عید غدیر'' منانا روافض مرتدین کا مذہبی شعار و طریقہ ہے جو ضرور مذہب اہل سنت کے خلاف، تحقیق حق سے دور اور باطل ومردود ہے۔اہل سنت پر لازم ہے کہ عید غدیر وغیرہ کسی بھی شعائر روافض سے سخت اجتناب رکھیں اور ہرگز اس میں شریک نہ ہوں۔حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

من تشبه بقوم فھو منھم۔

(سنن ابوداؤد)

اور مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

انا ممنوعون من التشبیه بالکفرة و اھل البدعة المنکرة فی شعارھم۔اھ۔

(فتاویٰ رضویہ جدید ج ۲۴ ص ۵۳۳)

اور تحریر فرماتے ہیں:

''جو بات کفار یا بدمذہبان اشرار یا فساق، فجار کا شعار ہو، بغیر کسی حاجت صحیحہ شرعیہ کے برغبت نفس اس کا اختیار ممنوع وناجائز وگناہ ہے۔اھ۔''

(بحوالۂ مذکور ص ۵۳۵)

جو شخص شعار بدمذہبان اشرار پر اڑے اور موقف حق اہل سنت کو چھوڑے، نرا گمراہ ہے۔توبہ علانیہ صحیحہ کرے۔فضائل حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ''غدیر خم'' والی حدیث پاک کی صحیح توضیح و تشریح بیان کرنے میں ہرگز حرج نہیں لیکن اس حدیث سے روافض کا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے خلیفہ بلافصل پر استدلال کا ردّ وابطال ضرور کرنا چاہیئے۔چونکہ ایسی مجلس ۱۸؍ذی الحجہ کو منعقد کرنے میں خواہی نخواہی روافض کے شعار سے تشبہ ہوتا ہے اس لیے اس موقع پر ایسی مجلس کے قیام سے گریز چاہیئے۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ، خادم تدریس وافتاء جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف۔الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم۔محمد عاقل رضوی غفرلہ القوی، صدر المدرسین جامعہ رضویہ منظر اسلام۔ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم۔محمد سلیم بریلوی، خادم جامعہ رضویہ منظر اسلام۔صح الجواب وھو تعالیٰ اعلم۔محمد ایوب خاں۔

منظر اسلام بریلی شریف

۶؍محرم الحرام ۱۴۴۶ھ''

''کہتا ہوں وہی بات، سمجھتا ہوں جسے حق''

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے ۱۰۶ ویں عرس رضوی میں بصورت خطاب ''جماعت اہل سنت کے نام ایک اہم تقریری پیغام'' کا افادۂ عام کی غرض سے کچھ جزوی ترمیم کے ساتھ ایک دلکش تحریری روپ

از۔حضرت علامہ مفتی محمد ارسلان رضا قادری ازہری، رضوی دارالافتاء مرکز اہل سنت درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف

بارگاہ اعلیٰ حضرت میں اصل خراج عقیدت: سرکار اعلیٰ حضرت نہ تعریف کے محتاج ہیں نہ تعارف کے، کون ہے آج جو اعلی حضرت کو نہیں جانتا۔ ''نظر جدھر اٹھایئے تیری ہی داستان ہے''، کے جلوے نظر آتے ہیں، اس لیے میں تحصیل حاصل کر کے وقت ختم نہیں کر دینا چاہتا، یہ سنیوں کا عظیم اجتماع و مجمع ہے، اہل سنت کے نام ایک پیغام پہنچا دینا چاہتا ہوں اور کچھ اصلاح طلب گوشوں کی طرف عوام وخواص اہل سنت کی توجہ مبذول کرا دینا چاہتا ہوں اور سال بھر جماعت اہل سنت کے جو حالات ہم نے مشاہدہ ومحسوس کیے، اس کے متعلق بھی کچھ باتیں عرض کر دینا چاہتا ہوں، سرکار اعلی حضرت کو سب سے بڑا اخراج عقیدت یہی ہے کہ ان کے اصل پیغام سے لوگوں کو روشناس کرایا جائے اور بدلتے ہوئے حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کے اقوال صوریہ ہی سے نہیں، بلکہ اقوال ضروریہ ومعنویہ سے بھی لوگوں کو آگاہ کیا جائے اور ان کی روشنی میں معاشرے کی اصلاح کی طرف توجہ دی جائے۔

اہل سنت کو درپیش مسائل: جماعت اہل سنت جن مسائل کا شکار ہے اور جن مشاکل سے دوچار ہے اگر ہم ان پر گفتگو نہ کریں، مرض کی تشخیص وتعیین نہ کریں، اس کی دوا اور اس کا حل پیش نہ کریں اور ایک غیر مطابق اور غیر مناسب راگ الاپ کر چلے جائیں، یا دل خوش کن تقریر کر کے اور نعرے لگوا کر چلے جائیں، تو ہم نے اپنی قوم و ملت، امت مسلمہ اور جماعت اہل سنت کے ساتھ انصاف نہ کیا، یہ اسی طرح ہوگا کہ ایک دل کے مریض کو فوری ضرورت ہے دل کے علاج کی اور ہم اس کے نزلے وزکام کا علاج کر کے چلے جائیں۔ ارے نزلہ وزکام کے ساتھ وہ زندہ تو رہ سکتا ہے، لیکن اگر اعضائے رئیسہ کمزور ہو گئے تو زندگی ہی بہت مشکل ہے۔

آج ہماری جماعت کو جن مسائل ومشاکل کا سامنا ہے اور جن امراض سے ہم دوچار ہیں، وہ اسی نوعیت کے ہیں کہ ہمیں ضرورت ہے کہ اصولی اور بنیادی مسائل کے حل کو ترجیح دیں مگر ہم فروعی وذیلی مسائل میں باہم الجھ کر اپنی ساری انرجی اسی میں ضائع کر رہے ہیں۔ ہندوستان بھر کا دورہ کر لیجئے، تو آپ اسی نتیجے پر پہنچیں گے کہ جماعت اہل سنت کے افراد فروعی وذیلی امور اور ظنیات محتملہ میں ایک دوسرے سے دست وگریباں ہیں۔

اہل سنت کے مابین افتراق وانتشار: سنیوں میں اس

وقت جتنی گروہ بندی اور گروپ بندی ہوگئی ہے اتنی تاریخ میں کبھی نہیں ہوئی، اعلیٰ حضرت کے مسلک کے نام لیواؤں میں اتنے ٹولے ہو گئے ہیں کہ جتنی خانقاہیں، جتنے مدرسے اور جتنے ادارے ہیں، اتنے ہی ٹولے، اتنے ہی گروہ و گروپ نظر آتے ہیں اور مزے کی بات تو یہ ہے کہ ہر ٹولہ مسلک اعلیٰ حضرت کی اپنے حساب اور مزاج کے مطابق تعریف وتشریح کرتا پھر رہا ہے۔ ممکن ہے کہ میری باتیں کچھ لوگوں کو سمجھ میں نہ آئیں، یا کچھ لوگ سمجھنا نہ چاہیں، یا کچھ لوگوں کو تلخ وگراں گزریں، مگر علاج کا پہلا قدم تشخیص مرض ہی ہوتا ہے۔

مقصود ہے اس بزم میں اصلاح مفاسد
نشتر جو لگاتا ہے وہ دشمن نہیں ہوتا

آخر جماعت اہل سنت اور سنیوں کی صفوں میں فساد و بگاڑ کی وجہ کیا ہے؟ اور قومی وملی میدان میں ہمارے پچھڑ جانے کا سبب کیا ہے؟ آج ہمیں سوچنا ہوگا کہ آج ہم اہل سنت و جماعت قومی وملی میدان میں کیوں پچھڑ گئے اور وہاں پچھڑ کر ہم ایک دوسرے سے دست وگریباں ہیں۔

مذہب وسیاست میں تفریق: یاد رکھیں کہ جو قوم سرحد پر نہیں لڑتی وہ آپس میں ہی ایک دوسرے سے لڑتی ہے۔ وجہ بہت سی ہوسکتی ہیں، مگر ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہم نے مذہب اور تدبیر امور کے درمیان تفریق وجدائی پیدا کر دی ہے۔ مذہب اور دینی سیاست (یعنی حکمت وتدبر) کے درمیان ہم نے تفریق وخلیج پیدا کر دی ہے، حالانکہ دین کا وہ حصہ جو آخرت کے معاملات سنوارنے سے عبارت ہے، اسے مذہب کہتے ہیں اور دین ہی کا وہ حصہ جو دنیوی امور کو سنوارنے سے عبارت ہے، اسے تدبیر امور اور حکمت وسیاست کہتے ہیں۔

اس لفظ ''سیاست'' سے کوئی دھوکہ نہ کھائے۔ موجودہ زمانے کی غلاظت، جھوٹ، فریب، دھوکہ اس سے مراد نہیں، بلکہ اس سے مراد وہ پاکیزہ سیاست ہے جو نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے مسجد نبوی میں بیٹھ کر فرمائی، میدان بدر اور میدان احد میں فرمائی اور آپ کے جاں نثار صحابہ اور غلاموں نے ہر میدان میں جس سے کام لیا۔

دین کی دو سمتیں: دین کی گویا دو سمتیں اور دو جہتیں ہیں، جو نظام آخرت کو سنوارتا ہے اسے مذہب کہتے ہیں اور جو نظام دنیا کی اصلاح کرتا ہے اسے دینی سیاست کہتے ہیں، یعنی دین کی تعلیمات کا وہ حصہ جو چاہتا ہے کہ انسان کی آخرت سنور جائے، اسے مذہب کہتے ہیں اور دین ہی کی تعلیمات کا وہ حصہ جو چاہتا ہے کہ دنیوی زندگی سنور جائے، اسے دینی سیاست کہتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت کا سیاسی تدبر: جن بزرگ ہستی کے عرس میں ہم اور آپ شریک ہوتے ہیں یعنی سرکار اعلیٰ حضرت، انہوں نے تو مسلمانوں کی مذہبی امور میں بھی رہنمائی فرمائی تھی اور سیاست و دنیوی امور میں بھی۔ اعلیٰ حضرت صرف ایک مدرس، مصنف، عالم دین اور مفتی ہی کا نام نہیں تھا، بلکہ وہ مدبر ومفکر قوم وملت بھی تھے، محسن ملک وملت بھی تھے اور مجاہد اسلام وسنیت بھی۔ اعلیٰ حضرت کی سیاسی بصیرت کا یہ عالم تھا کہ جو پیشن گوئی بھی اپنی دانش نورانی کی روشنی میں فرمائی، بعد کو وہی کچھ ثابت و رونما ہوا جو امام احمد رضا نے فرمایا تھا۔ صحیح کہا شاعر نے۔

اک دانش نورانی، اک دانش برہانی
ہے دانش برہانی، حیرت کی فراوانی

دانش برہانی کا انجام حیرت ہوتا ہے اور دانش نورانی کا انجام معرفت ہوتا ہے اور اس کو قرآن پاک حکمت سے تعبیر فرماتا ہے:

"وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا"

ترجمہ: اور جسے حکمت ملی اسے بہت بھلائی ملی۔ (کنز الایمان)

اعلیٰ حضرت کی دانش نورانی، سیاسی بصیرت اور حکمت وتدبر کو جاننا ہو تو "المحجة المؤتمنة فی آية الممتحنة" کا مطالعہ کیجئے، "دوام العيش من الائمة من قريش" کا مطالعہ کیجئے، "الطاری الداری لهفوات عبد الباری" کا مطالعہ کیجیے۔

عرض یہ کرنا ہے کہ امام احمد رضا نے مسلمانان ہند کی مذہبی رہنمائی بھی فرمائی تھی اور سیاسی رہنمائی بھی۔ یہ ہماری کمی وکوتاہی ہے کہ ہم نے امام احمد رضا کی تعلیمات کے ایک پہلو کو تو کسی حد تک اجاگر کیا، مگر دوسرے پہلو کو نصف صدی کے بعد گویا ترک کر دیا۔

اعلیٰ حضرت اور خلفائے اعلیٰ حضرت کی سیاسی بصیرت:

اعلی حضرت کو وصال فرمائے ہوئے ۱۰۰ر سال کا عرصہ گزر گیا۔ اس سو سال کو دو ادوار میں تقسیم کیجئے:

☆ ایک اعلی حضرت کے تلامذہ وخلفاء اور شاگردوں کا دور، جو اعلی حضرت کے بعد تقریباً نصف صدی تک قائم رہا۔

☆ دوسرا سرکار اعلی حضرت کے خلفاء کے خلفاء، تلامذہ کے تلامذہ کا دور اور اس کے بعد کا زمانہ۔

تو پہلے حصے اور پہلے دور میں آپ دیکھیں کہ اعلی حضرت کے بعد نصف صدی تک، اعلی حضرت کے باحوصلہ اور باصلاحیت خلفاء وتلامذہ اور شاگردوں نے دونوں میدانوں میں اعلی حضرت سے اکتساب فیض اور استفادہ کر کے ان کی تعلیمات وافکار کو نشر کیا اور فکر رضا کی روشنی میں مسلمانان ہند کی رہنمائی فرمائی۔ یہی وجہ تھی علی الاقل نصف صدی تک برصغیر کے اندر سنیوں کا اعلی حضرت کے ہم مسلک وہم عقیدہ مسلمانوں کا، ہر میدان میں بول بالا رہا۔

اعلیٰ حضرت کے سیاسی تدبر سے ہماری بے توجہی:

پہلے دور کے گزر جانے کے بعد پھر دوسرے نصف کا آغاز ہوا، یعنی اعلی حضرت کے تلامذہ کا دور ختم ہوتا ہے اور تلامذہ کے تلامذہ کا دور شروع ہوتا ہے، خلفاء کے خلفاء کا دور شروع ہوتا ہے، تو دھیرے دھیرے فکر رضا کے دوسرے پہلو کی طرف سے ہماری توجہات ہٹتی چلی گئیں، یعنی اعلی حضرت کی حکمت وسیاست، تدبر ودانشمندی، ان کی دور بینی اور دور اندیشی، قومی وملی فلاح وبہود اور اصلاحی پہلو سے ہم نے اعراض واجتناب کرنا شروع کر دیا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج ہم اہل سنت وجماعت دنیا کے ہر قابل ذکر میدان میں پچھڑ گئے اور ہم نے چودہ سو سال کی امت مرحومہ کی نمائندگی کے لیے ہند میں یہ میدان گویا ان لوگوں کے لیے چھوڑ دیا جن کا حضور علیہ السلام کی امت اجابت سے صحیح تعلق ہی نہ تھا، بلکہ بعض کا تو بالکل بھی نہ تھا۔ آخر کیوں ہم منظر نامے سے غائب ہو گئے؟ اور دوسرے لوگوں نے وہاں جگہ بنالی اور ہماری تمام تر توجہات وترجیحات کا مرکز ومحور چند مخصوص مسائل بن کر رہ گئے؟

اکابر اہل سنت کی اہم سیاسی خدمات: اعلیٰ حضرت کا وصال ۱۹۲۱ء میں ہوا اور یہ وہ بھیانک اور پرآشوب دور تھا، جبکہ سیاسی اعتبار سے عالم اسلام پر برطانوی اور غیر مسلم حکومت کی جانب

سے ایک قیامت ٹوٹی ہوئی تھی، سلطنت عثمانیہ کا خاتمہ ہو رہا تھا، مسلمانان ہند کو مختلف قسم کے مشاکل ومسائل کا سامنا تھا، طرح طرح کے داخلی و خارجی مسائل درپیش تھے۔ کہیں تحریک ترک موالات کا طوفان تھا، کہیں تحریک خلافت کی آندھی تھی، کہیں شدھی تحریک کا دور تھا، کہیں تحریک ہجرت کا ہنگامہ۔ الغرض مسلمانوں کو تباہ و برباد کرنے کی تحریکیں چلائی جارہی تھیں۔ ایسے بھیانک اور پرآشوب دور میں ہمارے علما و مشائخ اہل سنت نے یہ کہہ کر کے اپنا دامن نہ کھینچ لیا کہ ہمارا کام تو صرف مسجدوں میں نمازیں پڑھانا ہے یا ہمارا کام تو صرف خانقاہوں کی تاریک کوٹھریوں میں بیٹھ کر صرف تسبیح بھانجنے کا ہے یا ہمارا کام تو صرف مدرسے اور درسگاہ میں بیٹھ کر قال قال کی گردانیں رٹوانے کا ہے بلکہ ایسے بھیانک دور میں مسلمانانِ ہند کی سیاسی، سماجی، اقتصادی اور تعلیمی فلاح و بہبود اور ترقی کے لئے اعلیٰ حضرت کے تربیت یافتہ یہ علماء و مشائخ اہل سنت ۱۹۲۵ء میں ''سنی کانفرنس'' کے پلیٹ فارم سے اور ''جماعت رضائے مصطفیٰ'' کے پلیٹ فارم سے اور دیگر پلیٹ فارم سے میدان عمل میں کود پڑتے ہیں۔ ایسے ماحول میں حضرت صدر الافاضل جیسا فاضل بھی مدرسے میں نہیں بلکہ میدان میں نظر آتا ہے، صدر الشریعہ بھی درسگاہ میں نہیں بلکہ میدان میں نظر آتے ہیں، حضرت محدث اعظم کچھوچھوی اور شیخ المشائخ حضرت علی حسین اشرفی میاں بھی خانقاہ میں نہیں بلکہ میدان میں نظر آتے ہیں، مبلغ اسلام علامہ عبد العلیم میرٹھی بھی اپنے مکان میں نہیں بلکہ میدان میں نظر آتے ہیں، امیر ملت پیر جماعت علی محدث علی پوری بھی اپنے ایوان میں نہیں بلکہ میدان میں نظر آتے ہیں اور اعلیٰ حضرت کے دونوں شہزادے حجۃ الاسلام اور مفتی اعظم ہند بھی سوداگران میں نہیں بلکہ میدان میں نظر آتے ہیں اور سب بزبان حال یہی پیغام دیتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسم شبیری
کہ فقر خانقاہی ہے فقط اندوہ و دلگیری
ترے دین وادب سے آرہی ہے بوئے رہبانی
یہی ہے مرنے والی امتوں کا عالم پیری

مشائخ اہل سنت کا متحدہ سیاسی محاذ: اعلی حضرت کے وصال کے محض چار سال کے بعد ۱۹۲۵ء میں ہمارے بزرگ علماء و مشائخ اہل سنت ایک متحدہ سیاسی محاذ قائم کرتے ہیں اور ہندوستان کے شرق سے لے کر غرب تک تمام علماء و مشائخ اہل سنت اپنی ذاتی رنجشیں بھلا کر اور فروعی اختلافات سے صرف نظر کر کے ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جاتے ہیں، تو عالم یہ ہوتا ہے کہ ہر جگہ پھر اہل سنت ہی کا پھریرا لہرا رہا ہوتا ہے اور ان کی متحدہ آواز میں وہ طاقت وقوت ہوتی ہے کہ ایوان حکومت بھی لرزہ براندام نظر آتے ہیں۔

یہ وہ دور تھا کہ ہمارے بزرگ تعلیمات اعلی حضرت (بلکہ یوں کہئے کہ دین کی تعلیمات کے) صرف مذہبی پہلو پر ہی متوجہ نہ تھے، بلکہ سیاسی پہلو بھی ہمہ وقت پیش نظر رکھتے تھے، مسلکی و مذہبی حوالے سے بھی وہ پختہ تھے اور سیاسی وسماجی معاملات میں بھی ہوش منداور بیدار اور بصیرت رکھتے تھے۔ اعلی حضرت کے تلامذہ و خلفاء کے دور تک ہر میدان میں سنیوں ہی کا بول بالا تھا۔

ایک متحدہ سنی سیاسی محاذ کی ضرورت: تقریباً نصف صدی گزرنے تک ان کے تلامذہ کا دور ختم ہوتا ہے اور تلامذہ کے تلامذہ کا

دور آتا ہے اور بعد کا دور آتا ہے، تو نہ جانے کیوں ہماری توجہات و ترجیحات تعلیمات اعلی حضرت اور فکر امام احمد رضا کے صرف ایک ہی پہلو پر مرکوز ہو جاتی ہیں اور دھیرے دھیرے نوبت یہاں تک پہنچتی ہے کہ ہم ہر میدان سے غائب ہوتے چلے جاتے ہیں۔ کیا وجہ ہے؟ وجہ جو میری ناقص سمجھ میں آتی ہے وہ یہی ہے کہ ہم نے مذہبی پہلو پر تو نظر رکھی مگر سیاسی، سماجی، قومی، ملی، صلاحی و فلاحی پہلو سے اعراض و اجتناب کر لیا۔

آج ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جماعت اہل سنت کو ایک بار پھر سے صدر الافاضل جیسے فاضل کی دور بینی کی ضرورت ہے، محدث اعظم ہند کچھوچھوی کے حسن تدبر اور ایثار و قربانی کی ضرورت ہے اور بالخصوص حجۃ الاسلام شاہ حامد رضا کے خلوص، حکمت و تدبر اور فہم و بصیرت کی ضرورت ہے:

محروم تماشا کو پھر دیدۂ بینا دے
دیکھا ہے جو کچھ میں نے اوروں کو بھی دکھلا دے
بھٹکے ہوئے آہو کو پھر سوئے حرم لے چل
اس شہر کے خوگر کو پھر وسعت صحرا دے

افراط وتفریط سے اجتناب کی ضرورت: ایک طرف سیاست وحکمت کا میدان ہے، تو دوسری طرف مذہب و مسلک کا میدان ہے، ایک جانب قومی، ملی، سیاسی، سماجی مسائل ہیں اور دوسری جانب مذہبی، مسلکی، دینی وشرعی مسائل ہیں۔ ہم نے ان دونوں کے درمیان تفریق و جدائی کر دی ہے، ان دونوں کے درمیان بہت بڑی خلیج پیدا کر دی گئی ہے۔ جو لوگ قومی، ملی، سیاسی، سماجی میدان میں امت کی رہنمائی کرتے ہیں اور ہمدردان قوم وملت بنتے ہیں، وہ سمجھتے ہیں کہ مذہب و مسلک اور شریعت ہمارا میدان نہیں، حالانکہ: ع

جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

دوسری جانب جو مذہب و مسلک اور شریعت کے محافظ کہلاتے ہیں، وہ سمجھتے ہیں کہ ہم پر قومی و ملی مسائل و معاملات کی کوئی ذمہ داری ہی عائد نہیں ہوتی ہے، قوم جائے چولہے بھاڑ میں، ہم تو اپنے زعم میں شریعت و مذہب و مسلک کے محافظ ہیں۔

یاد رکھئے! یہ افراط وتفریط کی راہیں ہیں، کیا وہ اعلی حضرت کے خلفاء و تلامذہ ہمارے اکابر نہ تھے، جنہوں نے بیک وقت دونوں میدانوں میں خدمات کا فریضہ انجام دیا اور جنہوں نے خانقاہوں، مدرسوں، درسگاہوں سے نکل کر "رسم شبیری" ادا کی تھی؟ اور بعد کے دور میں، اعلی حضرت کے تلامذہ کے تلامذہ اور خلفاء کے خلفاء میں جنہوں نے دونوں میدانوں میں خدمات انجام دیں، وہ بھی ہمارے محترم ومحسن ہیں، وہ چاہیں حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ ہوں، وہ چاہیں علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ ہوں، وہ چاہیں علامہ مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمہ ہوں اور وہ چاہیں جانشین اعلی حضرت حضور ریحان ملت علیہ الرحمہ ہوں۔ ہمیں ان کا بھی احسان مند ہونا چاہیے، لیکن ہم نے ان کی خدمات کو فراموش کر دیا، یہی حال حضور حجۃ الاسلام کے ساتھ ہوا اور یہی حال حضور ریحان ملت کے ساتھ ہوا، ہمیں اپنے صرف وہی بزرگ، بزرگ نظر آتے ہیں جو صرف مذہبی میدانوں میں ہوں اور جو مذہب و مسلک کے ساتھ قومی و ملی خدمات بھی انجام دیتے ہوں، وہ متہم ہو جاتے ہیں۔ العیاذ باللہ تعالی۔

تفضیلیت کے جراثیم: جب تک ہمارا یہ طریقہ اور یہ نظریہ رہے گا، ہمارا حال بھی یہی رہے گا، جو ہے۔ ہم چودہ سو سالہ امت مسلمہ کے نمائندہ ہیں، مگر فی زمانناہر میدان سے غائب ہیں، ہماری روش سے آج سنیت کا پڑھا لکھا اور ذہین طبقہ وہابیت کی طرف مائل ہو رہا ہے اور کم علم و کم عقل طبقہ تفضیلیت و رافضیت کی طرف راغب ہو رہا ہے۔ ہمیں سوچنا چاہیے آخر ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ ہم تفضیلیت کا رد تو کرتے ہیں اور کرنا بھی چاہیے، مگر یہ تفضیلیت کا مرض جن جراثیم سے پیدا ہوتا ہے وہ جراثیم تو کسی نہ کسی شکل میں سنیوں میں بھی نظر آنے لگے ہیں۔ اعلیٰ حضرت نے "الزلال الانقی من بحر سبقة الاتقی" میں فرمایا، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ تفضیلیت پیدا ہوتی ہے تمام فضائل و کمالات، شرف و بزرگی اور افضلیت و اکرمیت کا دارو مدار محض حسب ونسب اور نسبت و جزیت پر رکھ دینے کی وجہ سے۔ تو اب اگر اہل فکر و نظر توجہ دیں، تو کسی نہ کسی شکل میں سنیوں میں بھی عملی طور پر اس فکر کے جراثیم پائے جا رہے ہیں، ہم نے بھی تمام فضائل و کمالات کا دارو مدار محض نسب و نسبت پر رکھ دیا ہے، تمام بڑے بڑے عہدوں اور منصبوں کا حقدار، صاحبان نسبت کو قرار دے دیا ہے:

کہتا ہوں وہی بات سمجھتا ہوں جسے حق
نے آبلۂ مسجد ہوں، نہ تہذیب کا فرزند
اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں، بیگانے بھی ناخوش
میں زہر ہلا ہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند
مشکل ہے کہ اک بندۂ حق بیں وحق اندیش
خاشاک کے تودے کو کہے کوہ دماوند

(جاری)

محبوبِ خدا

از۔ حجۃ الاسلام حضرت علامہ حامد رضا خاں علیہ الرحمہ

ہے عرشِ بریں پر جلوہ فگن محبوبِ خدا سبحان اللہ
اک بار ہوا دیدارِ خدا سو بار کہا سبحان اللہ
حیران ہوئے برق اور نظر، اک آن ہے اور برسوں کا سفر
راکب نے کہا اللہ غنی، مرکب نے کہا سبحان اللہ
طالب کا پتہ مطلوب کو ہے، مطلوب ہے طالب سے واقف
پردے میں بلا کر مل بھی لیے، پردہ بھی رہا سبحان اللہ
ہے عبد کہاں معبود کہاں، معراج کی شب ہے راز نہاں
دو نور حجاب نور میں تھے خود رب نے کہا سبحان اللہ
جب سجدوں کی آخری منزل تک جا پہنچا عبودیت والا
خالق نے کہا ماشاء اللہ خلقت نے کہا سبحان اللہ
سمجھے حامدؔ انسان ہی کیا، یہ راز ہیں حسن والفت کے
خالق کا حبیبی کہنا تھا خلقت نے کہا سبحان اللہ

اپیل

حجۃ الاسلام حضرت علامہ حامد رضا خاں علیہ الرحمہ کے منظوم کلام کا کوئی بھی حصہ کسی کے پاس ہو تو براہِ کرم ماہنامہ اعلیٰ حضرت کے پتے پر ارسال فرمادیں۔ (ادارہ)

جارحانہ قوم پرستی۔ اسباب ووجوہات

از۔حافظ افتخار احمد قادری، کریم گنج، پورن پور

رسول اکرم ﷺ نے آخری حج کے موقع پر اپنے آخری خطبے جو تاریخ اسلام میں ''حجۃ الوداع'' کے نام سے مشہور ہے، میں دنیا کے سامنے ایک ایسا بین الاقوامی اصول پیش کیا جس نے تمام تر قومی و ملکی تنازعات واختلافات، نسلی،طبقاتی وقبائلی کشمکش اور منافرت کو بیخ وبن سے اکھاڑ پھینکا۔ جبکہ مذہب اسلام سے قبل مخلوقِ الٰہی مختلف طبقات ومراتب میں منقسم تھی۔ غلام آقا کی ہمسری نہیں کر سکتے تھے،شرفا اپنے آقا کو ادنی طبقوں سے بالاتر تصور کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے یہ ساری حدیں توڑ کر انسانی معاشرہ کی ناہموار سطح کو بالکل برابر کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''لوگو! بے شک تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ ایک ہے،تم میں سے عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر، گورے کو کالے پر اور کالے کو گورے پر،سرخ کو سیاہ پر سیاہ کو سرخ پر کوئی برتری وفضیلت حاصل نہیں مگر تقوی کے ذریعے''۔

(سیرتِ مصطفیٰ ﷺ)

یہی نہیں بلکہ آپ نے غلاموں کے ساتھ حسنِ سلوک کی ہدایت دیتے ہوئے فرمایا:

''تمہارے غلام،تمہارے غلام ہیں تم ان کو وہی کھلاؤ جو تم خود کھاتے ہو اور وہی پہناؤ جو تم خود پہنتے ہو''۔

(سیرتِ مصطفیٰ ﷺ)

بھارت میں جارحانہ قوم پرستی اور ہندو مسلم کشمکش کے متعدد وجوہ واسباب ہو سکتے ہیں۔ جیسے چھوت چھات کا نظریہ،مسلم دور حکمرانی میں اپنی محکومیت کا احساس،''پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو'' کی انگریزی پالیسی، جدید تعلیم وتہذیب، تقسیمِ ہند۔

چھوت چھات کا نظریہ: بھارت کی مذہبی تاریخ کے مطابق چھوت چھات کا قبیح اور انسانیت سوز نظریہ یہاں قدیم زمانے سے ہی پایا جاتا ہے۔ ہر چند کہ آج کے اس سائنسی وٹکنالوجی دور میں تعلیمی ترقی کے سبب اس نظریہ کی سختی میں کمی آنے کے ساتھ ساتھ اس میں یقین رکھنے والوں کی تعداد میں بھی خاطر خواہ کمی آئی ہے۔لیکن آج بھی یہ نظریہ بھارت میں موجود ہے۔حتیٰ کہ بہت سے علاقوں میں آج بھی اعلیٰ برادری والے ہندوؤں کے مندروں میں نسبتاً چھوٹی برادری والے ہندوؤں کو داخل ہونے کی اجازت نہیں ہے۔ یہ نظریہ انسان کے بین الانسانی نقطہ نظر کو محدود کرتے کرتے قوم وقبیلہ یا خاندان تک میں سمیٹ کر رکھ دیتا ہے۔ پھر اس کے بعد نسلی، نسبی، قومی اور گروہی وطبقاتی کشمکش شروع ہو جاتی ہے۔ بھارت سماج میں موجود جارحانہ قوم پرستی اور ہندو مسلم کشمکش میں اس نظریہ کے کردار سے کوئی بھی ذی فہم شخص انکار نہیں کر سکتا۔

محکومیت کا احساس: غیر مسلموں کی متعصّبانہ ذہنیت اور جارحانہ قوم پرستی ووطن پرستی کا سب سے بنیادی ومرکزی سبب مسلم شاہان

ہند کے عہد حکمرانی میں اپنی محکومیت اور غلامی کا احساس ہے۔ بھارت کی تاریخ کے مطابق مسلمانوں نے یہاں تقریباً ایک ہزار سال تک بڑے رواداارانہ، فیاضانہ اور عادلانہ انداز میں حکومت کی ہے۔ حالانکہ مسلم حکمرانوں نے نہ یہاں کے قدیمی باشندوں کے اوپر زبردستی اپنے مذہب کو تھوپا، نہ ہی اپنی تہذیب و روایات کو اپنانے کے لئے ان پر جبر کیا اور نہ انہیں ان کے مذہبی اشغال و افعال سے روکنے کی کوشش کی، بلکہ انہیں ہر طرح کے شہری حقوق و مراعات عطا کئے، اس کے باوجود اس طویل دور حکمرانی کو اپنی غلامی و محکومی کا دور تصور کیا جارہا ہے اور اسی کے ردعمل کے طور پر آج مسلمانوں کے ساتھ تعصب، عناد اور جارحیت کو روا رکھا جارہا ہے اور اس طرح انہیں غلام ومحکوم بنا کر رکھنے کی ناپاک کوشش کی جارہی ہے۔

پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو: فاشزم اور ہندو مسلم منافرت کا ایک بڑا سبب تن کے گورے من کے کالے فرنگیوں کی نفرت انگیز پالیسی ''پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو'' ہے۔ برصغیر میں اپنے اقتدار کو مستحکم اور مضبوط بنانے کے لیے اپنے پورے عہد حکمرانی میں اس پالیسی پر وہ پوری طرح مستعدی اور حکمت کے ساتھ قائم رہے۔ کیوں کہ انہیں اس بات کا اچھی طرح علم تھا کہ جب تک یہاں کی دو بڑی قومیں ہندو اور مسلمانوں کی صفوں میں انتشار نہ پیدا کردیا جائے اس وقت تک ہم زیادہ دنوں تک برسر اقتدار نہیں رہ سکتے۔ اپنی اس پالیسی کو کامیاب بنانے کے لئے انہوں نے مسلمانوں کی ہزار سالہ شاندار حکمرانی کی تاریخ کو بھی حد درجہ مسخ کر کے پیش کیا اور اس بات کو سمجھانے کی ناپاک جرأت و جسارت کی کہ مسلمانوں نے یہاں حد درجہ سفاکی اور بربریت کے ساتھ حکومت کی، یہاں کے اصل باشندے ہندوؤں کو غلام بنا کر رکھا، ان کے مندروں کو مسمار کیا، مذہب تبدیل کرنے کے لئے ان پر جبر کیا، ان پر ہر طرح کے مظالم ڈھائے، جبکہ تاریخی وزمینی حقائق ان بھونڈے الزامات واتہامات کو یکسر مسترد کرتے ہیں۔

مسلم شاہان ہند پر لگائے گئے ان بیجا اور جھوٹے قسم کے الزامات کا مقصد صرف یہ تھا کہ غیر مسلموں کو مسلمانوں سے اس قدر متنفر کردیا جائے کہ وہ باہم دست وگریباں رہیں اور ہمارے غلبہ واقتدار کے خلاف کسی قسم کی متحدہ تحریک نہ چلاسکیں۔ ان جابر و غاصب انگریزوں کی عیاری ومکاری کی حد تو یہ ہے کہ وہ یہاں سے جاتے جاتے بھی اپنی طرف سے ایسے انتظامات کر گئے کہ برصغیر میں ہندو مسلم کشمکش ایک طویل عرصے تک موجود رہے۔ جس کا ٹھوس اور بین ثبوت دو حصوں میں برصغیر کی تقسیم ہے۔ انگریزوں کی اسی نفرت انگیز پالیسی کا نتیجہ ہے کہ آج تک یہاں کی اکثریت مسلمانوں سے متنفر ہے اور شاید اپنی سابقہ مظلومیت کے زعم فاسد کی وجہ سے جذبۂ انتقام سے مغلوب ہوکر مسلمانوں کو ہر سطح پر پریشان کرنے کی کوششیں بھی کر رہی ہے۔

جدید تعلیم وتہذیب: جارحانہ قوم پرستی کا ایک بنیادی سبب جدید تعلیم وتہذیب بھی ہے جو بھارت میں اجنبی ہونے کے باوجود انگریزوں کی پشت پناہی اور سرپرستی کے سبب پرورش پائی اور اس نے کثرت میں وحدت کا نمونہ پیش کرنے والے اس عظیم ملک کی قدیم روحانی ومذہبی اقدار وروایات کو بالکل تباہ و برباد کر کے رکھ دیا

اور ان کی جگہ یہاں کے باشندوں میں ایسے جذبات وخواہشات ابھار دیے جو عریانیت، بے حیائی، بے پردگی اور آوارگی وغیرہ بہت سی بداخلاقیوں اور فحاشیوں کا سرچشمہ ہیں۔جن کی وجہ سے بلاتفریق مذہب وملت یہاں کے تمام باشندوں کو طرح طرح کی مشکلات اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔اس جدید تعلیم وتہذیب نے جہاں ایک طرف بغیر کسی تفریق و امتیاز کے یہاں کے تمام لوگوں کو ذہنی غلامی میں مبتلا کر رکھا ہے وہیں دوسری جانب اکثریت کے دل و دماغ میں قوم پرستی کا جذبہ بھی کوٹ کوٹ کر بھر دیا ہے۔جسے انگریزوں کی ''پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو'' والی نفرت انگیز تحریک نے جارحانہ قوم پرستی میں تبدیل کر دیا۔

تقسیمِ ہند: آزاد بھارت میں مسلمانوں کے خلاف جارحیت، عصبیت اور منافرت کے جو اشتعال انگیز جذبات پائے جا رہے ہیں ان میں بڑی حد تک بھارت کی تقسیم کا بھی رول ہے۔دراصل سرحد پار کا قیام ہی بہت سے لوگوں کے نزدیک ناجائز تھا۔یہی وجہ ہے کہ آج کل بھی محض اس کا تصور ہی ان کی تکلیف کے لئے کافی ہوتا ہے۔سرحد پار کے تصور کا ان کے لئے ناقابلِ برداشت ہونا تو خیر ایک فطری وقدرتی امر ہے کیونکہ سرحد پار کا حصہ کل تک اسی ملک کے جسم کا ایک اہم ٹکڑا ہوا کرتا تھا جسے انگریزوں نے اپنی دیرینہ عیاری و مکاری سے تقسیم کے آرے کے ذریعہ کاٹ کر الگ کر دیا۔اب ظاہر سی بات ہے کہ اس ملک کے باشندے اتنی جلدی اس تکلیف کو برداشت نہیں کر سکتے اور نہ ہی کٹے ہوئے اعضاء کو ہی بھلا سکتے ہیں۔

منافرت کو دور کرنے کی تدابیر: آزاد بھارت میں جارحانہ قوم پرستی، ہندو مسلم کشمکش و رسہ کشی اور منافرت ومخاصمت کی جو موجودہ صورت حال ہے،اس سے ناامید اور مایوس ہونے کے بجائے مذہب مہذب اسلام کی روشن تعلیمات وہدایات کی روشنی میں ہمیں اس امر کے لیے ہر ممکن کوشش کرنے کی ضرورت ہے کہ عیار و مکار انگریزوں کے ذریعے ہمارے متعلق پھیلائی گئی بدگمانیاں دور ہوں اور ہم تمام ہندوستانی بلا کسی مذہبی امتیاز وتفریق کے ایک گھر اور ایک فیملی کے افراد کی طرح باہم شیر وشکر بن کر چین وسکون کی زندگی بسر کر سکیں۔اگر ہم حکمت وموعظت اور مثبت ومعتدل طریقوں سے غلط فہمیوں اور بدگمانیوں کو دور کرنے کے لئے جد وجہد کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ اکثریت کی موجودہ ذہنیت صاف نہ ہو جائے اور ہندوستان صحیح معنوں میں امن وامان کا عظیم گہوارہ نہ بن جائے۔میں یہ اس لئے تحریر کر رہا ہوں کہ انسان کی فطرت میں خیر اور بھلائی کا عنصر داخل ہے۔یہ تو ممکن ہے کہ عارضی اسباب وعوامل کے باعث انسان کی ذہنیت بدل جائے جس کی وجہ سے اس کے جذبۂ خیر پر شر و فساد غالب آ جائے اور اس طرح وہ شر ہی کو پسند کرنے لگے۔لیکن اگر تذکیری انداز میں کوشش کی جائے تو اس کی اس حالت کو بدلنا غیر ممکن نہیں ہے۔کیونکہ اس کی یہ حالت اس کی انسانی فطرت کے سراسر خلاف ہے۔

اگر اقوام عالم اور مختلف ممالک کے باہم تعلقات کا تاریخی جائزہ لیا جائے تو اس بات کی کئی مثالیں مل جائیں گی کہ دو شدید ترین دشمن قومیں اور ممالک آپس میں شیر وشکر بن گئے۔زیادہ دور جانے کی ضرورت نہیں، دوسری جنگ عظیم کے بارے میں آپ نے پڑھا ہوگا کہ روس اور جرمنی اپنے تمام تر اختلافات وتنازعات کو پس پشت

ڈال کر ایک نکتے پر متحد و متفق ہوگئے تھے اور یہ اتحاد صرف ہٹلر اور اسٹالن تک ہی محدود نہیں رہا تھا بلکہ دونوں ممالک کے باشندے بھی بڑی محنت کے ساتھ ایک دوسرے سے گلے مل رہے تھے یہ اور بات ہے کہ امتداد زمانہ کے ساتھ ان کے تعلقات پھر سے خراب ہوتے گئے اور آج وہ پھر ایک دوسرے کے دشمن ہیں۔

خود بھارت میں اگر آپ مسلمانوں اور غیر مسلموں سے متعلق ماضی قریب کی تاریخ کا جائزہ لیں تو اس قبیل کی متعدد مثالیں مل جائیں گی کہ اسی بھارت میں کبھی ہندو مسلم تعلقات اس قدر رسہ کشی اور آپسی منافرت ومخاصمت کا شکار ہوئے کہ ان کے لئے ایک دوسرے کو برداشت کرتے ہوئے سکون کے ساتھ رہنا ممکن نہیں رہا حتیٰ کہ مجبوراً ملک کو دولخت کرنا پڑا تو کبھی اسی ملک میں چشم فلک نے ہندو مسلم اتحاد کا یہ نظارہ بھی دیکھا کہ جب مسلمانوں نے ہندوؤں کے ساتھ مل کر آزادی کی تحریک چلائی اور انگریزوں کو یہاں سے بھگانے کے لیے ایک ساتھ مل کر یہ دونوں ہی طبقات جدو جہد کرتے رہے یہاں تک کہ ہمارا ملک انگریزوں کی غلامی سے آزاد ہوگیا۔

موجودہ حالات میں تبدیلی کے امکانات: بھارت کے موجودہ حالات میں تبدیلی کے کئی امکانات موجود ہیں۔ سب سے پہلے ہمیں اس بات کو خوب اچھی طرح ذہن نشیں کر لینا چاہیے کہ غیر مسلم یکساں طور پر مسلم دشمن نہیں ہے اور نہ یہ ہر ایک مسلمان کے خلاف یکساں تعصب وتنگ نظری کا شکار ہے۔ ان میں آج بھی ایسے لوگوں کی کمی نہیں ہے جن کی سوچ وفکر میں امن وآشتی، خیر خواہی اور ہر کسی کے احترام کے جذبات پائے جاتے ہیں۔ وہ اپنی سوچ کو تعصب اور قوم پرستی کے اثرات سے بالکل خالی رکھتے ہیں۔ ان میں آپ کو ایسے لوگ تو بہت ملیں گے جو اگر چہ وقت کی چلتی ہوئی روش سے متاثر ہو کر اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ اپنی نفرت و بیزاری کا اظہار کرتے ہیں لیکن وہی لوگ اسلام کے دامنِ رحمت میں جو صداقتیں پائی جاتی ہیں، انہیں تسلیم بھی کرتے ہیں اور نفرت کے باوجود بسا اوقات ہنگامی حالات میں وہ مسلمانوں کا تعاون بھی کرنے سے نہیں ہچکچاتے۔

یہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ انسان فطرتاً امن پسند واقع ہوا ہے اور مختلف ذریعوں سے اسلام اور مسلمان کے خلاف جو نفرت پھیلائی گئی وہ فطرت انسانی پر غالب نہیں آسکی ہے۔ ہمیں اس بات کو بھی ذہن میں رکھنا چاہیے کہ تمام ہندو شر پسند نہیں ہیں بلکہ ایسے لوگوں کی کمی ہے جبکہ امن پسند زیادہ ہیں۔ اگر آپ اس بات کو نہ مانیں کہ پورا ہندو سماج شر پسند نہیں تو گویا آپ اس فطرت انسانی کے منکر ہوں گے جو بہر حال امن اور خیر پر مبنی ہوتی ہے۔ آپ غور کریں کہ اگر تمام ہندو سماج شر پسند ہوتا تو کشت وخون ریزی بلکہ مسلم نسل کشی کا منظّم سلسلہ جو تقسیمِ ہند کے بعد شروع ہوا تھا اتنے پر ہی بند نہ ہو جاتا جتنا اس وقت رونما ہو چکا تھا بلکہ اس وقت پورا بھارت اس کی زد میں آجاتا اور کسی بھی مسلمان کا زندہ رہنا ممکن نہ ہوتا۔ کیونکہ مسلمانوں کی بڑی تعداد کے سرحد پار منتقل ہو جانے کی وجہ سے بقیہ بھارتی مسلمانوں کی اتنی حیثیت نہیں تھی کہ وہ ہندوؤں سے دو بدو مقابلے کرتے اور اپنے دفاع میں کامیاب ہوتے۔ دوسری طرف پڑوسی ملک بھی ان کے وجود کا ضامن نہیں بن سکتا تھا کیونکہ وہ ابھی طفلِ نوزائیدہ کی طرح تھا اور اپنے وجود و بقا کے سلسلے میں اسے خود

خطرات اور مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔ایسے نازک ترین حالات میں بھی کشت وخون ریزی کا سلسلہ ملک کے چند علاقوں تک ہی پہنچ کر بند ہوگیا۔قوی ترین اسباب موجود ہونے کے باوجود فسادات کے سلسلہ کا رک جانا یہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ تمام ہندو شر پسند نہیں ہیں۔

اس حقیقت سے بھی کسی کو انکار نہیں ہونا چاہیے کہ فسادات میں متعلقہ علاقوں کے سارے ہندو شریک نہیں ہوتے بلکہ ایسے لوگ بھی موجود ہیں جنہوں نے بسا اوقات اپنے کو خطرات میں ڈال کر فسادات کو روکنے اور مظلوموں کو تعاون فراہم کرنے کی کوششیں کیں۔علاوہ ازیں ملک میں ایسے افراد بھی بکثرت موجود ہیں جو اس بات کی پوری صلاحیت رکھتے ہیں کہ وہ شر وفساد کے واقعات میں ملوث ہوں لیکن ان کی شر پسندی اس درجے کو نہیں پہنچی ہے کہ وہ موانع کو بالکل نظر انداز کر کے ان میں مبتلا ہو جائیں۔ضمیر کی ملامت، اپنے پڑوسیوں اور عام پبلک کا پاس ولحاظ اور حکومت کا خوف اور اس قسم کی دوسری چیزوں کا وہ لحاظ کرتے ہیں اور اپنے آپ کو شر وفساد سے الگ رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔مذکورہ تمام باتیں اس حقیقت سے پردہ اٹھا رہی ہیں کہ پورا ہندو سماج ابھی بھی پوری طرح بدگمان نہیں ہے بلکہ بہت سارے طبقات ان میں ایسے ہیں کہ جو مسلمانوں کو آج بھی اچھے اخلاق وکردار کا حامل مانتے ہیں۔اگر کوشش کی جائے تو بہت سے ہندوؤں کے ذہن کو ہم اپنی طرف سے صاف کر سکتے ہیں۔

موجودہ حالات میں تبدیلی واقع ہونے کا ایک بہت امید افزا اور قابلِ اعتماد پہلو یہ بھی ہے کہ مسلمان ہونے کے ناطے اس بات پر ہمارا کامل اعتماد اور پختہ عقیدہ ہونا چاہیے کہ اصل حاکم اور اصل قدرت رب العالمین کی ذات ہے اور وہی سب پر قدرت رکھتا ہے۔اگر اس کی منشا شامل ہو تو پل میں حالات بدل جائیں اور اسلام ومسلمانوں کے تعلق سے جو بدگمانیاں پھیلائی جا رہی ہیں وہ چند دنوں میں ایسے ختم ہو جائیں گی کہ گویا کبھی کوئی بدگمانی تھی ہی نہیں۔بس ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم حالات سے مایوس نہ ہوں اور بدگمانیوں کو دور کرنے کے لئے اپنی اخلاقی کوتاہیوں کا بھی محاسبہ کریں اور جہد پیہم اور عمل مسلسل کریں۔کوشش کرنا ہم بندوں کا فریضہ ہے اور کامیابی وکامرانی سے ہم کنار کرنا رب العالمین کے ذمۂ کرم پر ہے۔ہمیں اپنی شریعت اور اپنے اسلامی اخلاق وآداب کو مضبوطی سے تھامے رکھنا ہے۔آج بھی ہم یہ دیکھتے ہیں کہ متعصب سے متعصب غیر مسلم بھی ان مذہبی شخصیات کی عزت اور ان کا احترام کرتا ہے کہ جو متقی وپرہیزگار ہیں، شریعت اسلامیہ پر سختی کے ساتھ گامزن ہیں اور اسلامی اخلاق وآداب کا حسین پیکر ہیں۔آپ جتنی بھی آج کل مار پیٹ کی خبریں دیکھتے یا سنتے ہیں ان کا تعلق زیادہ تر ہمارے ان مسلمانوں ہی سے ہوتا ہے کہ جن کے نہ چہرے اسلامی اور نہ لباس اسلامی، ان کا اخلاق وکردار اسلامی اور نہ ہی ان کے افعال ومعمولات اسلامی۔

یہ نکتہ بھی ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ رب العالمین بلا سبب کسی قوم کو پریشانی اور مصیبت میں مبتلا نہیں کرتا۔مصیبت یا تو قوم کی کسی غلطی اور جرم کا نتیجہ ہوتی ہے یا اس کے ذریعے قوم کے ایمان اور حق پہ ثابت قدمی کی آزمائش اور پھر اس کی ترقی درجات مقصود ہوتی ہے۔لہٰذا ملک کے موجودہ حالات میں اپنی پریشانیوں کے تناظر میں

ہمیں اپنا بھی احتساب کرنے کی ضرورت ہے کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ رب العالمین اوراس کے رسول ﷺ کے احکام وفرامین کی بجا آوری میں ہم سے کوئی کوتاہی ہورہی ہے یا شرعی حدود کا پاس ولحاظ نہ رکھتے ہوئے ہم اپنے کو برائیوں سے نہیں روک پارہے ہیں۔ اگرایسا ہے تو ہمیں چاہیے کہ ہم جلد از جلد توبہ کریں اورقرآن وسنت کے مطابق اپنی زندگی بسر کریں۔ یادرکھیں کہ جب تک اس ملک میں رہنے اور بسنے والے مسلمان عقائد اہل سنت اور معمولات اہل سنت سے مضبوطی کے ساتھ وابستہ رہے،عقائد اہل سنت اور معمولات اہل سنت کی نشر واشاعت میں جو خانقاہیں اور جوادارے سرگرم عمل رہے ان سے ان کے رشتے خوش گوار اور مضبوط رہے نیز جب تک ہندوستانی مسلمان شریعت اسلامیہ پر عامل رہے تب تک وہ اس ملک میں غیروں کی نظر میں بھی باعزت وباوقار رہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے خانقاہی بزرگوں اوران بزرگوں سے وابستہ عام مسلمانوں کے اسلامی اخلاق وکردار سے بہت سارے غیر مسلم متاثر ہوئے اور دامن اسلام سے وابستہ ہو گئے یا ان کی قسمت میں اگر دامن اسلام سے وابستگی لکھی ہوئی نہ تھی تو اگر چہ وہ اپنے مذہب ہی پر قائم رہے مگران سچے مسلمانوں کا احترام کرتے رہے۔آج بھی اتنا ماحول خراب ہوجانے کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ دیندار اور خدا ترس مسلمانوں سے یہاں کے غیر مسلم نہ صرف یہ کہ مرعوب رہتے ہیں بلکہ ان کا احترام بھی کرتے ہیں۔ ہمارے وہ بزرگ کہ جو اسلامی لباس اور جبہ وعمامہ کے ساتھ اپنی ایمانی واسلامی شناخت وپہچان کے ساتھ سفر کرتے ہیں تو غیر بھی ان کا لحاظ کرتے ہیں اور ان سے مرعوب نظر آتے ہیں۔اس لیے اس ملک میں اگر اس نفرت بھرے ماحول کو ختم کرنا ہے تو مشرکانہ رسوم ورواج کی ادائے گی میں شرکت کر کے اورمزعومہ بھائی چارگی کا نعرہ بلند کرنے کی بجائے سچا مسلمان بننا ہوگا۔ یہ بالکل باطل خیال ہے کہ اتحاد و بھائی چارگی کے لیے مسلم وغیر مسلم ایک دوسرے کے مذہبی رسوم و رواج اور معمولات میں شرکت کریں۔ایسے متحدہ محاذ بنائیں کہ جس میں مسلمان غیر مسلموں کے مذہبی تیوہاروں کے موقعوں پر منعقد کئے جانے والے مشرکانہ رسوم ورواج پر مشتمل جلسوں اورجلوسوں میں شرکت کریں،مشرکانہ علامتوں سے اپنے ماتھے،اپنے گلے اوراپنے ہاتھوں کومزین کریں۔ اس سے آپ غیر مسلموں کوتو اپنا نہ بنا سکے بلکہ خود اپنا دین وایمان ہی ختم کر بیٹھے۔ہم نے یہ بھی دیکھا اور پڑھا ہے کہ جن افراد نے اور جن طبقات نے بھائی چارگی کی فضا قائم کرنے کے لیے اس طریقہ کے مشرکانہ افعال واعمال کئے وہ بھائی چارگی کی فضا تو قائم نہ کر سکے بلکہ خود ان کا ہی وجود داؤں پر لگ گیا۔ایسے ہی لوگوں کے لیے یہ کہا گیا ہے کہ ''دھوبی کا کتا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا''۔اس لیے اگر بھائی چارگی ہی قائم کرنا ہے تو اپنے اسلامی اخلاق وکردار کو اعلیٰ بنائیں اور اپنے مذہب ومسلک پر سختی کے ساتھ قائم وعامل رہیں۔اسی میں فلاح ہے اور اسی سے نفرتوں کا خاتمہ کیا جاسکتا ہے۔

آپ کے اخلاق اگر اسلامی ہیں اور ان اسلامی اخلاق و آداب کے تحت آپ خدمت خلق کا مخلصانہ جذبہ لے کر خدمت خلق کرتے ہیں،مخلوق خدا کی صلاح وفلاح کے کام شرعی دائرے میں رہ کر کرتے ہیں،ایک دوسرے کی مدد اور وقت ضرورت حاجت مندوں کی حاجت روائی کرتے ہیں تو کوئی بعید نہیں کہ یہ نفرتیں ختم ہو جائیں۔ ماضی کی ہماری خانقاہی تاریخ اس کی بہترین نظیر ومثال ہے۔

’’لاہور میں دولہا بنا، حامد رضا حامد رضا‘‘

شہزادۂ اعلیٰ حضرت، حضور حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خاں علیہ الرحمہ کی مناظرانہ خوبیوں اور بدمذہبوں کی سرکوبی کے لیے میدان عمل میں بنفس نفیس اتر کر جدوجہد کرنے کے مخلصانہ جذبات پر روشنی ڈالتی ایک دستاویزی تحریر

ماخوذ از۔حیات حجۃ الاسلام، مولفہ حضرت مفتی محمود احمد قادری رفاقتی مظفر پوری

مغلیہ سلطنت کا زوال اور ہندوستان میں باطل فرقوں کا شیوع وابداع مفہوم مترادف ہے۔خاندان ولی اللہی کے ایک فرد مولوی اسمٰعیل دہلوی کے ذریعہ وہابی فرقہ کا وجود ہوا۔سرسید نے نیچریت کو ہوا دی، نیچریت نے الحاد کو پروان چڑھایا۔حضرت شاہ احمد سعید کا کہنا تھا کہ بے ادبی فرقۂ وہابیہ کا طرۂ امتیاز ہے۔وہابیت کو دیکھا جائے تو سب فتنوں کا سرچشمہ ہے۔قادیانی رہنما حکیم نور الدین پہلے وہابی ہوا، سرسید وہابی ہوا، دیوبند کے نیم چڑھے وہابی پکے بے ادب ہوئے، منکرین حدیث کا بانی ’’عبداللہ‘‘ (چکڑالوی) وہابی تھا۔پنجاب میں نبوت کا دعویٰ کرنے والے سب وہابی تھے۔

ہر طرف وہابیت کا چرچا، دیوبندیت کا پرچار، ہر چہار طرف بے دینی اور لادینی کا طوفان بپا، گنگوہ، سہارنپور، دیوبند، تھانہ بھون سے ایمان سوز اور بے ادبی سے لبریز کتابیں لکھی گئیں، جن کی اشاعت سے امن کا خرمن خاکستر ہو گیا، نگر نگر، قریہ قریہ ہنگامۂ فساد شروع ہو گیا۔ان کتابوں کے لکھنے والے علما تھے۔سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے دامن گرفت تھے۔لیکن بقول مولانا مناظر احسن گیلانی فاضل دیوبند:

’’اجمیر کے عرش آستان دربار سے وابستگی سے منحرف ونالاں‘‘

(الفرقان بریلی، شاہ ولی اللہ نمبر)

محفل میلاد پاک میں قیام کا مسئلہ ان صابریوں کے مابین مابہ اختلاف مسئلہ بن گیا۔یہ مسئلہ جو بظاہر ایک ہلکا مسئلہ معلوم ہوتا ہے، لیکن وہ تعظیمی مسئلہ تھا جس کا تعلق ذکر پاک رسول کی تعظیم سے تھا۔صدیوں سے اکابر اسلام، مشائخ عظام کا معمول، پیرومرشد برحق حضرت حاجی امداد اللہ چشتی صابری کے پاس فیصلہ کے لیے پیش ہوا۔خداوند قدوس حضرت مہاجر مکی کی تربت پر رحمت و انوار کی بارشیں فرمائے، انہوں نے اختلاف کی خلیج پاٹنے کی سعی محمود فرمائی لیکن بجائے اس کے کہ مرشد کامل کا فیصلہ بسروچشمہ قبول کرلیا جاتا، ’’انا خیر منہ‘‘ کی نفیر بلند ہوگئی۔مولانا رشید احمد گنگوہی نے فرمایا: ’’ہم نے طریقت میں بیعت کی ہے، علم شریعت ہم زیادہ جانتے ہیں۔‘‘

(انوارساطعہ)

اب اس کے بعد راہ حق مسدود ہوگئی۔ایک طرف مولانا شاہ عبدالسمیع بیدل (رامپوری)، مولانا شاہ افضل پشاوری اکبر آبادی، شیخ الاسلام حضرت مولانا انوار اللہ حیدر آبادی، حضرت مولانا شاہ محمد حسین الہ آبادی، استاذ زمن حضرت مولانا شاہ احمد حسن کانپوری، برصغیر کے اکابر علم وعرفان میں عظیم ترین اکابر تھے۔

’’انوار ساطعہ‘‘ کے جواب میں ’’براہین قاطعہ‘‘ لکھ دی

گئی۔اس دور میں مولانا اشرفعلی تھانوی، (اپنے) حضرت پیر و مرشد (حاجی امداداللہ مہاجر مکی) کی روش پر ان کے نقش قدم پر گامزن تھے۔لیکن حضرت حاجی امداداللہ شاہ مہاجر مکی قدس سرہ کی وفات کے بعد انہوں نے مولانا گنگوہی سے ناطہ جوڑا اور پھر تو ان کی زندگی میں ایسا انقلاب آیا کہ خدا کی پناہ! انہوں نے ان معمولات متبرکہ کے استحسان پر نگاہ حقارت ڈالی، مسلمہ عقائد پر تیشہ چلایا، یک قلم ''کفرو شرک'' کا فتویٰ صادر کر دیا۔

''براہین قاطعہ'' سے بارگاہ رسالت میں بے ادبی کا جو ایمان سوز سلسلہ نکلا، اس کو مولانا تھانوی نے حد انتہا کو پہنچا دیا۔نام ''حفظ الایمان'' رکھا، اس کے خلاف آواز بریلی، بدایوں، خیرآباد اور فرنگی محل کے بجائے ریاست حیدرآباد دکن سے بلند ہوئی۔حیرت کی بات ہے اس سلسلہ میں جو اختلافی جلسہ ہوا وہ شمس العلماء مولانا حافظ محمد احمد دیوبندی ناظم دارالعلوم کی قیامگاہ پر ہوا اور ماہنامہ ''تحفۂ حنفیہ'' پٹنہ کے شمارہ ربیع الاول ۱۳۲۴ھ ص ۱۹ کے مطابق مولانا اشرفعلی تھانوی کی بدعقیدگی کا پردہ حضرت مولانا سید شاہ عبد الصمد سہسوانی چشتی نظامی فخری سلیمانی پھپھوندوی نے سب سے پہلے فاش کیا اور رامپور میں حضرت مولانا شاہ محمد حسین الہ آبادی اور محدث سورتی مولانا شاہ وصی احمد نے ان کی بدعقیدگی پر آگاہ فرمایا۔

مرادآباد کا فیصلہ کن مناظرہ: امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مجدد مأۃ حاضرہ قدس سرہ العزیز بھی ان ہی بزرگوں میں تھے بلکہ ان کے یہاں آگاہی وانتباہ کا تسلسل تھا۔مسلسل خطوط، کتابچے، پمفلیٹ کے ذریعہ مولانا تھانوی کو آگاہ کیا جاتا رہا۔ایک موقع ایسا آیا جب کہ مولانا تھانوی بریلی (مدرسہ اشاعت العلوم محلّہ سرائے خام) آئے ہوئے تھے۔''دار العلوم منظر اسلام'' کے درجۂ علیا کے منتہی طلبہ کرام (ملک العلماء) حضرت مولانا شاہ سید ظفر الدین عظیم آبادی، مولانا سید شاہ ابوالخیر غلام محمد بہاری، حضرت مولانا سید شاہ عبدالرشید عظیم آبادی ان کی قیام گاہ پر پہنچے۔مولانا تھانوی نے فرمایا کہ اگر آپ مجھے قائل کر دیں جب بھی وہی کہے جاؤں گا:''آپ جیتے میں ہارا''۔یہ جواب مولانا تھانوی کا تھا لیکن ان کے اتباع مناظروں اور مباحثوں پر آمادہ تھے۔نتیجہ ظاہر تھا کہ ادھر سے بھی قبول کرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا۔مرادآباد کے ضلع میں مولانا تھانوی کے اتباع کے مدارس تھے۔ان کے علما آئے دن مناظرے کا چیلنج بھیجا کرتے تھے۔

۱۳۲۹ھ میں مولانا شاہ رحم الٰہی، حضرت مولانا شاہ محمد ظفر الدین، حضرت مولانا شاہ عبدالغنی رامپوری کو مولانا عبید الرحمٰن مدرسہ شاہی (شاہی چبوترہ مرادآباد) نے چیلنج مناظرہ دیا۔مناظرہ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ اور مولانا تھانوی کے مابین ہونا تجویز کیا۔اسی زمانہ میں جامعہ نعیمیہ مرادآباد کا جلسہ دستار بندی بھی تھا۔حضرت صدرالافاضل مولانا حکیم نعیم الدین صاحب اور اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کی مشترکہ دعوت پر اس وقت کے اکابر اہل سنت نے اس جلسہ میں شرکت فرمائی۔حضرت مولانا شاہ اعجاز حسین رامپوری، حضرت سراج العلماء مولانا شاہ سلامت اللہ رامپوری، حضرت مولانا شاہ محبّ احمد بدایونی، حضرت مولانا سید شاہ محمد فاخر الہ آبادی، حضرت مولانا شاہ رحم الٰہی (منگلوری)، حضرت مولانا عبد الماجد بدایونی، حضرت ملک العلماء مولانا شاہ محمد ظفر الدین قادری رضوی، حضرت صدرالشریعہ مولانا حکیم امجد علی اعظمی اور حضرت حجۃ الاسلام، شیخ الانام، فخر ملت (علامہ حامد رضا خاں) کی موجودگی سے نور اسلام کی شمع فروزاں تھی۔مولانا شرفعلی (تھانوی) ''امروہہ'' میں موجود

رہے لیکن نہ آئے اور نہ کسی کو وکیل بنایا۔ یہ حقیقت قابل ذکر ہے کہ اس موقع پر اعلیٰ حضرت امام اہل سنت نے اپنے احباب اہل سنت سے فرمایا:

''مجھے مولوی اشرفعلی کے پاس لے چلو، یہ بہ یقین کہتا ہوں کہ وہ میرے سامنے زبان بھی نہیں کھول سکیں گے، یہ میرا دعویٰ ہے۔''

علمائے اہل سنت نے امروہہ اپنا نمائندہ بھیج کر (مولوی اشرفعلی تھانوی کو) اطلاع کرائی کہ اعلیٰ حضرت آپ (اشرفعلی تھانوی) کے پاس آنا چاہتے ہیں۔ لیکن اس کا جواب خاموشی تھی۔

''جامعہ نعیمیہ'' کا جلسہ تو ہو ہی رہا تھا۔ علما بھی مدعو تھے۔ اس جلسہ میں مولانا شاہ عبدالماجد بدایونی، حضرت مولانا شاہ محمد فاخر الہ آبادی اور حضرت حجۃ الاسلام علیہم الرحمہ نے احقاق حق خوب خوب فرمایا اور ابطال باطل (ردّ اشرفعلی تھانوی و ردّ وہابیہ و دیابنہ) بھی واشگاف پیرائے میں کیا۔

نجیب آباد میں مناظرہ: ایک موقع پر ضلع بجنور کے نجیب آباد میں مولانا تھانوی گئے۔ ان کے متعلقین نے اہل سنت کو تنگ کیا (کہ) مناظرہ کرلو۔ اہل سنت ہر طرف سے تنگ کئے گئے۔ انجام کار جناب صوفی احمد حسن صاحب رضوی مرحوم نے اعلیٰ حضرت قبلہ کی خدمت میں تار دیا۔ اعلیٰ حضرت قبلہ نے حضرت صدر الشریعہ اور حضرت حجۃ الاسلام کو روانہ فرمایا اور حجۃ الاسلام سے فرمایا کہ مراد آباد سے مولانا نعیم الدین صاحب کو ہمراہ لے لینا۔

یہ حضرات کرام نجیب آباد تشریف لے گئے۔ مولانا تھانوی کو اپنی آمد کی اطلاع کرائی لیکن مولانا تھانوی نے جو خاموشی کی قسم کھائی تھی، اس پر ثابت قدم رہے۔ صبح ہوئی تو معلوم ہوا کہ جا (بھاگ) چکے (ہیں)۔

آریہ سماجی پنڈت سے ہونے والے مناظرہ کے جلسۂ مناظرہ کی صدارت: دہلی میں ''رام چندر'' نامی ایک آریہ (پنڈت) بہت خوش آواز تھا۔ غیر مقلدین نے اسے کچھ قرآن مجید کی سورتیں بھی اچھے لہجے کے ساتھ یاد کرادی تھیں۔ بہت دریدہ دہن تھا۔ بریلی میں اس نے مسلمانوں کو مناظرہ کا چیلنج دیا۔

مسلمانوں نے اس کا چیلنج قبول کیا اور حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں صاحب کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ کوئی عالم مناظرہ کے لیے مقرر فرمایئے۔ حضرت صدر الافاضل کو تار دیا گیا، ان کو بریلی پہنچنے میں تاخیر ہوئی۔ شمس العلماء حضرت مولانا ظہور الحسین رامپوری، صدر المدرسین مدرسہ منظر اسلام نے مناظرہ شروع کیا۔ حضرت صدر الافاضل دوران مناظرہ تشریف لائے۔ جب مناظرہ کا پہلا جلسہ (جو کہ حضرت حجۃ الاسلام کی صدارت میں ہو رہا تھا۔ محمد سلیم بریلوی) ختم ہوا تو حضرت صدر الافاضل نے فرمایا: ''ذرا آپ لوگ ٹھہر جائیں۔ میں دونوں مناظرین کی گفتگو کا ماحصل آپ حضرات کو سنا دوں۔'' (پھر حضرت صدر الافاضل نے ماحصل اور خلاصہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ)

''پنڈت جی نے کہا: روح انسانی اور حیوانی ایک ہے، صرف نوعیہ کا فرق ہے۔ حضرت مولانا (شمس العلماء) نے فرمایا: دونوں میں بہت فرق ہے۔ حضرت صدر الافاضل نے مجمع سے فرمایا: آپ حضرات سمجھ گئے؟ جواب ملا نہیں۔ حضرت صدر الافاضل نے فرمایا کہ آدمی اور گدھے میں روحانی کچھ فرق نہیں۔ گدھا اور آدمی ایک ہیں۔ فقط صورت کا فرق ہے۔''

اب تو (حضرت صدر الافاضل کے ذریعہ عام انداز میں بیان کئے

گئے خلاصہ کو سن کر) لوگ کہنے لگے:
''پنڈت جی اور گدھے میں صرف صورت کا فرق ہے۔ دونوں ایک ہیں۔''
رام چندر (آریہ سماجی مناظر پنڈت) نے کہا:
''اس وقت میں آیا ہوں۔ شام کو آپ ہمارے مندر میں آئیں۔''

شب کو بعد عشا تمام حضرات تبلیغ اسلام کے لیے مندر میں گئے، کلام الٰہی کی حقانیت پر گفتگو ہوئی۔ تمام مجمع خواہ ہندو ہو یا مسلمان، سب پر حقانیت ثابت ہوگئی۔ مسلمانوں نے نعرۂ تکبیر لگائے اور فتح مند واپس ہوئے۔

(مضمون تاج العلماء حضرت مولانا مفتی محمد عمر نعیمی اشرفی، مشمولہ حیات صدر الافاضل ص ۱۱،۱۲ مطبوعہ لاہور)

میانوالی پنجاب کا مناظرہ: ''الفقیہ'' امرتسر ذیقعدہ ۱۳۴۵ھ مطابق مئی ۱۹۲۷ء کے شمارہ میں حضرت مولانا امیر علی علیہ الرحمہ نے ''نعرۂ حق'' کے زیر عنوان ایک مناظرہ کا حال لکھا ہے:

''میانوالی میں اہل حق نے ایک جلسہ مقرر کیا جس میں ہندوستان کے علمائے کرام مولانا نعیم الدین مرادآبادی، مولانا معین الدین اجمیری، حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا خاں بریلوی، مولانا معوان حسین رامپوری خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ پنجاب کے علمائے کرام سے حضرت حافظ حاجی پیر سید جماعت علی شاہ صاحب، علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ، حضرت مولانا مفتی غلام مرتضٰی صاحب بھیرہ میانی، مولانا فضل حق صاحب ڈیڑا کانگی ضلع میانوالی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

سہ روزہ اجلاس میں بار بار کہا گیا کہ اصلاح چاہئے۔ مسلمانوں کو حضور علیہ السلام کی شان میں بدکلام کرنا اپنے آپ کو دائرۂ اسلام سے خارج کرنا ہے۔ ہاں! اگر تسلی نہ ہوتو مرد میدان بنئے اور آ کر مناظرہ کر لیجئے۔ مگر اہل باطل ضلع میانوالی ہی سے نکل بھاگے۔ اب ''روباہ بازی'' دیکھئے کہ ایک اجلاس قائم کیا گیا۔ ۲۸ فروری ۱۹۲۷ء کو عطاء اللہ امرتسری اور انور شاہ کشمیری بلائے گئے لیکن قبل مناظرہ سب فرار ہوگئے۔

آخری فیصلہ کن لاہور کا مناظرہ: ۱۵؍شوال المکرّم ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۹۳۴ء کو مسجد وزیر خاں لاہور میں (ایک مناظرہ) ہونا قرار پایا۔ اہل سنت کی طرف سے حضرت حجۃ الاسلام جمال الاسلام (علامہ حامد رضا خاں) قدس سرہ العزیز اور دیوبندیوں کی طرف سے مولانا اشرفعلی تھانوی مناظر مقرر ہوئے۔ تاکہ ''حفظ الایمان'' (تصنیف اشرفعلی تھانوی)، ''براہین قاطعہ'' (تصنیف خلیل احمد انبیٹھوی وتصدیق وتائید رشید احمد گنگوہی) اور ''تحذیر الناس'' (تصنیف قاسم نانوتوی) کی متنازع عبارتوں پر فیصلہ کن گفتگو ہوجائے۔

اس مناظرہ کے لیے بڑی زبردست تیاری کی گئی۔ مولانا تھانوی کے لیے تھانہ بھون ضلع مظفرنگر کے علمائے اہل سنت سے ٹرین کا اسپیشل ڈبا ریزرو کرایا گیا۔ متحدہ ہندوستان کے علمائے اہل سنت کا جم غفیر لاہور پہنچا۔ حضرت شیخ المشائخ تاج العرفاء، محبوب ربانی سید شاہ علی حسین اشرفی چشتی نظامی سراجی کچھوچھہ شریف، حضرت صدر المشائخ پیر سید شاہ صدر الدین صاحب ملتان شریف، صدر الافاضل حضرت مولانا حکیم محمد نعیم الدین مرادآبادی، حضرت مولانا حشمت علی خاں لکھنوی، حضور محدث اعظم ہند مولانا سید محمد اشرفی کچھوچھہ شریف۔ نوراللہ مرقدہم۔ جیسے فخر دین وملت اکابرین ''لاہور'' کی دھرتی پر قدم رنجہ فرماتے۔ لیکن مولانا تھانوی کو نہ آنا تھا نہ آئے۔

بسیار کوشش کے باوجود وہ نظم حاصل نہ ہوسکی جو اس موقع پر حضرت حجۃ الاسلام نے رجزیہ انداز میں کہی (تھی) جس کا مقطع یہ تھا۔

منم حامد رضا ،از من ہزبر کفر می ترسد

زصیتِ علم من ، ہر بند ،بندِ دیوبندی سر زد

لاہور کا فیصلہ کن مناظرہ آپ (حجۃ الاسلام) کا تاریخی مناظرہ تھا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب مولوی اشرفعلی تھانوی بقید حیات تھے۔ بڑھتے ہوئے اختلاف کو روکنے کے لیے مرکزی دار العلوم ''حزب الاحناف'' لاہور کی طرف سے مخالفین اہل سنت کو یہ کہا گیا کہ چونکہ تمہارے فرقے کے قائد اور مذہب کے اہم ستون مولوی اشرفعلی تھانوی ہیں جو ابھی بقید حیات ہیں،اس لیے آئے دن کے نزاع کو روکنے کے لیے کیا اچھا ہوتا کہ ایک فیصلہ کن مناظرہ ہو جائے۔ ہمارے اکابر بھی تشریف لے آئیں اور آپ بھی مولوی اشرفعلی تھانوی کو بلالیں اور مناظرے میں سب سے پہلے مولوی اشرفعلی تھانوی کی ''حفظ الایمان'' والی کفری عبارت کو ہی موضوع مناظرہ قرار دیا جائے اور علمائے اہل سنت کے سامنے مولوی اشرفعلی اپنی بریت واضح اور اپنی عبارت کو اسلامی عبارت ثابت کر دیں۔ اگر مولوی اشرفعلی صاحب نہ آسکیں تو کسی کو اپنا وکیل بنا کر بھیج دیں، جس کی فتح وشکست تھانوی صاحب کی فتح وشکست ہو۔

چنانچہ مخالفین نے وعدہ کر لیا کہ مناظرہ میں مولانا اشرفعلی صاحب نہ آئے تو ان کا وکیل ضرور آئے گا۔ اہل سنت کی طرف سے حضرت حجۃ الاسلام کو مناظر منتخب کیا گیا اور یہ بات طے ہو جانے کے بعد ''فیصلہ کن مناظرہ'' کے عنوان سے اشتہار شائع کر دیا گیا۔ مگر جب مناظرے کا وقت آیا اور علمائے اہل سنت (مذکورہ والا) پہونچ گئے تو مولوی اشرفعلی تھانوی کسی صورت نہ خود مناظرے میں آنے کے لیے تیار ہوئے اور نہ ہی کسی کو اپنا وکیل بنا کر بھیجا۔

اہل سنت کی اس عظیم الشان فتح پر مرکزی انجمن حزب الاحناف کی طرف سے حضرت حجۃ الاسلام کے اعزاز میں ایک بہت بڑا جلسہ ہوا، جس میں آپ کی خدمت میں نذرانۂ عقیدت و ہدیۂ تہنیت پیش کیا گیا۔ بعض شعرا نے اس موقع سے متعلق نظمیں لکھیں، قصیدے پڑھے، نعرہائے تکبیر و رسالت اور ''حجۃ الاسلام زندہ آباد'' کے نعروں سے فضا گونج اٹھی، ایسا نورانی و پُرشکوہ منظر اہل لاہور نے شاید ہی کبھی دیکھا ہوگا۔

ڈاکٹر اقبال کی رائے: ''مولانا مرتضیٰ احمد خاں میکش، راوی ہیں کہ جب مسجد وزیر خاں لاہور میں علمائے کرام کے مابین حضور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ''علم غیب'' کے موضوع پر مناظرہ قرار پایا اور فریقین میں شرائط مناظرہ طے نہ ہونے کی صورت کی وجہ سے بحث بہت زیادہ طول پکڑ گئی (تو) معززین لاہور کے ایک وفد نے حضرت علامہ اقبال کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ ہم چاہتے ہیں کہ فریقین کے جید جید علما آپ کے سامنے آکر مناظرہ کریں اور آپ جو فیصلہ سنا دیں وہ عوام الناس کو سنا دیا جائے۔ علامہ مرحوم نے جب معززین سے یہ بات سنی تو بے اختیار ہو کر زار زار رونے لگے، جب آپ کی طبیعت بحال ہوئی تو حاضرین وفد نے رونے کا سبب دریافت کیا تو مرحوم فرمانے لگے کہ:

''آج کچھ علما حضور فداہ امی وابی وجدی علیہ السلام کے علم کو ناقص ثابت کرنے کے لیے آئے ہیں۔ مجھے آپ لوگوں کے ایمان پر تعجب ہے کہ آپ مجھ سے یہ فیصلہ کرانا چاہتے ہیں کہ حضور کا علم ناقص تھا یا

کامل؟ میرا تو ایمان ہے۔

چشم او از شست وخوب کائنات
درنگاہ او، غیوب کائنات

(ماہنامہ شمس المشائخ، بھیرہ ضلع سرگودھا نومبر ۱۹۳۸ء بحوالہ اقبال اور احمد رضا)

حضرت علامہ تقدس علی خاں بریلوی قدس سرہ (داماد حضرت حجۃ الاسلام) تحریر فرماتے ہیں:

''غالباً یہ ۱۹۳۴ء کا واقعہ ہے جب مسجد وزیر خاں لاہور میں آخری فیصلہ کن مناظرہ کا اہتمام کیا گیا تھا۔ حضرت حجۃ الاسلام قدس سرہ بنفس نفیس لاہور تشریف لے گئے تھے اور مولوی اشرفعلی تھانوی کو خصوصی دعوت دے کر ان کے لیے ڈبار یز روکر کے ان کی آمد کا انتظار کیا گیا تھا لیکن باوجود اصرار کے وہ نہیں آئے۔ اسی موقع سے کسی مقام پر حضرت حجۃ الاسلام اور ڈاکٹر اقبال کی ملاقات ہوئی۔ حضرت موصوف نے واپسی پر بریلی شریف کے چند احباب کے سامنے یہ تذکرہ فرمایا کہ دیوبندی حضرات کی گستاخانہ عبارتیں ڈاکٹر موصوف کے سامنے پڑھی گئیں تو ڈاکٹر صاحب نے بے ساختہ کہا: مولانا! یہ ایسی گستاخانہ عبارات ہیں کہ ان لوگوں پر آسمان کیوں نہیں ٹوٹ پڑتا؟ ان پر تو آسمان ٹوٹ پڑنا ہی چاہیئے۔''

(دعوت فکر ص ۱۰۶)

اسی دوران حاجی شمس الدین مرحوم جو حضرت مولانا شاہ سید دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مخلص عقیدتمندوں میں سے تھے، ایک روز علامہ اقبال مرحوم کو لے کر صدر دفتر حزب الاحناف لاہور آئے، مولانا حامد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ خلف اکبر فاضل بریلوی اور دیگر حضرات بھی موجود تھے۔ حضرت علامہ اقبال کے سامنے حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ نے ان مسائل متنازع پر ایسی واضح اور مدلل تقریر فرمائی کہ مجمع ششدر رہ گیا اور علامہ اقبال بے تاب ہو کر اس قدر روئے کہ گھگی بندھ گئی۔''

(امام احمد رضا اور ردّ بدعات ومنکرات، مطبوعہ لاہور ص ۳۳۷)

مناظرۂ لاہور کی فتح کے سلسلہ میں (مرید اعلیٰ حضرت) حاجی سید محمد ایوب علی قادری رضوی بریلوی علیہ الرحمہ کی ایک نظم کے چند اشعار ملے ہیں، وہ ہدیۂ ناظرین کرام ہیں۔

اے سنیوں کے پیشوا حامد رضا حامد رضا
کیا نام ہے پیارا ترا حامد رضا حامد رضا
چشم و چراغ اصفیاء شمع جمال اتقیاء
ممتاز خاصانِ خدا، حامد رضا حامد رضا
تاریکیاں ہیں ہر طرف، للہ کر دے برطرف
اے آفتاب پُر ضیا حامد رضا حامد رضا
گھر گھر ترا افسانہ ہے، ہر دل ترا دیوانہ ہے
اے جان عبدالمصطفیٰ حامد رضا حامد رضا
صورت ہے نورانی تری، سیرت ہے لاثانی تری
طینت ہے تیری مرحبا حامد رضا حامد رضا
ہندوستاں میں دھوم ہے، کس بات کی معلوم ہے؟
لاہور میں دولہا بنا، حامد رضا حامد رضا
سمجھے تھے کیا، اور کیا ہوا، ارمان ہی دل میں رہ گیا
تیرے ہی سر سہرا سجا حامد رضا حامد رضا
جلتے رہیں گے حاسدیں، ترے ہمیشہ بالیقیں
پھولے بھلے گا تو صدا حامد رضا حامد رضا

ایوب قصہ مختصر، آیا نہ کوئی وقت پر
تیرے مقابل منچلا، حامد رضا حامد رضا

مناظرۂ لاہور کی مفصل روداد ممبئی ''آخری فیصلہ کن لاہور کا مناظرہ'' کے نام سے شائع ہوئی۔ہم نے اس کا نام پہلے پہل ''تذکرۂ اکابر پاکستان'' میں دیکھا اور اس کے بعد حضرت مولانا علامہ عبدالحکیم شرف قادری فاضل لاہور سے گزارش کی کہ وہ اس کی زیروکس عنایت فرمائیں۔سال گزشتہ ممبئی کے سفر میں بھی اس روداد کی جستجو کی۔

ہفتہ روزہ الفقیہ امرتسر مؤرخہ ۷ر نومبر ۱۹۳۴ء میں حاجی جمال بھائی، قاسم بھائی، ساکن پادرہ ضلع بڑودہ گجرات نے ایک اشتہار ''مولوی اشرفعلی تھانوی کو ایک مرتبہ (پھر) مناظرہ کی آخری دعوت اور اتمام حجت'' نظر سے گزرا۔قیاس غالب ہے کہ اس کے محرر حضرت مولانا حشمت علی خاں لکھنوی علیہ الرحمہ ہیں۔اس اشتہار میں مناظرۂ لاہور کا بھی ذکر کیا گیا ہے اور معلومات افزا ہے۔(جو مندرجہ ذیل ہے)

''شعبان ۱۳۵۲ھ میں جلسہ مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور کے موقع پر آپ کے اتباع منظور سنبھلی، ابوالوفاء شاہجہاں پوری اور ابو القاسم شاہجہاں پوری نے آپ کا اور حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ مفتی حامد رضا خاں صاحب قادری قبلہ فاضل بریلوی دام ظلہم الاقدس کا ان ہی مواحث پر مناظرہ مقرر کیا اور یہ طے کیا کہ دونوں مناظروں میں سے جو مناظر میدان مناظرہ میں خود نہ آئے، نہ اپنا مجاز و ماذون مطلق وکیل بھیجے، اس کا ''فرار'' مسلّم فریقین ہوگا اور اس کی جماعت اس کی اختلافی تحریروں سے تحریراً نفرت و بیزاری کا اظہار کرے گی۔

لیکن ۱۵ر شوال ۱۳۵۲ھ کو ہندوستان بھر کے گوشے گوشے سے مناظرہ دیکھنے کے اشتیاق میں آنے والے تقریباً پندرہ ہزار مسلمانوں نے جامع مسجد وزیر خاں لاہور میں یہ منظر دیکھا کہ حضرت حجۃ الاسلام دام ظلہم العالی بنفس نفیس جماعت کثیرہ جماعت علمائے اہل سنت کے ساتھ میدان مناظرہ میں رونق افروز ہیں مگر آپ (تھانوی صاحب) نہ خود میدان میں آئے، نہ حضرت حجۃ الاسلام مدظلہم الاقدس کو یہ تحریر بھیجی کہ:

''آپ تھانہ بھون آجایئے اور میرے مکان پر آکر مناظرہ کر لیجئے کیوں کہ میں بیمار ہوں، سفر نہیں کرسکتا۔''

نہ وہ رجسٹریاں کہ حضرت ممدوح نے دربارۂ مناظرہ امضاء (ارسال) فرمائیں، حاصل کیں۔بلکہ منکر ہوکر واپس کردیں۔جو چھاپ چھاپ کر ملک میں فوراً شائع کردی گئیں۔

ان میں ایک رجسٹری جلسۂ مناظرہ (لاہور) میں انکاری ہوکر واپس آئی جسے جناب صدر نے مناظرے سے انکار پر محمول کرکے آپ کی شکست فاش کا اعلان کردیا۔

نہ کسی کو مناظرۂ لاہور کے لیے اپنا مجاز و ماذون مطلق وکیل بنا کر بھیجا (کہ) جس کا قول قول وقبول وعدول ونکول سب آپ کا قول و قبول وعدول ونکول ہوتا اور عاجز آنے پر آپ توبہ کرلیتے۔

بلکہ ایک ردّی پرچے پر مذبذبین، مترددین کو صرف عبارت ''حفظ الایمان'' کی تفہیم کی مہمل توکیل بنام حسین احمد ایودھیاباشی (حسین احمد ٹانڈوی) ومنظور سنبھلی، اسمٰعیل سنبھلی اور ابوالوفاء شاہجہاں پوری پیش ہوئی، (جو) فرضی وجعلی سمجھی گئی اور ہزارہا کے مجمع میں آپ کی شکست کا اعلان ہوا اور اس واقعہ کی تمام ملک میں اشاعت کی گئی۔''

(ماخوذ از حیات حجۃ الاسلام، ص ۴۸۱ تا ۴۲۸ دسواں باب، مصنفہ مفتی محمود احمد قادری رفاقتی، مظفر پوری)

بڑھتا ارتداد۔ اسباب اور تدارک

از۔مولانا غلام مصطفےٰ نعیمی، روشن مستقبل دہلی

دو تین دن سے سوشل میڈیا پر ایک مولوی کی پوجا والی ویڈیو وائرل ہے۔لوگوں کو حیرت ہے کہ ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ شخص کس طرح مرتد ہو سکتا ہے؟ جواب بے حد سادہ ہے، عالم ہو یا جاہل، جب دنیا ہی انسان کا پہلا اور آخری مقصد بن جائے تو انسان کسی بھی حد کو پار کر سکتا ہے، چاہے غیرت وخودداری ہو یا دین وایمان۔

دولت وشہرت کے لیے غیرت وایمان کا سودا عرصہ دراز سے چلا آ رہا ہے۔اب تک اس کھیل میں سیاست دان اور فلمی افراد ہی نظر آتے تھے لیکن اب مذہبی پہچان رکھنے والے لوگ بھی اس میدان میں قسمت آزمائی کر رہے ہیں۔حالیہ ویڈیو اسی بیمار ذہنیت کا ایک نمونہ بھر ہے، ورنہ ہمارے درمیان ایسے کتنے ہی لوگ موجود ہیں جو بس موقع ملنے کی تاک میں بیٹھے ہیں، جیسے ہی موقع ملا ایسے کتنے ہی ویڈیو سوشل میڈیا پر گردش کرتے نظر آئیں گے۔

اسباب کیا ہیں؟:ارتداد کے بنیادی اسباب میں لالچ اور خوف سب سے اہم ہیں۔موجودہ دور میں بھی یہی دو اسباب سب سے اہم نظر آتے ہیں لیکن ماضی اور حال کے ارتدادی واقعات میں بنیادی فرق ان ذرائع اور مقامات کا ہے جن کو سہارا بنا کر ارتداد کو مضبوطی سے پھلنے پھولنے کا موقع مل رہا ہے۔موجودہ دور کے ان ذرائع کی مختصر فہرست کچھ اس طرح ہے:

(۱)سنیما (۲)سیاست (۳)میڈیا (۴)خانقاہ ومزارات۔

مذکورہ ذرائع اور مقامات سے وابستہ افراد ارتداد کو سافٹ اور پرکشش انداز میں پیش کرتے ہیں۔جس کے باعث عام لوگ ارتداد کو نارمل سا عمل سمجھنے لگتے ہیں۔وقت کے ساتھ بڑھتی قربتیں، قربتوں کے بدلے ملتے انعامات، مزید ہمت بندھاتے ہیں۔اس طرح انسان آہستہ آہستہ پورے طور پر ارتداد کے پنجوں میں پھنس جاتا ہے۔طرفہ تماشا یہ کہ اپنے پھنس جانے پر انہیں افسوس نہیں، خوشی کا احساس ہوتا ہے:

ظالم تھا وہ اور ظلم کی عادت بھی بہت تھی
مجبور تھے ہم، اس سے محبت بھی بہت تھی

سنیما کے اثرات: سنیما سرے ہی سے مذہب مخالف انڈسٹری ہے۔مذہبی غیرت قربان کیے بغیر یہاں داخلہ ممکن ہی نہیں ہے۔پہلے مرحلے میں خاندانی غیرت اور کامیابی کے لیے مذہبی غیرت کی قربانی بنیادی شرط ہے۔یہی وجہ ہے کہ یہاں آکر اداکار ''یوسف خان'' کو ''دلیپ کمار'' اور اداکارہ ''مہ جبیں'' کو ''مینا کماری'' بننا پڑتا ہے۔تو شاہ رخ وسلمان جیسے اداکار علانیہ بت پرستی کرتے نظر آتے ہیں۔

موجودہ سیاست کے اثرات: سیاست میں مذہبی پہچان کے ساتھ آگے بڑھنے میں بڑی مشکلات ہیں۔غیر مذہبی شخص کے مقابلے مذہبی انسان کو دس گنا زیادہ محنت اور پچاس گنا زیادہ مخالفت جھیلنا پڑتی ہے۔بیگانوں سے زیادہ اپنے اور مخالفین سے زیادہ

حاسدین پریشان کرتے ہیں۔ یہاں کامیابی اور حصول منصب کا مختصر اور آسان راستہ مذہبی تصلب کو چھوڑنا ہے۔ مذہبی غیرت قربان والوں کو عہدہ ومناصب دئے جاتے ہیں۔ جس کے لیے اچھے خاصے پڑھے لکھے اور باشعور انسان بھی غیرت دینی کو قربان کرنے میں جھجک محسوس نہیں کرتے۔ سیاسی لیڈروں کی علانیہ بت پرستی کی کتنی ہی مثالیں ہمارے آس پاس موجود ہیں۔ گذشتہ دنوں رام مندر افتتاح کے موقع پر کتنے ہی نام نہاد مسلمانوں نے علانیہ بت پرستی کی۔

میڈیا کے اثرات: میڈیا کا حال بھی سیاست ہی کی طرح ہے، جہاں مذہبی تصلب کو راہ کا روڑا اور ترقی میں رکاوٹ سمجھا جاتا ہے اور کچھ حد تک بنایا بھی جاتا ہے۔ دولت وشہرت کے رسیا، مذہب کا سودا کرکے ارتداد کا راستہ اختیار کر لیتے ہیں۔ جس کے نتیجے میں وقتی طور پر ہی سہی، ان کی دنیوی خواہشیں ایک حد تک پوری ہو جاتی ہیں۔ میڈیا کے دائرے میں مین اسٹریم میڈیا کے ساتھ ساتھ سوشل میڈیا influencer بھی شامل ہیں، جو اپنے فالوورز/سبسکرائبر اور اشتہار دہندگان کی خوشی کے لیے کسی بھی حد تک جانے کو تیار رہتے ہیں۔ یہی مزاج ایک دن انہیں دینی حمیت سے بھی خالی کر دیتا ہے۔ یوں کہہ لیں کہ سنیما پہلے ہی قدم پر مذہب کی قربانی مانگتا ہے جب کہ سیاست اور میڈیا میں مذہبی پختگی راستے کی رکاوٹ بنتی آئی ہے۔ جلد باز اور لالچی لوگ زیادہ دیر تک خود کو روک نہیں پاتے اور نظریاتی طور پر گمراہی کی دلدل میں دھنستے چلے جاتے ہیں۔

نام نہاد کچھ خانقاہوں کا فتنہ: ہوسکتا ہے اس فہرست میں خانقاہ کا نام آپ کے لیے باعث حیرت ہو، لیکن حالات بتا رہے ہیں کہ مذہبی بے راہ روی میں دنیا پرست کچھ نام نہاد خانقاہیں بھی ایک مضبوط ذریعہ بنی ہوئی ہیں۔ جس کا سہارا لے کر لوگوں کے دینی تصلب پر شب خون مارا جارہا ہے۔ ''صوفیانہ رواداری'' کے نام پر ''کفریہ رسم ورواج'' کو اپنایا جارہا ہے۔ دشمنان دین کی عزت و پذیرائی کرکے دولت ومنصب حاصل کرنے کی ہوڑ سی لگی ہوئی ہے۔ اس ضمن میں ہم چند نکات کی طرف توجہ مبذول کرانا چاہتے ہیں جنہیں آج ہر ہوش مند اپنی نگاہوں سے دیکھ رہا ہے:

☆ ملک میں کئی مقامات پر بزرگان دین کے نام پر مندر بنائے جا چکے ہیں، جہاں عقیدت کے نام پر کھلے عام شرک کیا جارہا ہے۔ ایک مندر تو خاص اسی شہر میں بنایا گیا ہے جہاں ان کا مزار پاک موجود ہے۔ یوپی اور پنجاب میں کئی جگہ بزرگوں کے مجسمے رکھ کر انہیں کے نام کے مندر بنا لیے گیے ہیں۔

☆ کتنی ہی نام نہاد خانقاہوں میں پیروں کو سجدہ کیا جاتا ہے۔ اب تک اس گمراہی میں جہلا ہی مبتلا تھے مگر اب عالمانہ وضع رکھنے والے مولوی صورت بھی پیروں کو سجدہ کرنے لگے ہیں اور اسے درست ٹھہرانے کی زبانی وقلمی کوششیں بھی کر رہے ہیں۔

☆ اہل ہنود اور صاحبان اقتدار کی خوشی کی خاطر بعض نام نہاد خانقاہوں اور بعض مزارات میں ہولی، دیوالی جیسی کتنی ہی کفریہ رسمیں نہایت اہتمام کے ساتھ منائی جارہی ہیں۔ رواداری اور صلح کلیت کے نام پر مذہب بیزاری کو مسلسل بڑھاوا دیا جارہا ہے۔

مذکورہ حرکات کا تعلق فرد واحد یا کسی حادثاتی واقعے سے نہیں ہے۔ ایسے اقدامات کے پیچھے مکمل ایک نظریہ کارفرما ہے جس کی ترجمانی یہ لوگ کچھ اس طرح کرتے ہیں:

ہاتھ میں گیتا رکھیں گے
سینے میں قرآن رکھیں گے
میل بڑھائے جو آپس میں
وہی دھرم ایمان رکھیں گے

یعنی جس طرح سنیما، سیاست اور میڈیا سے وابستہ افراد دین و مذہب کو پامال کرنے اور ارتداد کو بڑھاوا دینے میں متحرک کردار ادا کر رہے ہیں، ویسا ہی کام اب کچھ دنیادار خانقاہوں اور مزارات سے وابستہ لوگ بھی انجام دے رہے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ فلمی، سیاسی اور میڈیائی لوگ دنیا کے نام پر دین برباد کر رہے ہیں تو کچھ طمع پرست نام نہاد خانقاہی لوگ دین کی بربادی کے لیے دین ہی کا نام استعمال کر رہے ہیں۔

ارتداد کے پھلنے پھولنے میں مذکورہ ذرائع آج بنیادی کردار ادا کر رہے ہیں۔ جن سے متاثر ہو کر عام لوگ بھی اس لعنت میں مبتلا ہو رہے ہیں۔

تدارک کیسے ہو؟: کسی بھی فتنے کا تدارک کرنے کے لیے عزم وہمت اور زمینی محنت کی ضرورت ہوتی ہے بشرطیکہ کوشش صحیح سمت میں کی جائے۔ اس ضمن میں چند اقدامات یہ بھی کیے جا سکتے ہیں:

☆ غیروں کے مذہبی تہواروں اور تقریبات میں شرکت سے پرہیز کریں، اولادوں کو بھی روکیں۔

☆ اسکولوں میں کلچرل پروگرام کے نام پر مسلم بچوں کو ہندو تہواروں میں شامل کرنے پر سخت رویہ اپنائیں۔ یہ آپ کا قانونی اور مذہبی حق ہے۔

☆ اپنے بچوں کو غیروں کے مذہبی کارٹون دیکھنے سے باز رکھیں۔ ننھا ذہن وہیں سے خراب ہوتا ہے۔

☆ خود کے اسکول/ کالج بنانے کی مہم چلائیں۔ صرف بنا کر مطمئن نہ ہوں، دینی مزاج کے ساتھ معیاری تعلیم بھی فراہم کریں۔

☆ ترجیحی بنیادوں پر کوچنگ سینٹر کھولیں۔ کوچنگ دینے والوں کی دینی تربیت بھی کریں۔ کلچرل پروگرام کے عنوان سے اپنی تہذیب کو عام کریں۔

☆ توحید و رسالت پر عام فہم انداز اور بہترین اسلوب میں مسلسل خطابات اور لکچر کرائے جائیں، جو ہمارے روایتی جلسوں سے ہٹ کر جدید انداز میں منعقد کیے جائیں۔ بولنے والے افراد موضوع پر مکمل دسترس رکھنے والے ہوں۔ جدید اعتراضات کا جواب دینے کا ہنر جانتے ہوں۔

☆ چھوٹے بچوں کو بچپن ہی سے ایمان سے محبت اور شرک سے بیزاری سکھائیں۔ بطور ہیرو صحابہ/ علما/ اولیا کا تذکرہ کریں۔ صحابہ، علما، اولیا کی بہادری، ہمت اور عقل مندی کے قصے سنائیں۔

☆ فرزندان مدارس کی فکری تربیت پر خصوصی توجہ دیں۔ اس کے لیے خصوصی کلاسیں اور خطابات کا اہتمام بھی کرایا جائے تاکہ بعد فراغت دشمنوں کا آلۂ کار بن کر قوم کی گمراہی کا ذریعہ نہ بن سکیں۔

☆ سوشل میڈیائی ذرائع کا مذہبی کاز کے لیے ماہرانہ استعمال کریں۔ اچھی اسکرپٹ اور عمدہ پیش کش کے ذریعے اپنے نظریات کی تشہیر کریں۔

☆ فلم انڈسٹری کے گھناؤنے سچ کو مہارت وسنجیدگی سے اجاگر کریں۔ چمکتے پردے کے پیچھے چھپی کالی داستانوں کو اچھی طرح ایکس پوز کریں، تاکہ انہیں آئیڈیل ماننے والے نوجوانوں پر ان کی حقیقت اچھی طرح ظاہر ہو۔

☆ سیاسی طور پر ہمیشہ اس انسان کا ساتھ دیں جو کم از کم اسلامی عقیدے پر پختہ ہو، کفر وشرک کے معاملے میں کمزور نہ ہو۔شرکیہ امور پر لچک رکھنے والے لیڈر کی ہرگز ہرگز حمایت نہ کریں، بھلے ہی وہ کتنا ہی کام آنے والا ہو۔ایسوں کی حمایت سے ہی دوسروں کو بھی دین بیزاری کی ترغیب ملتی ہے۔

☆ خانقاہی نسبتوں کے نام پر کسی بھی دین بیزار پیر کے دھوکے میں نہ آئیں۔احترام کے نام پر سجدے کرانے والے ہوں، یا رواداری کے نام پر ہولی، دیوالی منانے والے، ایسے تمام لوگوں سے ہر قسم کے معاملات وتعلقات منقطع کرلیں۔

☆ کسی سیاسی یا سماجی معاملہ کی حمایت کی بنا پر کسی بھی نیوز اینکر کے معتقد نہ بنیں۔غلط بات پر تنقید اور ٹوکنے کا مزاج بھی رکھیں۔

اس کے علاوہ جو بھی مفید اقدامات ہوں انہیں اختیار کیا جائے تا کہ ہماری نسلیں ارتداد کے طوفان سے اپنا ایمان محفوظ رکھ سکیں۔

یاد رکھیں! اگر آج ہم نے اس عنوان کی حساسیت کو نہیں سمجھا اور اس کے تدارک کی سنجیدہ کوششیں نہیں کیں تو عوام کے ساتھ ساتھ علما ومشائخ کا لباس پہننے والوں میں بھی ارتداد کا ایسا طوفان آئے گا جس سے ملت اسلامیہ کو ناقابل تلافی نقصان اٹھانا پڑے گا۔اس لیے اٹھیں اور اپنی جدو جہد سے اندھیری رات کے سینے پر حق وصداقت کا سورج اُگا کر قوموں کا مستقبل روشن کرنے کی کوشش کریں۔

سیاہ رات نہیں لیتی نام ڈھلنے کا
یہی تو وقت ہے سورج ترے نکلنے کا

☆

شملہ کی مسجد

اپنی ٹھنڈک اور سکون کے لیے مشہور شملہ (Shimla) ان دنوں مسلم دشمنی کی آگ میں سلگ رہا ہے۔پرسکون وادیاں بھڑکاؤ نعروں سے گونج رہی ہیں۔یہ سارا ہنگامہ شملہ سے آٹھ کلو میٹر دور آباد ''سنجولی'' نامی شہر میں چل رہا ہے۔جہاں ہندو عوام ایک مسجد کو منہدم کرنے کے لیے پولیس سے ٹکرا رہے ہیں۔شکر ہے کہ اب تک پولیس نے طاقت کا استعمال کر کے ہجوم کو روک رکھا ہے، اگر پولیس ذرا بھی کمزور پڑی یا بھیڑ ذرا سی بھاری پڑی تو دن کے اجالے میں ایک اور مسجد شہید کر دی جائے گی۔

معاملہ کیا ہے؟ شملہ سے محض آٹھ کلو میٹر دوری پر سب ڈویژن شہر سنجولی (Sanjauli) آباد ہے۔یہاں اگست 2024 میں دو لوگوں کے درمیان جھگڑا ہوا تھا۔جس میں ان کے دوست بھی شامل تھے۔ایک شخص کو کچھ چوٹیں آئیں، جو اتفاق سے مقامی ہندو تھا جب کہ پیٹنے والے لڑکے بنیادی طور پر بغل کی ریاست سے تھے اور مسلمان تھے۔دوران مار پیٹ مسلمان لڑکے بچنے کے لیے مسجد میں گھس گیے۔پولیس نے بروقت کاروائی کی اور پیٹنے والے لڑکوں کو گرفتار کر لیا۔اسی معمولی جھگڑے کو شدت پسندوں نے ہندو مسلم منافرت کا روپ دے کر مسجد کو نشانے پر لے لیا۔دو ستمبر۲۰۲۴ء کو ہندو عوام کو مشتعل کر کے مسجد کے سامنے ہنومان چالیسا کا پاٹھ کیا اور اب مسجد کو غیر قانونی بتاتے ہوئے اسے شہید کرنے کا مطالبہ کیا جارہا ہے۔

مقامی مسلمانوں اور وقف بورڈ کے مطابق مسجد وقف کی

زمین پر بنی ہے۔فی الحال مسجد پانچ منزلہ عمارت میں قائم ہے۔ مسجد کی ایک دیوار اور اوپر کی منزلوں پر 2010 میں قانونی منظوری کو لیکر تنازعہ ہوا تھا جس کا مقدمہ میونسپلٹی کورٹ میں زیر سماعت ہے۔ مقدمے کو چلتے ہوئے چودہ سال گزر گیے، آج تک کوئی ہنگامہ یا تنازع نہیں ہوا، کیوں کہ سارا معاملہ مسجد انتظامیہ اور میونسپلٹی کے مابین تھا لیکن اچانک ہوئے اس جھگڑے کو بنیاد بنا کر مسلمانوں کے خلاف ایک بڑا محاذ کھول دیا گیا ہے۔

یہ کون سی ذہنیت ہے؟ حالیہ معاملہ دو لوگوں کے درمیان مار پیٹ کا تھا جسے زبردستی دو مذہبوں کے درمیان کشیدگی کا بنا دیا گیا۔ مسجد کا معاملہ چودہ سال سے کورٹ میں زیر سماعت ہے مگر ہندو عوام کورٹ کی پرواہ کیے بغیر خود مسجد گرانا چاہتے ہیں، آخر کیوں؟ کیا صرف اس لیے کہ ہماچل پردیش میں ہندو پچانوے (95) فیصد اور مسلمان محض دو فیصد ہیں۔ یہ انصاف کا مطالبہ نہیں۔اپنی تعداد کا گھمنڈ ہے جس کی وجہ سے ہندو عوام پولیس تک کو پتھر مار رہے ہیں۔ انہیں نہ تو صوبے کی حکومت پر یقین ہے، نہ کچہری میں بیٹھے ہوئے ججوں پر، حالانکہ دونوں ہی جگہ ان کے ہی ہم مذہب لوگ ہیں۔اس کے باوجود شدت پسندوں کا ہجوم حکومت/کورٹ سب کو بالائے طاق رکھ کر طاقت کے زور پر فیصلہ کرنا چاہتا ہے۔

احتجاجی مظاہرین کے نعرے ان کی ذہنیت کا کھلا اعلان کر رہے ہیں کہ معاملہ نہ تو مار پیٹ کا ہے اور نہ غیر قانونی تعمیر کا، اصل معاملہ مسلمانوں کو ہماچل پردیش سے بے دخل کرنے کا ہے، اسی لیے احتجاجی مظاہرین ایسے نفرت انگیز نعرے لگا رہے ہیں:

آگیے ہیں ویر شواجی ☆ بھاگیں گے اب ملا قاضی

دیو بھومی کو بچانا ہے ☆ مُلّوں کو بھگانا ہے

کوئی بتائے گا کہ یہ نعرے کس ذہنیت کے تحت لگائے جا رہے ہیں؟ ہماچل پردیش ہندوستان کا حصہ نہیں ہے؟ یا یوپی اور بنگال امریکہ کا حصہ ہیں؟ جو یہاں کے لوگ وہاں کاروبار نہیں کر سکتے؟ آباد نہیں ہو سکتے؟

مَن میں چھپی اسلام دشمنی کو لوگوں کے آپسی جھگڑے یا کسی عمارت کے مقدمے کی آڑ میں نکالنا، مذہب کی بنیاد پر علاحدگی پسندی کا راگ الاپنا، مسلمانوں ہی کا نہیں اس ملک کا بھی زبردست نقصان ہے۔کیا ہماچل پردیش کے لوگ دہلی، ممبئی اور ملک کے دوسرے حصوں میں کام نہیں کرتے؟ اگر کل دوسرے صوبوں کے لوگ بھی یہی رویہ اپنا لیں تو کیا ہوگا؟

ہماچل جانے والے ٹورسٹ ہوں، یا ہماچلی سیب کے کاروباری، دونوں ہی میں اکثریت دوسرے صوبوں کے عوام اور کاروباریوں کی ہے، جن میں مسلمان بھی اچھی خاصی تعداد میں ہیں، اگر نفرت کی لپٹیں ان تک پہنچ گئیں تو اس میں نقصان کس کا ہوگا؟

یاد رکھیں! ملک کا کوئی بھی حصہ کسی کی تنہا جاگیر نہیں ہے۔ یہ ملک یہاں موجود ہر مذہب کے پیروکاروں کا ہے۔ ہندو ہو یا مسلمان، سکھ ہو یا عیسائی، اس لیے تعداد کے زور پر دہشت گردی بند کریں۔خود بھی سکون سے رہیں اور دوسروں کو بھی سکون سے رہنے دیں۔ ”لا اینڈ آرڈر“ عوام کا نہیں حکومت اور کورٹ کچہریوں کا مسئلہ ہے۔ انہیں پر چھوڑ دیں۔اسی میں ملک کی بھلائی اور ترقی ہے۔

☆

اسرائیل اور لبنان وایران

از۔مولانا طارق انور مصباحی (کلکتہ)

اسرائیل کی جانب سے لبنان پر مسلسل فضائی حملوں کے بعد حزب اللہ نے اسرائیل سے کھلی جنگ کا اعلان کر دیا تھا۔اس کے بعد حالات کنٹرول سے باہر ہو چکے تھے۔اسی درمیان اسرائیل اور اس کے حامی ممالک نے حزب اللہ سے ۲۱/دنوں کے لیے جنگ بندی بات کی۔حزب اللہ کے سربراہ حسن نصر اللہ (۱۹۶۰ء-۲۰۲۴ء) نے اس جنگ بندی کو قبول کر لیا تھا اور مزید باتیں ہونے والی تھیں کہ اسی درمیان ۲۷/ستمبر ۲۰۲۴ء کو حزب اللہ کے صدر دفتر واقع بیروت پر اسرائیل نے سخت فضائی بمباری کی۔اسی بمباری کے سبب حسن نصر اللہ کی موت واقع ہوگئی ،لیکن حسن نصر اللہ کے بعد بھی حزب اللہ زندہ ہے جیسے اسماعیل ہانیہ (۱۹۶۲ء-۲۰۲۴ء) کی موت کے بعد بھی حماس یہودیوں سے مقابلہ آرائی کر رہا ہے۔

ایرانی صدر ابراہیم رئیسی (۱۹۶۰ء-۲۰۲۴ء) کی موت کے بعد بھی چند دنوں قبل ایران نے اسرائیل پر سخت حملہ کیا اور ساری دنیا کے اس تصور کو چکنا چور کر دیا کہ اسرائیل ناقابل تسخیر ہے۔ایرانی حملے سے اسرائیل کو سخت نقصان پہنچا۔آئرن ڈوم بھی ناکام ہوا۔

امریکہ اعلانیہ طور پر اسرائیل کے ساتھ ہے اور بہت سے یورپی ممالک پوشیدہ طور پر اسرائیل کے ساتھ ہیں۔اسرائیلی پرائم منسٹر نے بھی اس کا اعتراف کیا ہے کہ یورپی ممالک غیر اعلانیہ طور پر اسرائیل کے ساتھ ہیں۔

دراصل یہ فلسطین واسرائیل کی جنگ نہیں، بلکہ ''ہلال وصلیب'' کی جنگ ہے جس کو یہودی حکومت ہوا دے رہی ہے۔ ابھی فرانس اسرائیل کی مخالفت کر رہا ہے،لیکن یہ بھی زبانی مخالفت ہے یا پھر گہری سازش ہے۔

چند دہائی قبل کا حال یہ تھا کہ اسرائیل جس ملک پر چاہتا، اس پر ہوائی حملے کر کے اپنی فوجی برتری منوا لیتا تھا،لیکن اب حال یہ ہے کہ اسرائیل کے فضائی حملوں کے جواب میں مختلف قسم کے فضائی حملے کیے جاتے ہیں۔راکٹ،میزائیل،ڈرون وغیرہ سے اسرائیل دہکتا اور دہلتا رہتا ہے اور آئرن ڈوم بھی چھوٹی ہانڈی کی طرح صرف سائرن بجاتا ہے اور ہوائی حملوں کو روکنے میں ناکام رہتا ہے۔ دراصل آئرن ڈوم اب پیپر ڈوم ہو چکا ہے۔

پہلے اسرائیل دیگر ممالک کو نیوکلیئر حملوں سے ڈراتا تھا، لیکن اب اسے یہ ڈر ہے کہ جواب میں بھی نیوکلیئر حملے ہوں گے، کیوں کہ جس طرح اسرائیل کے پاس غیر قانونی طور پر نیوکلیئر ہتھیار ہیں،اسی طرح دوسروں کے پاس بھی نیوکلیئر ہتھیار ہو سکتے ہیں۔

اسرائیل نے سوچا تھا کہ وہ چند ماہ میں حماس کا نام ونشان مٹا دے گا،لیکن اب یہ خطرہ بڑھتا جا رہا ہے کہ کہیں چند ماہ میں اسرائیل کا نام ونشان نہ مٹ جائے۔اسی خوف سے کئی لاکھ یہودی اسرائیل چھوڑ کر دوسرے ممالک بھاگ چکے ہیں۔

ابابیل کی جگہ میزائل کی بارش: موسم برسات میں ہر چہار جانب سے اسرائیل پر میزائلوں کی بارش ہو رہی ہے۔ایک جانب

سے حزب اللہ، دوسری جانب سے انصار اللہ، تیسری جانب سے حماس اور چوتھی جانب سے عراقی جنگجو میزائلوں، راکٹوں اور ڈرون کی بارش برسا رہے ہیں۔ جھوٹ بولنا یہودیوں کی خاندانی عادت ہے۔ اگر پانچ سو یہودی مریں گے تو اسرائیل کہے گا کہ پانچ یہودی زخمی ہوئے ہیں۔

اسرائیل کے پاس امریکہ و یورپ کا دیا ہوا فرسٹ کلاس جنگی جہاز ہے جس سے وہ غزہ پٹی، لبنان اور شام کے سرحدی علاقوں پر سخت بمباری کر رہا ہے۔ مگر جس گھڑی کا کئی ماہ سے انتظار کیا جا رہا تھا، وہ وقت آ پہنچا۔ اب کھلی جنگ شروع ہو چکی ہے۔ ایران بھی میدان میں اتر چکا ہے۔

اسرائیل میں خوف و ہراس: چوں کہ اکثر میڈیا والے اسلام دشمنی میں اسرائیل کے طرف دار ہیں، لہٰذا یہ لوگ صرف اسرائیلی حملوں کی تفصیلات بتاتے ہیں اور یہودیوں کی ناکامیوں کو چھپاتے ہیں۔ نیز یہ بات بھی ساری دنیا کو معلوم ہے کہ اسرائیل کے ساتھ امریکہ اور یورپ کھڑا ہے، لیکن سب لوگ ایک سال سے صرف کھڑے ہی ہیں۔ آج تک نہ غزہ پٹی پر قبضہ ہو سکا، نہ ہی لبنان کے علاقوں میں اسرائیلی فوج گھس سکی ہے، بلکہ لبنان کے سرحدی علاقوں سے لاکھوں غاصب یہودی (سیٹلرز) بھاگ کر سنٹرل اسرائیل میں پناہ لے چکے ہیں اور دسوں لاکھ یہودی اسرائیل چھوڑ کر دیگر ممالک بھاگ چکے ہیں۔ بہت سے فوجی افسران بھی استعفیٰ دے چکے ہیں اور بے شمار لوگ فوج میں شامل ہونے سے انکار کر چکے ہیں۔

مغربی ممالک کی منافقت: جب اسرائیل لبنان وغزہ یا شام پر حملہ کرتا ہے اور ہزاروں کی تعداد میں لوگ زخمی ہوتے ہیں اور بہت سے لوگ ہلاک ہو جاتے ہیں، تب مغربی ممالک اندر ہی اندر خوش ہوتے ہیں اور جب اسرائیل پر حماس و حزب اللہ اور حوثی جنگجوؤں کے حملے تیز ہو جاتے ہیں اور یہودی مرنے لگتے ہیں، تب مغربی ممالک اقوام متحدہ میں جنگ بندی کی تجویز پیش کرتے ہیں۔ حالیہ دنوں میں بھی مغربی ممالک کی طرف سے اقوام متحدہ میں جنگ بندی کی تجویز پیش کی جا چکی ہے۔ مغربی ممالک کی جانب سے جنگ بندی کی قرارداد یا مذاکرات کی تجویز پیش کی جائے تو سمجھ جائیں کہ یہودی مارے جا رہے ہیں اور اسرائیل مسلم جنگجوؤں کے مقابلہ میں ناکام ہو رہا ہے۔

ایران نے اسرائیل کا نشہ اتار دیا: اسرائیل غزہ پٹی کو تباہ و برباد کرنے کے بعد لبنان پر مسلسل بمباری کر رہا تھا۔ یمن پر بھی اس نے بمباری کی تھی۔ ۵۷/اسلامی ممالک بہت کچھ سوچ کر بھی امریکہ کے خوف سے خاموش تھے۔ سارے جہاں کے مسلمان غم زدہ تھے کہ یکم اکتوبر اور دو اکتوبر کی رات کو ایران نے اسرائیل پر میزائلوں کی بارش برسا دی۔ اسرائیل لبنان پر فضائی حملوں کے بعد ایران پر حملے کی دھمکیاں دے رہا تھا۔ ایران نے پیش قدمی کرتے ہوئے امریکہ و اسرائیل کا بھرم توڑ دیا اور زبردست فضائی حملہ کیا۔ اسرائیل ہرگز اپنا نقصان نہیں بتائے گا، لیکن نقصان ضرور ہوا ہے۔

جب اسرائیل کمزور نظر آنے لگے گا، تب امریکہ اور مغربی ممالک جنگ بندی کی قرارداد لائیں گے۔ اگر اسرائیل مضبوط ہو تو چاہے وہ لاکھوں انسانوں کا قتل عام کر دے، امریکہ و مغربی ممالک

اسرائیل کی حمایت کرتے رہیں گے۔غزہ پٹی میں اسرائیل نے دو لاکھ سے زیادہ عوام کو ہلاک اور زخمی کیا ہے،لیکن اسرائیل کو کوئی روکنے والانہیں۔

ابھی اسرائیل نے ایران پر جوابی کاروائی نہیں کی ہے۔ اب دیکھنا ہے کہ امریکہ کیا کرتا ہے۔یمن تو امریکہ اور مغربی ممالک کو حواس باختہ کر چکا ہے۔اب ایران کو اپنا جوہر دکھانا ہے۔خبر کے مطابق اسرائیل جلد ہی ایران پر حملہ کرے گا،لیکن ایران اسرائیل سے زیادہ طاقت ور ہے اور حماس،حزب اللہ وانصاراللہ کو بھی ایران سے ہتھیار ملتے رہتے ہیں،جیسے امریکہ ویورپ سے اسرائیل کو ہتھیار فراہم ہوتے رہتے ہیں۔

حزب اللہ کے سربراہ حسن نصراللہ کے مارے جانے کے بعد یہ اندازہ لگایا جارہا تھا کہ حزب اللہ اب ختم ہوجائے گا مگر خبررساں ایجنسیوں کے ذریعہ مستقل ابھی بھی یہ خبریں آرہی ہیں کہ لبنان و بیروت پر اسرائیل کے زبردست مسلسل ہونے والے فضائی حملوں کے باوجود ایک طرف حزب اللہ کے جنگجو اسرائیل پر برابر روکٹ سے حملے کررہے ہیں تو وہیں دوسری طرف حماس کے جنگجو بھی مسلسل حملے کرکے اپنا دم خم دکھارہے ہیں۔ایران،حزب اللہ،حوثی اور حماس کے جنگجوؤں کے ان حملوں نے اسرائیل کے شہریوں کو خوف وہراس میں مبتلا کررکھا ہے اور وہاں کی بڑی آبادی اس وقت ڈپریشن کا شکار ہوکر اپنی حکومت سے بدگمان ہے۔اپنے شہریوں کی اسی ناراضگی کو مد نظر رکھتے ہوئے اسرائیلی وزیراعظم نیتن یاہو جھنجھلاہٹ میں پے در پے کبھی لبنان تو کبھی فلسطین وغزہ اور کبھی یمن وشام میں فضائی حملے کروارہے ہیں۔یہ حملے بھی زیادہ تر یہاں کے عام شہریوں،بچوں، بوڑھوں اور عورتوں پر ہوتے ہیں۔اسرائیلی فضائی حملوں کا شکار زیادہ تر عام آبادی یہاں تک کہ اسپتال اور اسکول بنتے ہیں۔مسلم جنگجو کم مرتے ہیں مگر عام لوگ زیادہ ہلاک ہوتے ہیں۔اس کے برخلاف مسلم جنگجو جب اسرائیل پر راکٹ یا میزائل وڈرون وغیرہ سے حملے کرتے ہیں تو ان کے نشانہ پر صرف فوجی وعسکری ٹھکانے اور عمارتیں ہوتی ہیں۔عام اسرائیلیوں کو یہ لوگ نشانہ نہیں بناتے۔یہی وجہ ہے کہ ان حملوں میں اسرائیل کے شہریوں کی ہلاکت پر مبنی خبریں نہیں آپاتیں۔

وجہ یہ ہے کہ مذہب اسلام میں عام شہریوں پر حملہ کی اجازت نہیں ہے،لہٰذا مسلم فوجیں عوام پر حملہ سے پرہیز کرتی ہیں۔ یہود ونصاریٰ عام طور پر فضائی حملے کرکے کثیر تعداد میں عام شہریوں کو ہلاک کرکے خوف وہراس پیدا کردیتے ہیں۔یہود ونصاریٰ جو خود کو انسانیت کا علم بردار کہتے ہیں،وہ درندوں سے بھی بدتر ہیں۔ان کے قول وفعل میں یکسانیت نہیں ہے۔خود مغربی ممالک کے غیر جانبدار اور قدرے جذبۂ انسانیت رکھنے والے کچھ لوگوں نے سخت لب ولہجے میں اپنی حکومتوں پر تنقید کی ہے یہاں تک کہ پچھلے ہفتے امریکہ کے محکمۂ صحت سے متعلق ۹۹/ڈاکٹروں وغیرہ نے اپنی حکومت کو خط لکھ کر سخت انداز میں غزہ کے اندر اسرائیلی حملے روکنے اور رکوانے اور اپنے ملک سے اسرائیل کو ہتھیار سپلائی نہ کرنے کی اپیل کی ہے اور کہا ہے کہ غزہ میں ہم نے بےقصور بچوں،عورتوں اور ایسے لوگوں کو امریکہ کے دیئے ہوئے ہتھیاروں اور بموں سے مرتے ہوئے دیکھا ہے کہ جن کا نہ تو حماس سے کوئی تعلق ہے اور نہ ہی جنگ وجدال سے۔اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو ظالموں کے ظلم وستم سے محفوظ وماموں فرمائے۔(آمین)

شانِ رسالت میں توہین و گستاخی اور ہماری اخلاقی ذمہ داریاں

از۔مولانا غلام مصطفیٰ رضوی، نوری مشن مالیگاؤں

موجودہ دور میں ہر طرف اسلام دُشمن مشنریاں مسلمانوں کا ایمان کمزور کرنے کے لیے جی جان سے لگی ہوئی ہیں۔ یہود و نصاریٰ کے ساتھ ساتھ مشرکین کی بھی ریشہ دوانیاں عروج پر ہیں۔ جس کے چند پہلو اس طرح اُبھر کر سامنے آ رہے ہیں:

☆اقتدار کے نشے میں حکومت کی شہ پر ہند میں لگاتار رسول اللہ ﷺ کی بے ادبی و توہین کی جا رہی ہے، جو توہین کرتا ہے وہ باطل کی صفوں میں ہیرو بنا دیا جاتا ہے۔ کتنے ہی لیڈروں نے ارتکابِ توہین کیا اور قانونی کارروائی تک نہیں ہو سکی۔

☆ مشرکین کے مذہبی پیشواؤں کے ذریعے بھی لگاتار توہین آمیز باتیں سامنے آ رہی ہیں۔ حالیہ واقعہ میں درجنوں مقامات پر عاشقانِ رسول نے ایف آئی آر درج کروائیں لیکن شاتم کی گرفتاری محض خانہ پری محسوس ہو رہی ہے۔ جب کہ سخت دفعات کا اطلاق لازمی تھا۔ ایسا لگتا ہے کہ توہینِ رسالت کا معاملہ سوچی سمجھی سازش ہے جس میں اقتدار اعلیٰ شریک و سہیم ہے۔

☆عالمی سطح پر مستشرقین یورپ، لبرلز، ملحدین کی جانب سے پے در پے اسلامی قوانین، شعائر، سیرت پر حملے ہوتے رہے ہیں۔ ان سے متاثر ہو کر دانش وروں کا ایک طبقہ بھی سامنے آیا جو آزادیِ اظہار رائے کی آڑ لے کر توہین کو جواز فراہم کرنے کی کوشش میں لگاتار سرگرم ہے۔ یہ کیسی آزادیِ اظہار رائے ہے کہ محسن انسانیت ﷺ کے احسانات بھلا کر ان کے تاباں کردار پر حملے کیے جائیں، ان کی پاکیزہ حیات پر جنبش لب کشائی کی جائے اور اسے آزادیِ اظہار کا نام دیا جائے۔ یہ محض اسلام دشمنی کا بدترین اظہار ہے اور آزادیِ اظہارِ رائے کا ڈھکوسلا۔

☆ایک شخص رسول اللہ کی توہین کرتا ہے اور قرآن مقدس پر اعتراض، پھر یہاں کا گودی میڈیا اسے پسند کرتا ہے۔ X پر اسلام دشمن اس کی تائید کر کے حق پر حملے کرتے ہیں۔ مرتکب شخص بعد میں خانہ پری کے لیے معذرت چاہتا ہے لیکن اس کے مقاصد اور مہم کامیاب ہو چکے ہوتے ہیں۔

☆فلسطین میں لگاتار مسلمانوں کا قتل عام کیا جا رہا ہے اس درمیان مساجد اور ثقافتی آثار چن چن کر تاراج کیے گئے۔ وہاں پر قرآن مقدس کی بے حرمتی کی گئی۔ پھر عالمی طاقتوں کے ذریعہ اس بات کا اظہار کہ یہ معرکہ تہذیبوں کا تصادم ہے۔ یہ بھی اسلام دشمنی کا برملا اظہار ہے۔ اس پر مسلم مملکتوں کی مجرمانہ غفلت، اسلام دشمن عناصر سے مرعوبیت کی غماز ہے۔

اسلام کے بڑھتے ہوئے سیلِ رواں سے مغربی قوتیں اور اسلام دشمن لابی حواس باختہ ہے۔ یہاں ہند میں بھی لگاتار اسلامی قوانین کے خلاف بل پاس کرنا، قوانین کا اجرا، مسلمانوں کی مذہبی آزادی پر حملہ، اسلامی پردہ کے خلاف زہر افشانی، بھگوا دہشت گردی

یہ سب رسول اللہ ﷺ سے بغض اور اسلام سے حسد کے نتائج ہیں۔

بہر کیف! ان تمام محرکات کے نتیجے میں نہ ہی اسلامی رخ پر دھول جمے گی نہ ہی اسلام کے بڑھتے ہوئے سیلِ رواں میں کوئی رکاوٹ آئے گی۔ بلکہ وادیاں نغماتِ توحید و رسالت سے گونج رہی ہیں اور گونجتی رہیں گی۔

ماہِ میلادِ نبی ﷺ ابھی ابھی گزرا۔ جس میں رسول اللہ ﷺ کی ولادت پاک کا عظیم لمحہ عطا ہوا۔ جب کہ اگلا میلاد پاک ۱۵۰۰؍سالہ میلاد ہوگا۔ جسے تحفظ ناموس رسالت کے لیے پورے سال اہتمام کے طور پر منایا جانا چاہیے۔ ان نکات کو مدنظر رکھ کر اس لمحۂ مبارک کو ہم حوصلہ افزا نتائج میں تبدیل کر سکتے ہیں:

☆ اظہارِ محبت رسول ﷺ سے نسلوں کے دل و دماغ میں عشق رسول ﷺ کی تپش پیدا کریں۔

☆ گھر گھر درود و سلام کی محافل سجائیں اور محبتِ رسول ﷺ پروان چڑھائیں۔

☆ سبز گنبد سے مرصع طغرے احترام سے لگائیں کہ اس سے بھی مشرکین اور رسول اللہ ﷺ کے گستاخ جلتے ہیں۔

☆ مطالعۂ سیرت کا ذوق پروان چڑھائیں۔ گھر گھر سیرتِ مصطفیٰ ﷺ از علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی کا درس دیں۔ انفرادی و اجتماعی طریقے سے کتاب کی خواندگی کریں۔

☆ نعت رسول ﷺ پڑھیں پڑھائیں، بچوں کو سکھائیں۔ عربی زبان میں مقبول اسلامی نغمہ قصیدۂ بردہ شریف اور اردو زبان میں اعلیٰ حضرت کا سلام ''مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام'' بچوں کو رٹائیں کہ محبت رسول ﷺ کا نقش دل و دماغ پر بچپن سے ہی ثبت ہو۔

☆ بیواؤں، غریبوں، ناداروں اور مریضوں کی ہمیشہ مدد کریں۔ نوری مشن سے اس سمت بعض مواقع بالخصوص عید میلاد النبی ﷺ پر فوڈ پیکج تقسیم کیے جاتے ہیں۔ اس طرز کے کام انفرادی و اجتماعی طور پر انجام دیے جائیں۔ کسی کی مدد کی جائے تو مکمل عزت و تکریم کے ساتھ کہ دل پر بار نہ گزرے۔

☆ مستحق و نادار مریضوں کے علاج مکمل عزت کے ساتھ کروائے جائیں۔ انھیں سہارا دیا جائے۔

☆ مسلم معاشرے میں برائیوں کے خاتمہ کی تدابیر اختیار کی جائیں۔ نشہ سے نوجوانوں کو بچایا جائے۔ بری عادتوں کی حوصلہ شکنی کی جائے۔ غریب بچیوں کے رشتہ کے لیے اصحابِ ثروت و اصحابِ رسوخ از خود حصہ لیں کہ فتنۂ ارتداد کی سازشیں ناکام ہوں۔

☆ بعض ایسے لوگ بھی ہیں جو دینی تقاریب پر تنقید کرتے ہیں، شرک و بدعت جیسے حکم لگاتے ہیں، ایسے کم فہم افراد کو تنقید سے گریز کرنا چاہیے، یہ دیکھنا چاہیے کہ ہر روز توہین رسالت کا ماحول گرمایا جا رہا ہے جس کے سدِ باب کے لیے محبت رسول ﷺ کا اظہار سنہرا موقع ہے کہ اس کے لیے مختلف تدابیر، شرعی احاطے میں کرنا سعادت مندی ہے۔

☆ بھوکوں کو کھانا کھلائیں کہ یہ بہت پسندیدہ عمل ہے۔ اسی عمل کی تقویت کے لیے بزرگوں نے لنگر و نیاز کا مزاج دیا کہ یہ مبارک عمل پروان چڑھے۔ یوں بھی اس ماہ ربیع الآخر میں نیاز غوثیہ کا رواج ہے۔

☆ طلبہ کو حصولِ علم میں مدد دیں۔ یوں ہی اشاعتِ علم دین کے مراکز کو تقویت دیں۔ طلبہ کی کفالت کریں۔ تعلیمی اشیا سے مدد کریں۔ تعلیمی مصارف کا بار اُٹھائیں۔

اظہارِ محبت رسول ﷺ کا تقاضا ہے کہ ناموسِ رسالت ﷺ کی نسبت سے احترام و ادب بڑھانے والے معاملات انجام دیں۔ اسلامی احکام پر عمل کریں۔ اپنی تہذیب، تمدن و ثقافت پر ناز کریں۔ مغربی کلچر کو حقیر جانیں۔ نمازوں کی پابندی کریں۔ فرائض و

واجبات پرعمل کریں۔ ایک دوسرے کے حقوق ذمہ داری سے ادا کریں۔کسی سے قرض لیا ہوتو اولین فرصت میں واپس کریں۔ معاملات درست رکھیں۔کسی کا مالِ ناحق لیا ہوتو لوٹا دیں۔ یاد رکھیں! اخلاقی خوبیاں ہوں گی تو آپ کی زندگی ایک خوبصورت زندگی ہوگی ورنہ آپ آئیڈیل نہیں بن پائیں گے۔اللہ تعالیٰ ہمیں نیک اعمال کرنے اور لوگوں کونیک راہ پر چلنے کی تلقین کرنے کی توفیق بخشے۔آمین۔

زہے عزت و اعتلائے محمد
کہ ہے عرش حق زیر پائے محمد
خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد

توبہ ورجوع

میں ڈاکٹرحسن قادری،محلّہ جسولی بریلی شریف کا رہنے والا ہوں۔ آج سے کچھ سال قبل میں نے حضرت واصل شہید عرف پہلوان صاحب بریلوی علیہ الرحمہ کی ایک مختصر سوانح لکھ کر شائع کرائی تھی جس میں یہ جملہ بھی مجھ سے نقل ہوگیا تھا کہ ''شریعت اسلامیہ کے سچے اور پکے پیرو ہونے کے باعث'' آپ (پہلوان صاحب) سبھی مذاہب کا احترام کرتے۔'' آپ نے کبھی کسی غیر مذہب کے ماننے والوں کی دل آزاری نہیں کی۔''

مجھے اہل علم اورارباب فقہ وافتاء نے بتایا کہ مذکورہ جملہ غیر شرعی ہے اورتوبہ لازم ہے۔اس لیے میں اپنے اس جملے کے لکھنے پرشرمندہ ہوں اوراب اسے کالعدم قرار دیتے ہوئے صدق دل سے توبہ کرتا ہوں۔اللہ میری توبہ قبول فرمائے۔استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ۔

احساں بریلی کا

از۔مولانا سلمان رضا فریدی،مسقط عمان

مخالف غمزدہ ہے اور مُحِب شاداں بریلی کا
مسلسل تاب پر ہے جلوۂ عرفاں بریلی کا
اندھیروں سے کہو، اُنکی رسائی ہو نہیں سکتی
چراغِ علم سے خالی نہیں اَیواں بریلی کا
کوئی نوری، کوئی اختر، ہمیشہ ہے تجلی پر
رہے گا تا ابد چرخِ ہنر تاباں بریلی کا
نبی کا عشق دیکر، بدعقیدوں سے بچایا ہے
یقیناً اہلِ حق پر ہے بہت احساں بریلی کا
ہراک مشکل میں کی ہے رہنمائی اہلسنت کی
دِوانہ کیوں نہ ہو ہر صاحبِ ایماں بریلی کا
کھڑاہےشان سےعشقِ رسالت کاعلم لےکر
فروغِ دینِ حق ہے مقصدِ ذیشاں بریلی کا
نہ کیوں ہو مرکز اہل سنن وہ شہرِ بابرکت
ہےاُس میں جلوہ گراحمد رضا سلطاں بریلی کا
کُھلے ہوں یا چھپے دشمن،سبھی پر ہےنظراس کی
عقیدے کا تحفُّظ ہے سدا عنواں بریلی کا
اُنھیں جانا، اُنھیں مانا نہ رکّھا غیر سے رشتہ
نبی کی شان وعظمت پر ہے دل قرباں بریلی کا
ہوئےاس کی جلن میں خشک، کتنے ہی گل وگلشن
مگراب بھی چمن ہےشان سےخنداں بریلی کا
حسد سےہوگیے مقبول بھی مردود کی صف میں
وفا میں ذرہ بھی ہے نَیّرِ تاباں بریلی کا
فریدؔی آبروئے حق ہے اس گلزار کی خوشبو
محبت کرنے والا ہے سدا نازاں بریلی کا

شان غوث اعظم بزبان اولیائے کبار

از۔مولانا عبدالوحید قادری شاہ پور بلگام

طبقات کبریٰ، بهجة الاسرار، قلائد الجواهر، نفحات الانس، جامع کرامات اولیاء، نزهة الخاطر الفاتر اور اخبار الاخیار وغیرہ کتب میں حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت کے واقعات اس طرح مذکور ہیں:

''محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ماجد حضرت ابوصالح سید موسیٰ جنگی دوست رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کی ولادت کی شب مشاہدہ فرمایا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی مبارک جماعت کے ساتھ آپ کے گھر جلوہ افروز ہیں اور آپ کے ساتھ اولیائے کرام بھی حاضر ہیں، حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ خوشخبری عطا فرمائی:

یا ابا صالح! اعطاك الله ابنا وهو ولی و محبوبی و محبوب الله تعالیٰ، وسیکون له شان فی الاولیاء و الاقطاب کشأنی بین الانبیاء والرسل۔

ترجمہ: اے ابو صالح! اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایسے فرزند صالح سے سرفراز فرمایا ہے جو میرا مقرب ہے، وہ میرا اور اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے اور عنقریب ان کی اولیاء اللہ اور اقطاب میں وہ شان ظاہر ہوگی جو انبیاء اور مرسلین میں میری شان ہے۔

حضرت ابوصالح موسیٰ جنگی دوست رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خواب میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ جملہ انبیائے کرام علیہم السلام کے دیدار پرانوار سے مشرف ہوئے۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت سے چھ سال قبل حضرت شیخ ابواحمد عبداللہ بن علی بن موسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ عنقریب ایک ایسی ہستی آنے والی ہے کہ جس کا فرمان ہوگا کہ

قَدَمِی هٰذِهٖ عَلٰی رقبةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰه۔

کہ میرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔

حضرت شیخ عقیل سنجی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ اس زمانے کے قطب کون ہیں؟ فرمایا: اس زمانے کا قطب مدینہ منورہ میں پوشیدہ ہے۔ سوائے اولیاء اللہ کے اسے کوئی نہیں جانتا۔ پھر عراق کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اس طرف سے ایک عجمی نوجوان ظاہر ہوگا۔ وہ بغداد میں وعظ کرے گا۔ اس کی کرامتوں کو ہر خاص و عام جان لے گا اور وہ فرمائے گا کہ

قدمی هٰذهٖ علی رقبة کل ولی اللّٰه۔

میرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔ (بہجۃ الاسرار)

حافظ ابوالعز عبدالمغیث بن حرب البغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ حضرت غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اس مبارک مجلس میں حاضر تھے جس میں آپ نے قَدَمِی هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ۔ فرمایا تھا۔ مجلس محلّہ حلبہ میں جہاں آپ کا مہمان خانہ تھا

منعقد تھی، اس مقدس مجلس میں جلیل المرتبت پچاس مشائخِ عظام موجود تھے، اوران کے علاوہ دیگر مشائخ موجود تھے، اور آپ ان سب حضرات کے سامنے وعظ فرمارہے تھے کہ اُسی وقت آپ نے قَدَمِی هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ۔ یعنی میرا یہ قدم ہر ایک ولی اللہ کی گردن پر ہے، فرمایا۔ یہ سن کر حضرت شیخ علی بن الہیتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اُٹھے اور منبر شریف کے پاس جا کر آپ کا قدمِ مبارک اپنی گردن پر رکھ لیا۔ بعد ازیں تمام حاضرین نے آگے بڑھ کر اپنی گردنیں جھکا دیں۔

(بہجۃ الاسرار، قلائد الجواہر، نزہۃ الخاطر الفاتر، سفینۃ الاولیاء، نفحات الانس، سیرت غوثِ پاک صفحہ ۸۷-۸۸)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اونچے اونچوں کے سَروں سے قدم اعلیٰ تیرا
سَر بھلا کوئی کیا جانے کہ ہے کیسا تیرا
اولیاء مَلتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا

شیخ ابو محمد یوسف العاقولی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں حضرت شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو شیخ عدی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کہاں کے رہنے والے ہیں؟ تو میں نے عرض کیا کہ بغداد شریف کا رہنے والا ہوں اور سرکار غوث الثقلین علیہ الرحمۃ والرضوان کے مریدین میں سے ہوں، تو آپ نے ارشاد فرمایا:

ذَالِكَ قُطُبُ الْأَرْضِ الَّذِی وَضَعَتُ ثلث مِائِةِ وَلِیِّ اللّٰهِ وَسَبُعُ مِائة غَیْبِیٍّ مَا بَیْنَ جَالِسٍ فِی الْأَرْضِ وَمَآرٍّ فِی الْهَوَاءِ أَعُنَاقَهُم لَهُ فِی وَقتٍ وَاحِدٍ حِینَ قَالَ قَدَمِی هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ فَعَظُمَ ذَالِكَ عِندِی۔

یعنی وہ تو قطبِ وقت ہیں، جبکہ انہوں نے قَدَمِی هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ۔ فرمایا تو اس وقت تین سو اولیاء اللہ اور سات سو رجالِ غیب نے جن میں سے بعض زمین پر بیٹھنے والے اور بعض ہَوا میں اُڑنے والے تھے، انہوں نے اپنی گردنیں جھکا دیں، پس یہ میرے نزدیک ان کی عظمت و بزرگی کے لئے کافی دلیل ہے۔

(بہجۃ الاسرار، قلائد الجواہر، سیرت غوث پاک صفحہ ۸۹-۹۰)

شیخ ابو محمد یوسف العاقولی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہی بیان کرتے ہیں کہ ایک عرصہ بعد میں حضرت شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور شیخ عدی کا مُندرجہ بالا مقولہ جو انہوں نے شہنشاہِ بغداد کے متعلق فرمایا تھا بیان کیا تو آپ نے فوراً فرمایا: صَدَقَ الشَّیُخُ عَدِی کہ شیخ عدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بالکل سچ فرمایا ہے۔

(بہجۃ الاسرار، قلائد الجواہر)

جب غوث اعظم نے قَدَمِی هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ۔ فرمایا تو شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی گردن کو جھکا کر عرض کیا عَلٰی رَقَبَتِی۔ میری گردن پر بھی۔ موجودہ حاضرین نے عرض کیا حضور والا! آپ یہ کیا فرما رہے ہیں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت بغداد شریف میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی نے قَدَمِی هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ کا اعلان فرمایا ہے اور میں نے گردن جھکا کر تعمیل ارشاد کی ہے۔

(قلائد الجواہر، سیرت غوثِ پاک صفحہ ۹۰)

سروں پر جسے لیتے ہیں تاج والے
تمہارا قدم ہے وہ یا غوث اعظم

شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کا مقام: شیخ احمد رفاعی علیہ الرحمۃ والرضوان نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے روضۂ اطہر پر حاضر ہوکر اشعار میں حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے دستِ مبارک کو بوسہ دینے کی خواہش کا اظہار کیا تو عرض کرنے پر فَظَهَرَتْ لَهُ يَدُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَّلَهَا۔ یعنی سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے اپنا دست مبارک قبرِ انور سے نکالا اور انہوں نے بوسہ دینے کا شرف حاصل کیا۔

(نزهة المجالس جلد۱،الحاوی للفتاوی للسیوطی،جامع کرامات الاولیاء جلد۱،فضائلِ حج،قلائد الجواهر،حاشیه تفریح الخاطر،سیرتِ غوث پاک صفحہ۹۱)

خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی علیہ الرحمۃ والرضوان سے جب حضرت غوث اعظم قدس سرہ کے قول قَدَمِي هٰذِهٖ عَلٰى رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: گردن تو درکنار آپ کا قدمِ مبارک عَلٰى عَيْنِي اَو عَلٰى بَصِيرَتِي میری آنکھوں پر ہے۔

(تفریح الخاطر)

گردنیں جھک گئیں سر بچھ گئے دل لٹ گئے
کشف ساق آج کہاں یہ تو قدم تھا تیرا

خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول: جب شہنشاہِ بغداد غوثِ اعظم نے قَدَمِي هٰذِهٖ عَلٰى رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ ارشاد فرمایا۔ اُس وقت خواجہ خواجگان سلطان الہند خواجہ معین الملت والدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خراسان کی پہاڑیوں اور غاروں میں مجاہدوں اور ریاضتوں میں مشغول تھے۔

آپ نے غوثِ پاک کا یہ اعلان سنتے ہی وَضَعَ رَأْسَهُ عَلَى الْأَرْضِ وَقَالَ بَلْ عَلٰى رَأْسِي۔ اپنا سرِ مبارک زمین پر رکھ دیا اور زبانِ حال سے عرض کیا حضور والا گردن پر کیا بلکہ میرے سر پر آپ کا مبارک قدم ہے۔

(تفریح الخاطر،شمائم امدادیہ،لطائف الغرائب الشیخ امیر محمد الحسینی، سیرت غوث پاک صفحہ۸۹)

بحر و بر شہر و قریٰ سہل و حزن دشت و چمن
کون سے چک پہ پہنچتا نہیں دعویٰ تیرا

ایک سوال اور اس کا جواب: ایک سوال لوگوں کے ذہنوں میں یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو یہ ارشاد فرمایا تھا کہ میرا یہ قدم اللہ کے ہر ولی کی گردن پر ہے، تو یہ ارشاد روئے زمین کے تمام اولیائے کرام نے سنا تھا تو آخر ان سب تک عراق کی سرزمین سے یہ آواز کیسے پہنچی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ رب کی قدرت سے یہ بات بعید نہیں کہ وہ ایک ہلکی سی آواز دنیا کے گوشے گوشے تک پہونچادے۔ اس کی کئی نظیریں ہیں۔

کعبہ مقدسہ کی تعمیر کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ نے حکم دیا کہ لوگوں کو حج کے لیے یہاں آنے کی دعوت پر مشتمل اعلان کریں۔ انہوں نے مکہ کی سرزمین پر اعلان کیا اور وہ اعلان ہر جگہ سنا گیا۔ حضرت عمر فاروق اعظم نے حضرت ساریہ کو مخاطب کرکے مدینۂ طیبہ سے آواز دی جسے انہوں نے اس میدان جنگ

میں بخوبی سنا کہ جو مدینہ طیبہ سے ایک دور دراز کے خطے میں واقع تھا۔اس سلسلہ میں حضرت سلیمان علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا ایک قصہ بھی نظیر کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے جو یہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے چیونٹی کی بات تین میل سے سن لی تھی۔ چنانچہ قرآنِ مجید میں ہے:

حَتّٰی اِذَا اَتَوۡا عَلٰی وَادِ النَّمۡلِ قَالَتۡ نَمۡلَةٌ یّٰۤاَیُّهَا النَّمۡلُ ادۡخُلُوۡا مَسٰكِنَكُمۡ ۚ لَا یَحۡطِمَنَّكُمۡ سُلَیۡمٰنُ وَ جُنُوۡدُهٗ ۙ وَ هُمۡ لَا یَشۡعُرُوۡنَ ۔

(ترجمۂ کنزالایمان) یہاں تک کہ جب چیونٹیوں کے نالے پر آئے ایک چیونٹی بولی اے چیونٹیو اپنے گھروں میں چلی جاؤ تمہیں کچل نہ ڈالیں سلیمان اوران کے لشکر بے خبری میں۔

(پارہ19 سورہ نمل آیۃ 18)

اس آیت اوراس کے بعد والی آیت میں حضرت سلیمان علیہ السلام اور چیونٹی کا قصہ بیان کیا جارہا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے لشکروں کے ساتھ طائف یا شام میں اس وادی پر سے گزرے جہاں چیونٹیاں بکثرت تھیں۔جب چیونٹیوں کی ملکہ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لشکر کو دیکھا تو وہ کہنے لگی: اے چیونٹیو! اپنے گھروں میں داخل ہوجاؤ، کہیں حضرت سلیمان علیہ السلام اوران کے لشکر بے خبری میں تمہیں کچل نہ ڈالیں۔ملکہ نے یہ اس لئے کہا کہ وہ جانتی تھی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نبی ہیں،عدل کرنے والے ہیں، جبر اور زیادتی آپ کی شان نہیں ہے۔اس لئے اگر آپ کے لشکر سے چیونٹیاں کچلی جائیں گی تو بے خبری ہی میں کچلی جائیں گی کیونکہ ہوسکتا ہے کہ وہ گزرتے ہوئے اس طرف توجہ نہ کریں۔جب آپ چیونٹیوں کی وادی کے قریب پہنچے تو آپ نے اپنے لشکروں کو ٹھہرنے کا حکم دیا یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنے گھروں میں داخل ہوگئیں۔حضرت سلیمان علیہ السلام کا یہ سفر ہوا پر نہ تھا بلکہ پیدل اور سواریوں پر تھا۔حضرت سلیمان علیہ السلام نے چیونٹی کی یہ بات تین میل سے سن لی۔

(تفسیرِ جلالین، النمل، تحت الآیۃ ۱۸، تفسیرِ خازن، النمل، تحت الآیۃ ۱۸ج۳/۴۰۵)

قرآنِ مجید میں پھر بیان ہوا کہ ''فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنۡ قَوۡلِهَا۔''

(ترجمۂ کنزالایمان) تو اس کی بات سے مسکرا کر ہنسا۔

(پارہ19 سورہ نمل آیۃ 19)

حضرت سلیمان علیہ السلام نے جب ملکہ چیونٹی کی بات سنی تو آپ اس کے چیونٹیوں کی حفاظت، ان کی ضروریات کی تدبیر اور چیونٹیوں کو نصیحت کرنے پر تعجب کرتے ہوئے مسکرا کر ہنس پڑے۔

(تفسیرِ مدارک، النمل، تحت الآیۃ:۱۹، ص۸۴۲)

امام حسین بن مسعود بغوی نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا: قال مقاتل وقد سمع علیه السلام قولها من ثلاثة امیال۔

ترجمہ: مقاتل نے فرمایا کہ حضرت سلیمان علیہ السّلام نے چیونٹی کی بات تین مِیل کی مسافت سے سن لی۔

(معالم التنزیل، جلد3 ص405 داراحیاء التراث العربی بیروت)

یہی عبارت سید محمود آلوسی نے بھی روح المعانی میں تحریر کی اوراس کے بعد کہا: و السمع من سلیمان منها غیر بعید لان الریح کما جاء فی الآثار توصل الصوت الیه اولان الله تعالٰی وهبه اذذاك قوة قدسیة سمع بها۔

ترجمہ: حضرت سلیمان علیہ السّلام کا اتنے فاصلہ سے چیونٹی کی آواز

سن لینا بعید نہیں ہے کیونکہ جیسا کہ آثار میں ہے ہوا نے ان تک یہ بات پہنچادی تھی یا اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسی قوت قدسیہ عطا کی تھی جس سے انہوں نے یہ بات سن لی۔

(روح المعانی، جز و19 ص 231 دار احیاء التراث العربی بیروت)

اگر کوئی بہت اونچی آواز والا انسان تین میل کی دوری سے ہمیں پکارے تو ظاہر کہ ہم اس کی آواز سننے سے عاجز ہیں۔ چہ جائے کہ ایک چیونٹی کی آواز تین میل سے سنیں۔ جس کو اگر ہم اپنے کان میں بھی رکھ دیں تو اس کی آواز نہیں سن پاتے لیکن حضرت سلیمان علیہ السّلام کا باِذنِ اللہ کمال اور قوتِ سماعت دیکھئے کہ آپ نے انسان یا جن نہیں بلکہ چیونٹی کی آواز کو سنا اور قریب سے نہیں بلکہ تین میل کی دوری سے سنا۔ معلوم ہوا کہ اللہ رب العزت صرف اس بات پر قادر نہیں کہ دور سے کسی انسان کی آواز سنا دے بلکہ وہ اس پر بھی قادر ہے کہ دور سے چیونٹی جیسے خفیف الصوت کیڑے کی آواز سنا دے۔

یاد رہے کہ انبیائے کرام عَـلَیْہِـمُ السَّلَام کا ہنسا تبسم ہی ہوتا ہے وہ حضرات قہقہہ مار کر نہیں ہنستے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو کبھی پورا ہنستے نہ دیکھا حتّٰی کہ میں آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے تالو دیکھ لیتی۔ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم صرف مسکرایا کرتے تھے۔

(بخاری، کتاب الادب، باب التبسم والضحك)

جب حضرت سلیمان علیہ السّلام کی قوتِ سماعت کا یہ حال ہے تو حبیب کبریا اور تمام انبیاء علیہم السلام کے امام کی قوت سماعت کا عالم کیا ہوگا؟ اس سلسلہ میں ایک روایت ملاحظہ فرمائیں۔ حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ وَكَّلَ بِقَبْرِي مَلَكًا أَعْطَاهُ أَسْمَاعَ الْخَلَائِقِ فَلَا يُصَلِّي عَلَيَّ أَحَدٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا اَبْلَغَنِي بِاسْمِهِ وَاسْمِ أَبِيهِ هٰذَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ قَدْ صَلّٰى عَلَيْكَ۔

یعنی بے شک اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ میری قبر پر مقرر فرمایا ہے، جسے تمام مخلوق کی آوازیں سننے کی طاقت عطا فرمائی ہے، پس قیامت تک جو کوئی مجھ پر درودِ پاک پڑھتا ہے تو وہ مجھے اُس کا اور اُس کے باپ کا نام پیش کرتا ہے۔ کہتا ہے، فُلاں بن فُلاں نے آپ پر دُرودِ پاک پڑھا ہے۔

(مجمع الزوائد، کتاب الادعية، باب في الصلاة على النبي الخ ۲۵۱/۱۰)

دُرود شریف پڑھنے والا کس قدر خوش نصیب ہے کہ اُس کا نام بمع ولدیت بارگاہِ رسالت صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم میں پیش کیا جاتا ہے۔ یہاں یہ نکتہ بھی انتہائی ایمان افروز ہے کہ قبرِ منور پر حاضر فرشتے کو اس قدر زیادہ قوّتِ سماعت دی گئی ہے کہ وہ دُنیا کے کونے کونے میں ایک ہی وقت کے اندر دُرود شریف پڑھنے والے لاکھوں مسلمانوں کی انتہائی دھیمی آواز بھی سُن لیتا ہے اور اسے علمِ غیب بھی عطا کیا گیا ہے کہ وہ دُرودِ پاک پڑھنے والوں کے نام بلکہ ان کے والدصاحبان تک کے نام جان لیتا ہے۔ جب خادمِ دربارِ رسالت کی قُوّتِ سماعت اور عِلمِ غیب کا یہ حال ہے تو سیدالمرسلین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے باِذنِ اللہ تعالیٰ اختیارات و علمِ غیب کی کیا شان ہوگی۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

فریاد اُمتی جو کرے حالِ زار میں
ممکن نہیں کہ خَیر بشر کو خبر نہ ہو

(حدائق بخشش)

گستاخوں کے کلمات ملعونہ کی ترسیل اور اعلیٰ حضرت کا فتویٰ

از۔محمد سلیم بریلوی

گستاخیوں کا سلسلہ: آج کل سرزمین ہندوستان پر متعصب اور زعفرانی ذہنیت رکھنے والے کچھ زہریلے افراد ایسے پیدا ہو گئے ہیں کہ جو وقتاً فوقتاً ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں ناقابل ذکر گستاخانہ کلمات بکتے رہتے ہیں۔جب سے سوشل میڈیا کا زمانہ آیا ہے تب سے اس طرح کی حرکات شنیعہ میں کافی تیزی آئی ہے۔ایک منظّم اور منصوبہ بند طریقہ سے مسلمانوں کی دل آزاری کے لیے یہ گستاخ و بدبخت لوگ سوشل میڈیا پلیٹ فارم پر اس طرح کے بھدے اور ملعون کمینٹس کرتے رہتے ہیں۔کبھی ''فیس بک'' پر کلمات ملعونہ لکھتے ہیں تو کبھی ٹیوٹر وغیرہ پر۔کبھی نازیبا خاکے بناتے ہیں تو کبھی بھونڈی تصویر۔کبھی عوامی جلسوں میں گستاخی بھرے ملعون کلمے کہتے ہیں تو کبھی میگزین و رسائل میں انہیں چھاپتے ہیں۔

سلسلہ پرانا ہے: یہ جو کچھ بھی ہو رہا ہے نیا نہیں ہے۔اس کا سلسلہ بہت پرانا ہے۔ایک زمانہ تھا کہ جب یہ کام انتہائی منصوبہ بندی کے ساتھ مستشرقین کی جماعت کیا کرتی تھی۔بس فرق یہ ہے کہ پہلے عموماً یہ گستاخیاں وفا شعار مسلمانوں کے دلوں سے حب رسول اور عشق رسول نکالنے نیز وفاداران نبی کی وفاداری کو ناپنے کے لیے کی جاتی تھیں۔مگر آج بہت سے ملکوں خاص طور پر ہمارے ملک ہندوستان میں یہ گستاخیاں سیاسی طاقت وقوت حاصل کرنے، رات ورات ہیرو اور مالدار بننے، سیاسی قد اونچا کرنے اور اپنے ہم مذہب لوگوں میں قائد ورہنما بننے کی غرض سے ایک پروفیشنل انداز میں کیا جا رہا ہے۔

حب نبی میں اضافہ: جب جب یہ گستاخ گستاخی کرتے ہیں الحمدللہ! مسلمانوں کا عشق نبی اس سے مزید بڑھتا ہے اور دنیا کو بھی اس بات کا ثبوت مل جاتا ہے کہ آج بھی اہل ایمان کے نزدیک ان کے نبی، ان کی جان و مال، عزت وآبرو، آل واولاد، اعزہ واقربا اور یہاں تک کہ ان کے والدین سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔گستاخیوں کا یہ سلسلہ چلتے ہوئے صدیاں بیت گئیں مگر ان گستاخوں کے منصوبے الحمدللہ! پورے نہ ہو سکے۔لاکھ کوششوں کے باوجود ہمارے آقا کے مقام رفیع کو یہ نہ گھٹا سکے اور نہ کبھی گھٹا سکتے ہیں کیوں کہ ہمارے نبی کی شان تو اللہ برابر بڑھا رہا ہے۔قرآن عظیم میں فرمایا گیا:

وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی۔ یعنی اور بیشک پچھلی تمہارے لیے پہلے سے بہتر ہے۔

ایک اور مقام پر فرمایا: وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ۔ یعنی اور ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔

تو جس کا ذکر رب کائنات نے بلند کیا ہو اور کر رہا ہو اسے کون گھٹا سکتا ہے؟

ان کا یہ منصوبہ بھی ناکام ہو گیا کہ اس طریقہ کی گستاخیاں

کر کے اہل ایمان کے دلوں سے محبت رسول کی شمع بجھا دیں گے یا مدھم کر دیں گے۔ الحمدللہ! آج بھی اہل ایمان کے قلب وجگر اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں ہونے والی گستاخی پر تڑپ اٹھتے ہیں اور انجام کی پرواہ کئے بنا سڑکوں اور روڈوں پر نکل آتے ہیں۔

کلمات ملعونہ پر مشتمل مواد کی ترسیل: اب سب سے بڑا سوال یہ ہے کہ اگر کوئی بد بخت اور ملعون شخص ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں ملعون مواد چھاپتا ہے، کلمات ملعونہ لکھتا ہے، یا کلمات ملعونہ بولتے ہوئے ویڈیو بناتا ہے تو ہم اہل ایمان کو کیا کرنا چاہیئے؟ کیا ہمیں ایسی ملعون چیزوں اور ایسے ملعون کلمات وویڈیوز کو ایک دوسرے کے پاس بھیجنا چاہیئے؟ پڑھنا اور پڑھوانا، سننا اور سنوانا، دیکھنا اور دکھوانا چاہیئے؟ تو اس کا جواب یہی ہے کہ یہ کام نہایت ہی قبیح، شنیع، غلط، غیر دانشمندانہ اور غیر وفادارانہ ہے۔ اس ملعون وگستاخ نے تو صرف ایک بار یہ ملعون کلمات بکے جنہیں اس وقت چند ہی لوگوں نے دیکھا یا سنا اور وہ بھی چند لوگ اسی ملعون کے ہم مذہب وہم مزاج تھے مگر ہم نے سوشل میڈیا وغیرہ کے ذریعہ اس طریقہ کے کلمات ملعونہ پر مشتمل تحریروں اور تقریروں کو یا ویڈیوز کو ہزاروں لاکھوں اہل ایمان تک پہونچا دیا۔ ایک طرف تو ہم نے ممنوع شرعی کام کا ارتکاب کیا اور دوسری طرف اس بد بخت کے منصوبے کو بھی پورا کر دیا۔

اس نے یہ کلمات ملعونہ بکے ہی اسی لیے تھے کہ لوگوں میں اس کی شہرت ہو، رات ورات وہ ہیرو بنے، اس کے ہم مزاج اور ہم ذہن افراد اسے جاہ ومنصب اور مال ودولت سے نوازیں۔ ظاہر سی بات ہے کہ اس کا یہ منصوبہ اس وقت تک پورا نہیں ہوسکتا تھا جب تک کہ اس کی یہ ملعون وخبیث چیزیں ہزاروں لاکھوں افراد تک نہ پہونچتی۔

اعلیٰ حضرت کا فتویٰ: اس سلسلہ میں عاشق رسول اعلیٰ حضرت، مجدد دین وملت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک فتویٰ آج کے دور میں ہماری کامل رہنمائی فرماتا ہوا نظر آرہا ہے۔

اس فتویٰ کا پس منظر یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں آریہ سماجی (سناتنی) افراد آئے دن آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دیگر اسلامی شخصیات کی شان میں گستاخانہ کلمات لکھ کر اپنے اخباروں میں چھاپتے تھے۔ جن پریسوں اور چھاپہ خانوں میں یہ اخبار ورسائل اور یہ مواد چھپتے تھے وہاں کچھ مسلمان بھی ملازمت کرتے تھے، جنہیں اپنی ملازمت کے باعث یہ خبیث و ملعون کلمات لکھنا بھی پڑتے تھے، ان کے چھاپے بھی بنانا پڑتے تھے اور ان کی پلیٹیں بھی تیار کرنا ہوتی تھیں۔ اس لیے ایک صاحب نے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آریہ سماجی سناتنی لوگوں کے وہ ملعون وخبیث کلمات سوال میں لکھ کر بھیجے اور اس سلسلہ میں ان پریسوں میں کام کرنے والے مسلمانوں کے ذریعہ انجام دیئے جانے والے اس کام کا حکم شرعی معلوم کرنا چاہا۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم شرعی تو بیان فرما دیا مگر نہ وہ کلمات ملعونہ آپ نے پڑھے اور نہ ہی ان پر نگاہ ڈالی بلکہ اعلیٰ حضرت کی احتیاط کا عالم تو یہ تھا کہ

آپ نے جواب لکھتے وقت سوال کے اتنے حصے ہی کو موڑ دیا کہ جس حصہ میں یہ کلمات ملعونہ لکھے ہوئے تھے کہ کہیں نگاہ نہ پڑ جائے۔مزید احتیاط کا عالم یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت کے دیئے گئے فتاویٰ اور آئے ہوئے سوالات جس رجسٹر میں نقل ہوتے تھے ان میں بھی آپ نے یہ کلمات ملعونہ نقل کرنے سے منع فرما دیا۔جس سائل نے یہ سوال کیا تھا ان کا ارادہ اس فتویٰ کو شائع کرنا تھا تو اعلیٰ حضرت نے انہیں بھی اس بات کی تاکید کی کہ جب سوال چھاپیں تو وہ کلمات ملعونہ نکال دیں اوران کی جگہ کچھ نقطے(۔۔۔۔)اس طرح لگا دیں۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے عاشق رسول کا یہ مثالی طریقہ ہمیں اس بات کی دعوت دے رہا ہے کہ ان بد بختوں، گستاخوں اور ملعون لوگوں کے کلمات ملعونہ خواہ وہ تحریری شکل میں ہوں یا تقریری شکل میں،انہیں ہرگز نہ دیکھنا چاہیئے ،نہ پڑھنا چاہیئے اور نہ ہی ایک دوسرے کے پاس سوشل میڈیا کے ذریعہ فارورڈ کر کے بھیجنا چاہیے۔

اب ذیل میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا ہوا وہ سوال کہ جو فیض آباد کے ریلوے دفتر اسسٹنٹ جناب منشی احمد حسین خرسند نقشہ نویس نے بھیجا تھا، وہ سوال اوراس پر اعلیٰ حضرت کا لکھا ہوا جواب ’’فتاویٰ رضویہ‘‘ سے من وعن نقل کر رہے ہیں جو فتاویٰ رضویہ مترجم جدید ایڈیشن کی جلد نمبر ۲۱ کے صفحہ نمبر ۱۳۶تا۱۳۹پر درج ہے:

’’کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ان مسلمانوں کے حق میں جو آریہ سماجوں میں جا کر کاپی نویسی کرتے ہیں یا پریس میں ہیں یا ان کے اخبار اور مذہبی پرچے روانہ یا تقسیم کرتے ہیں حالانکہ ان پرچوں میں قرآن کریم اور رسول رحیم پر کھلے کھلے اعتراض و الزام ہوتے ہیں۔رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ منہا اور علمائے متقدمین اور متاخرین کو کھلی کھلی گالیاں دیئے جاتے ہیں جس کے شاہد ’’سماجی کتب‘‘،’’ترک اسلام‘‘،’’تہذیب الاسلام‘‘،’’آریہ مسافر جالندھر‘‘،’’آریہ مسافر میگزین‘‘،’’مسافر بہرائچ‘‘،’’آریہ پتر بریلی‘‘،’’ستیارتھ پرکاش‘‘ موجود ہیں۔نمونے کے طور پر چند الفاظ نقل ذیل ہیں:

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔’’ستیا پرکاش‘‘ ، ’’مسافر بہرائچ‘‘۔

آیا ان مسلمانوں سے جو سماجوں (آریہ سماجیوں) میں ملازم ہیں، میل جول رکھا جائے اور مسلمان سمجھے جائیں؟ایسے مسلمان جو مخالفین اسلام ودشمنان خدا ورسول کی اعانت کرنے والے ہیں،ان کے جنازہ کی نماز پڑھنا درست ہے؟اوران کے ساتھ شراکت ونکاح جائز ہے یا نہیں؟ مفصل بیان فرمایئے۔اللہ اس کا اجر عظیم عطا فرمائے۔

الجواب: اللہ عزوجل اپنے غضب سے پناہ دے۔الحمدللہ!فقیر نے وہ ناپاک ملعون کلمات نہ دیکھے۔جب سوال کی اُس سطر پر آیا، جس سے معلوم ہوا کہ آگے کلمات لعینہ ملعونہ منقول ہوں گے،ان پر نگاہ نہ کی۔نیچے کی سطریں جن میں سوال ہیں باحتیاط دیکھیں۔ایک ہی لفظ اوپر سائل نے نقل کیا اور نادانستگی میں نظر پڑا، وہی مسلمان کے دل پر زخم کو کافی ہے۔اب یہ کہ جواب لکھ رہا ہوں (تو) کاغذتہہ

کرلیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ملعونات (کلمات لعینہ وملعونہ) کو نہ دکھائے، نہ سنائے۔

جو نام کے مسلمان کاپی نویسی کرتے ہیں اور عزوجل و قرآن عظیم ومحمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں ایسے ملعون کلمات، ایسی گالیاں اپنے قلم سے لکھتے، چھاپتے ہیں یا کسی طرح اس میں اعانت کرتے ہیں، اُن سب پر اللہ تعالیٰ کی لعنت اتر تی ہے۔ وہ اللہ و رسول کے مخالف اور اپنے ایمان کے دشمن ہیں۔قہر الٰہی کی آگ ان کے لیے بھڑکتی ہے۔صبح کرتے ہیں تو اللہ کے غضب میں، اور شام کرتے ہیں تو اللہ کے غضب میں، اور خاص جس وقت ان ملعون کلموں کو آنکھ سے دیکھتے، قلم سے لکھتے، مقابلہ (پروف ریڈنگ) وغیرہ میں زبان سے نکالتے یا پتھر پر اس کا ہلکا بھرا بناتے (چھپائی کے لیے پتھر پر الفاظ وکلمات کے خاکے بناتے) ہیں، ہر کلمہ پر اللہ عزوجل کی لعنتیں، ملائکۃ اللہ کی شدید لعنتیں ان پر اترتی ہیں۔ یہ میں نہیں کہتا ہوں، قرآن فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَ اَعَدَّلَھُمْ عَذَاباً مُّھِیْناً۔

(قرآن کریم سورۃ ۳۳ آیت ۵۷)

(ترجمہ: بیشک وہ لوگ جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے۔ دنیا وآخرت میں۔ اللہ نے ان کے لیے تیار کر رکھا ہے ذلت کا عذاب۔)

ان ناپاکوں کا یہ گمان کہ گناہ تو اس خبیث کا ہے جو مصنف ہے، ہم تو نقل کر دینے کا چھاپ دینے والے ہیں، سخت ملعون ومردود گمان ہے۔ زید کسی دنیا کے عزت دار کو گالیاں لکھ کر چھپوانا چاہے تو ہر گز نہ چھاپیں گے۔ جانتے ہیں کہ مصنف کے ساتھ چھاپنے والے بھی گرفتار ہوں گے۔ مگر اللہ واحد قہار کے قہر وعذاب ولعنت وعتاب کی کیا پرواہ!!! یقیناً یقیناً یقیناً! کاپی لکھنے والا، پتھر بنانے والا، چھاپنے والا، کل (چھاپنے کی مخصوص مشین) چلانے والا، غرض جان کر کے کہ اس میں یہ کچھ (کلمات ملعونہ) ہے، کسی طرح اس میں اعانت کرنے والا سب ایک ہی باندھ کر جہنم کی بھڑکتی آگ میں ڈالے جانے کے مستحق ہیں۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

وَلَاتَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ۔

(القرآن سورہ ۵ آیت ۲)

(ترجمہ: گناہ اور حد سے بڑھنے میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔)

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من مشی مع ظالم لیعینہ وھو یعلم انہ ظالم فقد خرج من الاسلام۔رواہ الطبرانی فی الکبیر والضیاء فی صحیح المختارۃ عن اوس بن شرحبیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(المعجم الکبیر)

(ترجمہ: جو دانستہ کسی ظالم کے ساتھ اس کی مدد دینے چلا وہ یقیناً اسلام سے نکل گیا۔ امام طبرانی نے معجم کبیر میں اور ضیا نے صحیح مختارہ میں حضرت اوس بن شرحبیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ت)

یہ اس ظالم کے لیے ہے جو گرہ بھر زمین یا چار پیسے کسی کے دبا لے یا زید وعمر وکسی کو ناحق سست کہے، اس کے مددگار کو ارشاد ہوا کہ اسلام سے نکل جاتا ہے، نہ کہ یہ اشد ظالمین جو اللہ و رسول کو گالیاں دیتے ہیں، ان باتوں میں ان کا مددگار کیوں کر مسلمان رہ سکتا

ہے۔طریقۂ محمدیہ اور اس کی شرح حدیقہ ندیہ میں ہے:

من آفات اليد كتابة ما يحرم تلفظه من شعر المجون والفواحش والقذف والقصص التى فيها نحو ذلك ولا هاجى نثرا ونظما والمصنفات المشتملة على مذاهب الفرق الضالة فان القلم احدى اللسانين فكانت الكتابة فى معنى الكلام بل ابلغ منه لبقائها على صفحات الليالى والايام والكلمة تذهب فى الهواء ولا تبقى اھ مختصرا۔

(ترجمہ: ہاتھ کی آفتوں سے ایک ہے کہ وہ کچھ لکھا جائے جس کا بولنا حرام ہے یعنی جیسے مذمت کے اشعار، فحش باتیں، گالی گلوچ اور وہ واقعات جو اسی قسم کی باتوں پر مشتمل ہوں اور ہجو کرنا خواہ نثر میں ہو یا نظم میں اور گمراہ فرقوں کے مذاہب پر مشتمل تصنیفات۔اس لیے کہ بولنے والی زبان کی طرح قلم بھی ایک زبان ہے۔(جس کے ذریعہ اظہار خیال ہوتا ہے) لہٰذا لکھنا بولنے ہی کی طرح ہے بلکہ بولنے سے بھی زیادہ اثر انگیز و دیرپا۔کیونکہ (زبان سے ادا ہونے والے) کلمات ہوا میں (منتشر ہوکر) گم ہوجاتے ہیں اور باقی نہیں رہتے۔ مختصراً۔)

ایسے اشد فاسق، فاجر اگر توبہ نہ کریں تو ان سے میل جول ناجائز ہے۔ان کے پاس دوستانہ اٹھنا بیٹھنا حرام ہے پھر مناکحت تو بڑی چیز ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاِمَّا يُنۡسِيَنَّكَ الشَّيۡطٰنُ فَلَا تَقۡعُدۡ بَعۡدَ الذِّكۡرٰى مَعَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِيۡنَ۔

(ترجمہ: اگر تجھے شیطان (غلط قسم کی مجلس میں بیٹھنے کی ممانعت کا حکم) بھلادے تو یاد آجانے کے بعد ظالموں کے پاس مت بیٹھو۔ت)

اور جو ان میں ناپاک کبیرہ کو حلال بتائے، اس پر اصرار و استکبار و مقابلہ شرع سے پیش آئے، وہ یقیناً کافر ہے۔اس کی عورت اس کے نکاح سے باہر ہے۔اس کے جنازہ کی نماز حرام، اسے مسلمانوں کی طرح غسل دینا، کفن دینا، دفن کرنا، اس کے دفن میں شریک ہونا، اس کی قبر پر جانا سب حرام ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَا تُصَلِّ عَلٰىۤ اَحَدٍ مِّنۡهُمۡ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمۡ عَلٰى قَبۡرِهٖ۔

(ترجمہ: جب ان کافروں میں سے کوئی مرجائے تو اس پر نماز مت پڑھو اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہو۔ت) والله سبحانه و تعالىٰ اعلم۔

(ملاحظہ) فقیر کے یہاں فتاویٰ مجموعہ (نقل فتاویٰ رجسٹر) پر نقل ہوتے ہیں، میں نے نقل فرمانے والے صاحب سے کہہ دیا ہے کہ ان ملعون الفاظ کی نقل نہ کریں۔سنا گیا ہے کہ سائل کا قصد اس فتویٰ کے چھاپنے کا ہے۔میں درخواست کرتا ہوں کہ ان ملعونات کو نکال ڈالیں۔ان کی جگہ دو ایک سطریں خالی صرف نقطے لگا کر چھوڑ دیں کہ مسلمانوں کی آنکھیں ان لعنتی، ناپاکوں (کلمات ملعونہ و گستاخانہ) کے دیکھنے سے باذنہ تعالیٰ محفوظ رہیں۔فالله خير حافظ وهو ارحم الراحمين۔ "(اللہ تعالیٰ سب سے بہتر نگہبان ہے اور وہ سب سے بڑا رحم کرنے والا ہے۔ت)

اعلیٰ حضرت کے فتویٰ کی معنویت: اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فتویٰ آپ نے ملاحظہ فرمایا۔واضح رہے کہ یہ ان گستاخانہ کلمات کے سلسلہ میں ہے کہ جو فحش گالیوں پر مشتمل ہوتے ہیں۔جن میں کھلی ہوئی فحش و گندی گالیاں ہوتی ہیں اور جن کا ملعون وخبیث ہونا ہر عام وخاص پر ظاہر وباہر ہوتا ہے۔

ہم یہ بات بتا چکے ہیں کہ آج ہمارے ملک میں یہ گالیوں اور گستاخیوں کا سلسلہ سیاسی و معاشی ترقی کے لیے کیا جارہا ہے۔اس لیے ان کے ان خبیث ولعین اور ملعون کلمات، تحریر، تقریر، خاکے، تصویریں اوران سب چیزوں پر مشتمل مواد و ویڈیوز کو ہرگز ہرگز اہل ایمان تک نہ تو بھیجیں، نہ نقل کریں اور نہ ہی ان کی ترویج واشاعت کریں۔ بلکہ ملکی قانون کے دائرے میں رہ کر حسب استطاعت ایسے گستاخوں کی گستاخیوں پر مشتمل مواد کی نشاندہی کر کے کہ فلاں جگہ اس نے یہ لکھا یا بولا ہے ،اپنا احتجاج درج کرائیں، مقدمات قائم کرائیں۔مگر یہ سارے کام نہایت ہی سوچ سمجھ کر، منظّم طور پراوراثر انگیز ومفید طریقے سے انجام دیئے جائیں۔ایسا نہ ہو کہ جسے گرفتار کرانے کے لیے ہم اور آپ یہ سارے اقدامات کررہے ہیں وہ تو پولیس انتظامیہ کے حفاظتی دستے کے ساتھ محفوظ و مامون رہے اور ہم قانونی اقدامات کا شکار ہو کر خود کی جان و مال اور عزت وآبرو کو خطرے میں ڈال لیں۔ نیز ہمارے یہ سارے اقدامات محض نبی کی محبت میں ہونا چاہیئے ۔مخلصانہ طور پر ہم سب کو یہ گستاخیاں حسب استطاعت روکنے کی سعی وکوشش کرنا چاہیئے ۔اس میں کوئی دنیوی غرض ہرگز ہرگز شامل نہیں ہونا چاہیئے ۔

رسمی و غیر مفید احتجاج: روز بروز ہونے والی گستاخیوں کے خلاف آج ہمارا جو رسمی رویہ ہے اس سے یہ سلسلہ ہرگز رکنے والا نہیں۔آج عموماً ہم محض ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کے لیے، شرما حضوری کی وجہ سے، اپنے دائرۂ اثر اور اپنے عقید تمندوں کے دباؤ میں، کسی سیاسی، سماجی اور معاشی فائدے کے پیش نظر نیز قوم وملت کو دکھانے کے لیے گستاخوں اور گستاخیوں کے خلاف غیر مؤثر و غیر مفید رسمی احتجاج، مظاہرے اور رسمی سی ایف آئی آر درج کرا دیتے ہیں تا کہ ہمارے عقیدتمند اور دائرۂ اثر میں رہنے والے افراد بطور فخر یہ کہہ سکیں کہ ہمارے پیر صاحب نے بھی مقدمہ درج کرادیا، ہمارے ادارے نے بھی پیش قدمی کر دی، ہمارے اساتذہ نے بھی بہت بڑا تیر ماردیا، ہماری تنظیم نے بھی نمایاں کارنامہ انجام دے دیا۔

ہم دیکھ اور محسوس کر رہے ہیں کہ زیادہ تر ان ہی اغراض و مقاصد سے آج کل وقتی طور پر یہ سب مقدمات درج کرائے جاتے ہیں یا احتجاج ومظاہرے کئے جاتے ہیں۔اس کے بعد ان مقدموں کا کیا حشر ہوا ؟ان مظاہروں اور احتجاج کا کتنا اثر مرتب ہوا، ان مقدمات کی پیروی کون کر رہا ہے؟ اس سے کوئی غرض نہیں ہوتی بلکہ حیرت وافسوس تو اس وقت اور بڑھ جاتا ہے کہ جب ہم مذکورہ بالا افراد و اداروں سے وابستہ اہل عقیدت کو ان احتجاجات ومظاہروں کی تصویروں اور ویڈیوز کے ذریعہ پولیس انتظامیہ، حکومتی سطح پر سیاسی جماعتوں سے اس بھیڑ کا سودا کرتے ہوئے دیکھتے ہیں اور یہ بھی دیکھتے ہیں کہ ان سب کے ذریعہ وہ مذکورہ محکموں اور مذکورہ جماعتوں کو اپنی طاقت وقوت کا احساس دلا کر ان سے حکومتی مراعات حاصل کرنے کی ساز باز کرتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ ہمارے ان احتجاجات ومظاہروں اور مقدمات درج کرانے کا کوئی اثر نہیں ہوتا بلکہ گستاخی کرنے والا دیکھتے ہی دیکھتے لاکھوں کروڑوں میں کھیلنے لگتا ہے، سیاسی طور پر اس کا قد بڑھ جاتا ہے اور اسے حکومت کی طرف سے حفاظتی دستہ بھی مہیا کرادیا جاتا ہے۔ نیز کچھ دنوں کے بعد اس پر درج ہوئے مقدمات یکسر خارج ہوجاتے ہیں اور ہم پلٹ کر دیکھتے بھی نہیں۔

مؤثر لائحۂ عمل کی ضرورت: اس لیے اب وقت آ گیا ہے کہ ہماری جماعت کے مخلص حضرات ماہرین قانون اور قابل وکیلوں

سے مشاورت کریں، منصوبہ بند طریقے سے عرضی تیار کریں اور پھر مضبوط انداز میں سپریم کورٹ میں اپنی یہ عرضی پیش کرکے مسلسل پیروی کریں، سپریم کورٹ سے درخواست کریں کہ ہمارے پیغمبر اور ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں مسلسل کی جانے والی ان گستاخیوں کی وجہ سے ملک کا امن وامان خطرے میں پڑ رہا ہے، ملکی شہریوں کی جان و مال اور عزت وآبرو کو سخت خطرات لاحق ہورہے ہیں، ملک کی سالمیت خطرے میں پڑ رہی ہے اور یہ سب کام صرف اور صرف سیاسی طاقت وقوت حاصل کرنے، ملکی اقتدار میں حصہ داری برقرار رکھنے اور مذہبی منافرت پھیلانے کی غرض سے کیا جا رہا ہے۔ اس لیے سپریم کورٹ سے گزارش ہے کہ وہ اس سلسلہ میں مؤثر اقدامات کرتے ہوئے حکومت وقت کو یہ مشورہ، یہ ہدایات اور یہ ڈائریکشن دے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں ہونے والی گستاخیوں کو روکنے کے لیے پارلیمنٹ میں ایک مؤثر، مضبوط اور عبرتناک قانون بنا کر سپریم کورٹ کو اس سے مطلع کرے، اس قانون کی پوری نگرانی سپریم کورٹ خود کرے اور اپنی نگرانی میں ہی اس قانون کا مسودہ تیار کرائے۔

جب تک ہندوستانی مسلمانوں کی مخلص قیادت اس سمت میں پیش قدمی نہیں کرے گی تب تک یہ سلسلہ یوں ہی چلتا رہے گا اور اس سلسلہ سے تکلیف محسوس کرنے والے ہماری قوم و ملت کے سیدھے سادھے افراد غیر منظم وغیر مؤثر دھرنے، مظاہرے اور احتجاجات کرکے خود اپنا ہی نقصان کرتے رہیں گے، پولیس کے لاٹھی چارج بلکہ فائرنگ تک کا شکار ہوتے رہیں گے اور اپنے اوپر مقدمات قائم کرا کر جیل جاتے رہیں گے۔

بارگاہ رضا میں ہدیۂ دل

ازقلم۔ مفتی کلیم احمد رضوی مصباحی، پوکھریرا شریف

دل واقف آداب ہوا ہے کہ رضا ہے
کیا خوب محبت کی فضا ہے کہ رضا ہے

یہ حضرت نعمان کی عظمت کا ہے صدقہ
خورشید تفقہ کی ضیا ہے کہ رضا ہے

تابندہ تصانیف معانی کے گہر سے
نکھری ہوئی لفظوں کی قبا ہے کہ رضا ہے

اک نکتۂ علمی میں سمندر ہیں ہزار
اعجاز نبی جلوہ نما ہے کہ رضا ہے

شمشیر یقیں خامۂ خوں خوار ہے اس کا
فق چہرۂ اوہام ہوا ہے کہ رضا ہے

درکار جسے علم کے موتی ہوں وہ آئے
دریائے تفحص کی صدا ہے کہ رضا ہے

دعویٰ تھا ریاضی میں مہارت کا جسے وہ
حیران ہے، چپ چاپ کھڑا ہے کہ رضا ہے

اعدا نے بہت چاہا مٹانا اسے لیکن
اللہ تعالیٰ کی رضا ہے کہ رضا ہے

دلدادۂ توہین ہے جو دیو کا بندہ
زندہ ہے مگر مردہ پڑا ہے کہ رضا ہے

ایوان ضلالت میں کلیمؔ آپ نے دیکھا
ہنگامۂ محشر سا بپا ہے کہ رضا ہے

حجۃ الاسلام ۔ علالت سے وصال تک

از ۔ ادارہ ماہنامہ اعلیٰ حضرت

شہزادۂ اعلیٰ حضرت، حجۃ الاسلام حضرت علامہ مفتی محمد حامد رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان کی ولادت ماہ ربیع الاول ۱۲۹۲ھ/ ۱۸۷۵ء کو ہوئی۔ محمد نام پر عقیقہ ہوا، عرفی اور پکارنے کا نام ''حامد رضا'' رکھا گیا۔ زبر وبینات کے حساب سے ''حامد رضا'' کے عدد ۱۳۶۲ ہوتے ہیں اور یہی آپ کا سن وصال بھی ہے۔ مؤرخہ ۱۷؍ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۲ھ/ ۲۳؍ مئی ۱۹۴۳ء بروز اتوار رات کو تقریباً ۱۱؍ بجے عین نماز کی حالت میں آپ کا وصال ہوا۔ وصال سے تقریباً ۱۳، ۱۴؍ سال پہلے آپ کو خطرناک امراض نے اپنے گھیرے میں لے لیا تھا۔ بنیادی طور پر آپ کو ذیابیطس (شوگر) اور سرطان کا مرض لاحق ہو گیا تھا۔ یہ مہلک مرض پیٹھ پر پھوڑے کی شکل میں نمودار ہوا تھا۔ جسے میڈیکل سائنس کی اصطلاح میں ''کار نیکل'' کہتے ہیں۔ ۱۳۴۹ھ سے سن وصال ۱۳۶۲ھ تک آپ ان مہلک امراض سے نبرد آزما رہے۔ مگر صبر ورضا، عزم واستقلال، برداشت وتحمل اور صبر وشکر کے جو جلوے ان تکلیف دہ حالات میں آپ کی ذات اقدس سے ظاہر ہوئے وہ بلا شبہ قابل دید اور قابل تقلید ہیں۔ دنیائے سنیت میں حضور حجۃ الاسلام کی علالت سے متعلق خبریں بازگشت کر رہی تھیں اور اہل عقیدت ومحبت بے چین ومضطرب تھے۔ اس لیے آپ کی علالت، علاج ومعالجہ اور علالت سے افاقے سے متعلق تمام خبریں اخبار ورسائل خاص کر ماہنامہ ''یادگار رضا'' اور اخبار ''الفقیہ'' امرتسر کے ذریعہ دنیائے سنیت تک پہنچائی جا رہی تھیں۔ علالت سے وصال تک اور پھر وصال سے ابتدائی اعراس تک کی جو بھی خبریں اور تفصیلات مذکورہ مجلّہ اور اخبار میں شائع ہوئیں، ان میں سے جو بھی ہمیں دستیاب ہوئیں انہیں من وعن بلا کسی تبصرے اور بنا کسی تشریح وتوضیح کے، خالص تاریخی مواد کی صورت میں ہم ماہنامہ ''اعلیٰ حضرت'' کے صفحات پر محبّ گرامی حضرت علامہ مفتی محمد ذوالفقار خاں نعیمی مدظلہ کے شکریہ کے ساتھ ''قند مکرر'' کے طور پر شائع کر رہے ہیں تاکہ موجودہ دور میں حضور حجۃ الاسلام پر کام کرنے والوں کے لیے سہولت پیدا ہو جائے۔ (محمد سلیم بریلوی)

(پہلی علالت اور پہلا آپریشن)

☆ رشد وہدایت کا وہ چمکتا ہوا آفتاب جس کی نورانی کرنوں نے پھیل کر اسلامی دنیا کی فضا کو نور سے بھر دیا اور جس کی تنویر، ضلالت و گمراہی کی تاریکیوں کو چاک کر کے ایک عالم کو صراط مستقیم پر چلانے کے لیے ''خضر راہ'' ثابت ہوئی اور علم وعمل کا وہ لہراتا ہوا دریا جس کی فلک بوس موجوں نے ارض ہند پر بکھر کر علم وعمل کے دریا بہا دیئے، آج اس کی مبارک حیات غیر معمولی کشمکش میں ہے۔

یعنی حضور حجۃ الاسلام محمد حامد رضا خاں صاحب مدظلہم الاقدس تقریباً ایک ماہ سے خطرناک مرض میں مبتلا ہیں۔ پشت پر ایک پھوڑا ہے جسے ڈاکٹر اپنی اصطلاح میں ''کار نیکل'' کہتے ہیں اور ہماری بول چال میں اسے ''سرطان'' یا ''ڈھیٹ'' کہا جاتا ہے۔

یوں تو صرف سرطان ہی کا ہونا ایک انسان کو ناقابل برداشت آلام ومصائب میں مبتلا کرنے کے لیے کافی ہے اور مزید براں یہ کہ حضرت اقدس مدظلہ العالی کو ذیابیطس کی پرانی شکایت ہے اور اس وقت بھی ''شکر'' (شوگر) آ رہی ہے جس کی وجہ سے مرض نے بظاہر ایک خطرناک صورت اختیار کر لی ہے۔

عشرۂ محرم کے بعد سرطان نے زور پکڑا مگر حضرت اقدس مدظلہ کی بے نیازی نے اور توکل وتحمل کے اس مجسمہ نے اپنی توجہات کو اطبائے ظاہری کی طرف مبذول ہونے سے روکا۔

(یادگار رضا، محرم الحرام ۱۳۴۹ھ ص ۳، مضمون مدیر مفتی ابرار حسین تلہری)

☆ مگر ہماری نظروں نے جب اس مرض کی اہمیت کا احساس کیا تو ہمارے اجزائے ذہن وفکر کے شیرازے کوایک غیر معمولی تشویش نے منتشر کر دیا۔ اس وقت ہماری مشکلات کے دو مشکل باب تھے: ایک تو حضرت اقدس مدظلہ کا ایسے خطرناک مرض میں مبتلا ہونا اور دوسرے حضرت کا اس موقع پر شان بے نیازی اور انداز استغنا سے کام لینا اور معالجہ کی طرف توجہ نہ فرمانا۔

بالآخر ہماری متحدہ کوششیں باکار ثابت ہوئیں اور حضرت اقدس مدظلہ کو علاج ومعالجہ کے لیے مجبور ہونا پڑا۔ جب مزاج عالی علاج کی طرف مائل ہوا تو اطبا کو تشخیص وتجویز کا موقع دیا گیا۔ ڈاکٹروں سے مشورہ لیا گیا۔ کافی غور وخوض کے بعد اطبائے یونانی اور ڈاکٹروں کی یہی تشخیص ٹھہری کہ یہ پھوڑا ''کار نیکل'' ہے، سرطان ہے، ڈھیٹ ہے۔

اس تشخیص کے بعد سب سے پہلے ڈاکٹر صاحبوں نے جس ضرورت کا احساس کیا وہ یہ تھی کہ ان تدابیر پر عمل کیا جائے جس سے شکر (شوگر) کا آنا بند ہو۔ اس لیے کہ اس وقت قارورے (پیشاب) میں شکر (شوگر) کا اوسط ''سولہ پرسینٹ'' تھا۔ چنانچہ فوراً عملی صورتیں اختیار کی گئیں۔ دونوں وقت ''انسولین'' کے انجکشن ہونے (لگنے) لگے اور شکر کے روکنے والی مفید ومجرب اور شاطر دوائیں استعمال کرائی جانے لگیں۔ انجکشن کچھ زیادہ مفید ثابت نہ ہوئے، دواؤں نے اپنا اثر کیا (کہ) شکر کچھ کم ہوگئی پھر بڑھ گئی۔ ازالہ نہ ہوا۔

قابل ڈاکٹروں نے آپریشن کیا مگر پھوڑا ایک سمت کو نہایت تیزی وسرعت سے کوکھ کی جانب بڑھنے لگا۔ حالت نہایت خطرناک تھی۔ بالآخر بہتر تدابیر علاج سے سکون ہوا۔ ولہ الحمد۔

(یادگار رضا، محرم الحرام ۱۳۴۹ھ ص ۴، مضمون مدیر مفتی ابرار حسین تلہری)

☆ ہر وہ انسان جس کے بشری احساسات میں خلل ونقصان پیدا نہ ہوا، تکلیف والم کے احساس کے لیے اسے فطرت مجبور کرتی ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ نوک خار، بدن انسانی کو مجروح کرے اور جسم انسانی پر اس کا کوئی اثر نہ ہو۔ یہ کسی طرح کے قیاس میں نہیں آتا کہ تیز نشتر کے وار کئے جائیں اور انسان پر کرب وبے چینی کی کیفیت نہ طاری ہو۔ یہ ضرور ہے کہ بعض تکلیفیں ایسی بھی ہوتی ہیں جن کو انسانی طاقت برداشت کرسکتی ہے لیکن تکلیف جب حد سے گزر جاتی ہے اور دائرۂ اعتدال سے اس کا قدم نکلتا ہے تو انسانی طاقتیں مضمحل ہو جایا کرتی ہیں اور اس وقت ایک انسان میں ضبط وتحمل کا یارا باقی نہیں رہتا۔ یہی درجہ ''تکلیف مالا یطاق'' کا ہے اور یہی منزل ہر تکلیف کے عروج وارتقا کی انتہائی منزل ہے۔ تکلیف کے اس درجہ میں قدم رکھ کر ایک انسان میں اضطراب وارتعاش کا نہ پیدا ہونا، اس کا جادۂ استقلال سے نہ ہٹنا، اس کا مرکز تحمل پر قائم رہنا، اگر محال نہیں تو قریب بمحال ضرور خیال کیا جاتا ہے۔

لیکن حضور پُرنور حجۃ الاسلام مدظلہ نے آپریشن کے وقت ضبط وتحمل اور صبر واستقلال کی جو شان قائم فرمائی، اس نے اس حقیقت کو ایک ناقابل انکار حقیقت بنا دیا کہ خدا کے برگزیدہ بندے جن میں روحانیت کا عنصر غالب ہوتا ہے، جسمانی تکالیف کی بجلیاں ان کے خرمن تحمل پر ذرہ برابر اثر نہیں کرسکتیں۔

میرا دل چاہتا ہے کہ میں اس مقالہ میں حضرت اقدس کے ضبط وتحمل اور صبر واستقلال کا ایک مختصر سا خاکہ ضرور کھینچوں تاکہ حضرت اقدس کا یہ ''اسوہ'' ہر موقع پر، ہر مبتلائے مصائب وآلام کے سامنے ضبط وتحمل اور صبر واستقلال کا درس پیش کرتا رہے۔

محرم (۱۳۴۹ھ) کی ۲۰؍ تاریخ تھی۔ بدھ کا دن تھا۔ صبح کے ۶؍ بجے تھے۔ اس خبر سے (کہ) آج حضرت اقدس کے پھوڑے کا آپریشن ہونے والا ہے، آستانہ عالیہ رضویہ پر مخلوق کا ایک غیر معمولی ہجوم تھا۔ ڈاکٹر آئے، آپریشن کی تیاریاں ہوئیں، ڈاکٹروں نے ''رحم کا لباس'' اتارا، ''بے رحمی کا جامہ'' پہنا، یہ وہ نازک وقت تھا کہ حضار (حاضرین) کے قلوب میں خوف وہیبت اور بیم وہراس سے ایک غیر معمولی لرزش تھی۔ اس لیے کہ جس آپریشن کی تیاریاں ہو رہی تھیں یہ کوئی معمولی آپریشن نہ تھا مگر حضرت اقدس مدظلہ پر اس آنے والی تکلیف سے (کہ) جس کے تصور نے حضار (حاضرین) کے دل ہلا دیئے تھے، ذرّہ برابر ہراس نہ تھا۔

آپریشن کے وقت کسی مسکر یا نشہ آور دوا کا استعمال نہیں کیا گیا۔ آپریشن اور عمل جراحی کے لیے جب ڈاکٹروں کے ہاتھ پھوڑے پر پہونچے، اس وقت حضرت اقدس پر ایک سکون طاری تھا۔ ڈاکٹروں نے پہلے پھوڑے کے ہر چہار طرف انجکشن کئے اور ان کے بعد عمل جراحی شروع ہوا۔

جو لوگ انجکشن کی تلخیوں اور بدمزگیوں سے آشنا ہیں وہ اس سے اچھی طرح واقف ہیں کہ تندرست انسان کے صحیح وسالم حصۂ بدن پر انجکشن کا ہونا (لگنا) روحانی اذیت کا باعث ہوتا ہے۔ مگر باوجود اس کے کہ پھوڑے میں متعدد انجکشن کئے (لگائے) گئے لیکن اس ''مجسمۂ صبر وتحمل'' کی زبان سے ایک لفظ بھی ایسا نہ نکلا جو کرب و بے چینی یا اضطراب وتکلیف کی ایک ادنیٰ سی ترجمانی کر سکتا۔

انجکشن کے بعد آپریشن کا آغاز ہوا۔ شگاف کئے گئے۔ گو یہ ضرور ہے کہ شگاف گہرے کئے گئے مگر شگاف کی تکلیف کوئی ایسی تکلیف نہیں ہوتی جس کی تاب نہ لا کر ایک انسان اپنے جامۂ صبر و قرار کو تار تار کر دے۔ لیکن شگاف کے بعد جب پھوڑے کے اندرونی حصہ میں آپریشن کے آلات سے کام لیا گیا، فاسد گوشت کی قطع وبرید (کاٹ چھانٹ) کی گئی اور پھوڑے کے ناقص اجزا کو تراش تراش کر باہر لایا گیا، یہ تکلیف ایک ایسی تکلیف تھی جس کا تصور اس وقت بھی میرے دل ودماغ پر ایک پریشان کن اور وحشت افزا اثر کر رہا ہے اور یہ وہ تکلیف تھی جس کا تحمل ایک جری سے جری انسان کی جرأت وشجاعت بھی کسی طرح نہیں کر سکتی تھی۔

لیکن حضرت اقدس کی روحانی طاقتوں نے اس شدید اور ناقابل برداشت تکلیف کا اس بے نیازی کے ساتھ تحمل کیا کہ جسم نازک پر ایک خفیف سا تحرک اور ایک ہلکی سی بھی لرزش نہ پیدا ہو سکی۔ زبان سے ''اُف'' تک نکالنا، کرب وبے چینی کا ظاہر کرنا، اس کا تو مذکور ہی کیا۔

آپریشن کے وقت یہ حیرت خیز منظر قابل دید تھا کہ حضرت اقدس پر ایک سکون مطلق طاری تھا اور آپ اطمینان کے ساتھ محو استراحت تھے۔ نہیں کہا جا سکتا کہ زخم پر نشتر ''عمل جراحت'' کر رہا تھا یا کسی پھول کی ایک نرم ونازک برگ (پنکھڑی) تھی جو پھوڑے سے مس کر رہی تھی۔

دن رات کا مشاہدہ ہے کہ ایک معمولی سے آپریشن کے وقت مریض کے دست وپا کی گرفت (ہاتھ پاؤں کی بندش) کر لی جاتی ہے اور اسے بے قابو کر دیا جاتا ہے۔ مگر حضرت اقدس کے دست وپا کو ہاتھ لگانے کی کوئی شخص جرأت نہ کر سکا۔ آپریشن کے آغاز سے آپ کے مبارک لبوں پر ''دُرود شریف'' کے پیارے پیارے الفاظ جاری ہوئے اور اختتام تک آپ برابر ''درود شریف''

کا شغل فرماتے رہے۔

(یادگار رضا محرم الحرام ۱۳۴۹ھ ص ۴، ۵۔ مضمون مدیر مفتی ابو المعانی ابرار حسین صدیقی تلہری)

☆ آپریشن مفید ثابت ہوا، آپریشن سے قبل پھوڑا ایک سمت کو بڑھ رہا تھا مگر آپریشن کے بعد اس کا درد زیادہ ہو گیا۔ ہمارا یہ خیال تھا کہ آپریشن اگرچہ نا قابل برداشت روحانی و جسمانی تکلیف کا باعث ہوگا مگر آئندہ کے لیے آلام و مصائب کا کلیۃً سد باب کر دے گا لیکن ہمارا یہ خیال غلط ثابت ہوا۔ اس لیے کہ آپریشن کے بعد تقریباً ۱۵؍ یوم آلات جراحت نے زخم سے کم و بیش ایک ایک گھنٹہ روزانہ چھیڑ چھاڑ جاری رکھی۔ ہر دن طرح طرح سے زخم پر عمل جراحی کیا گیا اور زخم سے فاسد اجزا کی قطع و برید کی گئی۔ یہ عمل ہر دن اپنے ساتھ آلام و مصائب کا ایک پہاڑ لے کر آتا تھا لیکن حضرت اقدس پر، اس ''جبل تحمل'' اور ''کوہ استقامت'' پر کبھی نام کو بھی سراسیمگی یا اضطراب نہیں پایا گیا۔ آپ نے نہایت مسرت و احترام کے ساتھ ہر تکلیف کا خیر مقدم کیا۔

ممکن ہے کہ میرے اس جملے پر بعض ظاہر بیں نگاہیں ''دندان اعتراض'' تیز کرنے کی جرأت کریں اور یہ کہیں کہ تکلیف کے وقت آزردہ ہونا، سراسیمہ ہونا، مضطر و بے قرار ہونا، انسانی فطرت کا مقتضا ہے۔ کوئی انسان مسرت کے ساتھ ایک ادنیٰ سی بھی تکلیف کے سامنے اپنے آپ کو پیش نہیں کیا کرتا (تو) ایسے افراد کے جواب میں صرف اس قدر عرض کیا جانا کافی سمجھا جاتا ہے کہ ایسا کہنا نہ صرف بدیہیات سے انکار کرنا ہے بلکہ مشاہدات و تجربات کو بھی نا قابل تسلیم ٹھہرانا ہے۔

اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ عشق و محبت خواہ حقیقی ہو یا مجازی، جب انسان کے دل میں اس کا صادق جذبہ پیدا ہو جاتا ہے تو ''وصل محبوب'' کی تمنا میں نہ صرف اپنے آپ کو ہر تکلیف ہی میں ڈالنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے بلکہ وہ محبوب کی جانب سے ہر آنے والی تکلیف کا ایک غیر معمولی مسرت و انبساط کے ساتھ خیر مقدم کرتا ہے۔ آپ نے عشاق الٰہی کے افسانے سنے ہوں گے اور آپ نے اوراق تاریخ میں ''قیس عامری'' اور ''فرہاد'' کے واقعات دیکھے ہوں گے۔

حضرت اقدس مدظلہ العالی کا ان ''مـالا یطـاق'' تکالیف میں مبتلا ہونا، پھر ہر تکلیف کا مسرت کے ساتھ احترام کرنا بجز اس کے اور کوئی معنیٰ نہیں رکھتا کہ آپ سمجھتے تھے کہ ہر آنے والی تکلیف کو اس ''محبوب حقیقی'' سے نسبت ہے (کہ) جس کے وصل کی ایک ادنیٰ سی تمنا پر جان عزیز ۱۰۰؍ بار قربان کر دینا ایک معمولی سی بات ہے۔

باوجود اس کے کہ حضرت پر شدائد و تکالیف کا ہجوم رہا اور اب بھی ہے مگر ان آلام و مصائب کے مقابلہ میں ''تسلیم و رضا'' کا یہ عالم ہے کہ جب آنے والے مزاجی کیفیت دریافت کرتے ہیں تو جواب میں بجز ''الحمدلله رب العالمین'' کوئی دوسرا لفظ نہیں کہا جاتا اور نہ کسی تکلیف کو ظاہر فرمایا جاتا۔

حضرت ایوب علیہ السلام کے صبر کا افسانہ حق ہے اور ہر زبان پر جاری ہے مگر آج ہماری آنکھوں نے حضرت اقدس کی ذات میں ''صبر ایوبی'' کی جھلک دیکھ لی، مقربین بارگاہ خداوندی کے تسلیم و رضا کے افسانے ہم نے سنے تھے مگر آج ہماری آنکھوں نے اس مقدس ذات میں اس کا مشاہدہ کر لیا۔

(یادگار رضا محرم الحرام ۱۳۴۹ھ ص ۵، ۶، مضمون مدیر مفتی ابرار حسین تلہری)

☆ آپریشن ہونے سے پھوڑے نے ایک بڑے زخم کی شکل اختیار کر لی تھی۔ زخم کو ناقص گوشت چھپائے ہوئے تھا مگر آپریشن کے بعد زخم پر جو سلسلہ عمل جراحی نما جاری رہا اور برابر قطع و برید اور تراش وخراش ہوتی رہی، اس سے زخم نے اچھی صورت اختیار کر لی اور اب بفضلہٖ عزوجل زخم کی حالت رو باصلاح نظر آ رہی ہے۔ اگر زخم میں کوئی جدید خرابی نہ پیدا ہوئی تو ان شاء اللہ تعالیٰ زخم کے اندر مال (مندمل ہونے) کی جلد توقع کی جاتی ہے۔ مگر شکر (شوگر) کا سلسلہ اس وقت تک بند نہیں ہوا۔ یہی ایک ایسی بات ہے جو اس مرض کے لیے خطرناک خیال کی جاتی ہے۔ شکر کو روکنے کے لیے ہر امکانی تدبیر اختیار کی جا رہی ہے۔ صحت کا اختیار اللہ عزوجل کو ہے۔

(یادگار رضا محرم الحرام ۱۳۴۹ھ ص ۵، ۶۔ مضمون مدیر مفتی ابرار حسین تلہری)

☆ گو بسلسلہ علاج مشورے میں اطبائے یونانی بھی شریک ہوئے مگر علاج کا زیادہ تعلق ماہرین طب انگریزی سے رہا۔ جناب ڈاکٹر علوی صاحب اسٹنٹ سرجن بریلی، ڈاکٹر نوشا علی صاحب بریلوی کے ہاتھ پر علاج کی ابتداء ہوئی۔ ان ہر دو اصحاب نے جس ہمدردی اور خلوص کے ساتھ علاج کیا، اس کا اعتراف نہ کرنا ایک شدید اخلاقی جرم ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ مرض کی صحیح تشخیص و تجویز، ازالۂ مرض کا ایک زبردست موجب خیال کی جاتی ہے اور نازک سے نازک مریض کو مرض کے خطرناک گرداب سے نکال کر صحت و عافیت کے ساحل تک پہنچا دیتی ہے مگر طبیب کا ہمدرد ہونا، معالج کا خلوص و ایثار کے ساتھ علاج کرنا، یہ وہ کامیاب اور گراں قدر نسخہ ہے کہ مریض کی تکالیف کے ازالے کے لیے ''اکسیر اعظم'' کا حکم رکھتا ہے۔ ان ہر دو اصحاب کا اگر خلوص و ایثار نہ بھی ہوتا اور محض ان کی سرسری تشخیص و تجویز حضرت اقدس کے ازالہ مرض کا سبب قرار پاتی، اس وقت بھی ہمارے قلم اور ہمارے زبان سے موٹے موٹے الفاظ میں ان کے لیے شکریہ کے الفاظ نکلتے لیکن اس صورت میں جب کہ ان ہر دو اصحاب کی ہمدردی، خلوص اور ان کے ایثار کا تماشا ہماری آنکھوں نے دیکھ لیا اور ان کی ذہنی و دماغی کاوشوں کا ہم نے معائنہ کر لیا تو اس وقت نہ صرف ہماری زبان اور ہمارا قلم بلکہ ہمارے بدن کا ہر رونگٹا ان ہر دو اصحاب کے شکریہ میں رطب اللسان ہے۔ طب انگریزی کی ان دونوں مایہ ناز ہستیوں کا طریق علاج اس درجہ دل پزیر اور جاذب توجہ ہے کہ انہوں نے اس موقع اور اس مقام پر جہاں طب انگریزی پر ہمیشہ طب یونانی کو ترجیح دی جاتی ہے، طب انگریزی کے اصول کے ماتحت علاج کا وہ اسلوب اختیار کیا کہ طب انگریزی کی لاج رکھ لی اور صحت کی جلد سے جلد توقع کی جانے لگی۔ ہمارا ضمیر ہمیں مجبور کرتا ہے کہ ہم ڈاکٹر نوشہ علی صاحب کا پھر خصوصیت کے ساتھ شکریہ ادا کریں اس لیے کہ معالج خصوصی ہونے کے لحاظ سے آپ کا ایثار و خلوص اور آپ کی ذہنی و دماغی کاوششیں بہت زیادہ قابل ستائش ہیں اور لائق تحسین ہیں۔

(یادگار رضا محرم الحرام ۱۳۴۹ھ ص ۶، ۷۔ مضمون مدیر مفتی ابرار حسین تلہری)

☆ حضرت اقدس مدظلہ کی علالت سے ملک کے عرض وطول میں بے چینی کی ایک زبردست لہر پیدا ہوگئی ہے۔ ملک کے اطراف وجوانب سے لوگ بے چین ہو کر آ رہے ہیں۔ تار اور خطوط کی یہ کثرت ہے کہ جواب میں دشواری ہوتی ہے۔ ہندوستان کے اکثر و بیشتر مقامات پر حضرت اقدس کی صحت کے لیے دعائیں ہوئیں اور بہت سے مقامات میں اب بھی دعا کا التزام ہے۔

ہم ناظرین ''یادگار رضا'' کی خدمت میں بھی پرزور اپیل کرتے ہیں کہ وہ اس وقت تک حضرت اقدس کی صحت کے لیے دعائیں کرتے رہیں جب تک حضرت اقدس کی صحت کاملہ کا مژدہ نہ سن لیں۔

(یادگار رضا محرم الحرام ۱۳۴۹ھ ص ۷۔ مضمون مدیر مفتی ابرار حسین تلہری)

☆ حجۃ الاسلام حضور پرنور مولوی شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب، زیب سجادۂ عالیہ قدسیہ رضویہ دامت برکاتہم ہفتہ، عشرہ سے سخت مریض ہیں۔ پشت میں ایک پھوڑا ہے جسے ڈاکٹر ''کاربنکل'' سرطان تجویز کرتے ہیں۔ مرض نے خطرناک صورت اس لیے اور بھی اختیار کر لی ہے کہ حضرت صاحب مدظلہ کو ایک مدت سے ذیابیطس کی شکایت چلی آرہی ہے۔ آپریشن کیا گیا مگر آپریشن کے وقت کوئی مضر اور نشہ آور دوا نہیں سنگھائی گئی۔ حضرت صاحب مدظلہ نہایت صبر وتحمل کے ساتھ مرض کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ تکالیف کی انتہاء ہو چکی مگر ساتھ ساتھ حضرت صاحب کا صبر وتحمل، لائق ہزار ستائش ہے۔ ہر پنج گانہ نماز کے بعد عموماً اور جمعہ کی نماز کے بعد خصوصاً دعا کا التزام فرمایا۔ ائمہ مساجد کی خدمت میں خصوصیت کے ساتھ میری گزارش ہے کہ وہ بتاریخ ۳۰/جون ۱۹۳۰ء بروز دوشنبہ بعد نماز، جماعت کے ساتھ حضرت اقدس مدظلہ کی صحت و عافیت کے لیے دعا فرمائیں کہ اللہ پاک حضرت اقدس کو صحت تامہ عاجلہ کاملہ عطا فرمائے۔ آمین

مجھے اس امر کا بہت زیادہ افسوس ہے کہ ۲۳، ۲۴، ۲۵/صفر جو اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کے عرس مبارک کا زمانہ ہے، قریب ہے اور یہ رضوی بارات کا دولہا جس کے دم سے عرس کی ساری بہاریں ہین، اس خطرناک مرض میں مبتلا ہے۔ ایسی حالت میں امید کرتا ہوں کہ برادران اہل سنت میری اس اپیل کو سماع قبول سے سنیں گے اور اس پر جلد از جلد عمل پیرا ہوں گے۔

آپ کا نیازمند: ابوالمعانی محمد ابرار حسین صدیقی تلہری

مفتی جماعت رضائے مصطفیٰ محلّہ سوداگران بریلی

(الفقیہ امرتسر، اشاعت ۲۸/جون ۱۹۳۰ء اپیل برائے دعا منجانب مفتی ابرار حسین صدیقی تلہری ص ۸)

☆ ہم بھی بہ درگاہ رب العزت دعا کرتے ہیں اور ناظرین ''الفقیہ'' بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ قبلہ حضرت مولانا مولوی شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب کو جلد صحت عطا فرمائے۔

(الفقیہ امرتسر، اشاعت ۲۸/جون ۱۹۳۰ء دعائیہ نوٹ مدیر الفقیہ ص ۸)

☆ حضرت عالی مرتبت، حجۃ الاسلام، مولانا مفتی شاہ حامد رضا خاں صاحب دامت برکاتہم کی صحت کے لیے شافی مطلق کی درگاہ میں یہ جلسہ دعا کرتا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ حضرت موصوف کو شفائے تام مرحمت فرمائے کہ ان کی ذات سے دین کو تقویت ہے اور عوام اہل سنت کی جانب سے حضرت کی صحت کے لیے مرادآباد کی تمام سنی مساجد میں دعاؤں کا اہتمام کیا گیا۔ چنانچہ بعد نماز جمعہ بالحاح وزاری بارگاہ الٰہی میں دعائیں کیں۔

(الفقیہ امرتسر، اشاعت ۲۷/جولائی ۱۹۳۰ء، ص ۶۔ یادگار رضا محرم ۱۳۴۹ھ ص ۸۔ السواد الاعظم مرادآباد، صفر ۱۳۴۹ھ، ص ۱۰، انوار الصوفیہ سیالکوٹ جولائی ۱۹۳۰ء، ص ۳۶، رپورٹ: شوکت حسین صاحب، سکریٹری انجمن خدام الصوفیہ مرادآباد۔ مؤرخہ ۲۷/جون ۱۹۳۰ء بروز جمعہ جناب محمد طاہر صاحب سوداگر وصدر انجمن خدام الصوفیہ محلّہ تمباکو والان، مرادآباد کے مکان پر انجمن خدام الصوفیہ کا

ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں دو ریزولیشن پاس کئے گئے، جس میں سے دوسرا ریزولیشن حضرت حجۃ الاسلام کی دعائے صحت پر مشتمل تھا)

یہ جلسہ حضرت قبلۂ عالم، عالم باعمل فاضل اجل جناب مولانا مولوی حامد رضا خاں صاحب بریلوی کے لیے بارگاہ ایزدی سے مستدعی ہے کہ قادر مطلق اپنے فضل و کرم سے حضرت مولانا کو شفائے کلی عطا فرمائے اور ہم مسلمانوں پر تاقیامت آپ کا سایۂ عاطفت قائم رکھے۔آمین ثم آمین۔

(خادم الفقراء منشی احمد الدین ٹھیکیدار وسکریٹری انجمن خدام الصوفیہ گجرات پنجاب موجودہ پاکستان)

(الفقیہ امرتسر، اشاعت ۷/اگست ۱۹۳۰ء ص ۱۰۔مورخہ ۱۱/جولائی ۱۹۳۰ء بروز جمعہ بعد نماز جمعہ مسجد حاجی پیر بخش مرحوم لاہوری میں جناب قبلہ سید حافظ پیر ولایت شاہ صاحب جماعتی کی صدارت یہ جلسۂ دعا منعقد ہوا جس کی رپورٹ منشی احمد الدین صاحب نے بھیجی)

☆نظم برائے دعائے صحت منجانب مولوی حبیب احمد صاحب مدنی تلہری:

دین کے پیشوا شاہ حامد رضا
اچھے ہوں یا خدا شاہ حامد رضا
وارث مصطفیٰ شاہ حامد رضا
اچھے ہوں یا خدا شاہ حامد رضا
نائب مرتضیٰ شاہ حامد رضا
اچھے ہوں یا خدا شاہ حامد رضا
قادری رہنما شاہ حامد رضا
اچھے ہوں یا خدا شاہ حامد رضا
جانِ احمد رضا شاہ حامد رضا
اچھے ہوں یا خدا شاہ حامد رضا
تیرے بندے یہ کرتے ہیں تجھ سے دعا
اچھے ہوں یا خدا شاہ حامد رضا
نیشِ سرطاں کا مٹ جائے نام اور پتہ
اچھے ہوں یا خدا شاہ حامد رضا
آئے طیبہ سے ایسی نسیمِ شفاء
اچھے ہوں یا خدا شاہ حامد رضا
بزم رضوی رہے تیرا روشن دیا
اچھے ہوں یا خدا شاہ حامد رضا
دشمنان نبی دیکھیں نیچا صدا
اچھے ہوں یا خدا شاہ حامد رضا
باغ سنت رہے یوں ہی پھولا پھلا
اچھے ہوں یا خدا شاہ حامد رضا
پار بیڑا ہو دریائے غم سے مرا
اچھے ہوں یا خدا شاہ حامد رضا
وہ مبارک گھڑی جلد سب کو دکھا
اچھے ہوں یا خدا شاہ حامد رضا
تیری رحمت سے ہم کو یہ ہے آسرا
اچھے ہوں یا خدا شاہ حامد رضا
گڑگڑا کر ترے آگے ہے التجا
اچھے ہوں یا خدا شاہ حامد رضا
صدقہ عیسیٰ نفس پیارے محبوب کا
اچھے ہوں یا خدا شاہ حامد رضا

بہرِ صدیق یار و رفیق حِرا
اچھے ہوں یا خدا شاہ حامد رضا
پئے فاروق و عثمان امام وریٰ
اچھے ہوں یا خدا شاہ حامد رضا
بہرِ مولیٰ علی شاہ مِلکِ وِلا
اچھے ہوں یا خدا شاہ حامد رضا
پئے خیر النساسیدہ فاطمہ
اچھے ہوں یا خدا شاہ حامد رضا
بہرِ حسنین جان و دلِ مصطفیٰ
اچھے ہوں یا خدا شاہ حامد رضا
پئے غوث وریٰ محیِ دین ہدیٰ
اچھے ہوں یا خدا شاہ حامد رضا
نوری سرکار مارہرہ کا واسطہ
اچھے ہوں یا خدا شاہ حامد رضا
سنیو! آؤ مل کر کہیں برَمَلا
اچھے ہوں یا خدا شاہ حامد رضا
خیریت سے رہیں مصطفیٰ رضا
اچھے ہوں یا خدا شاہ حامد رضا
شاہ اچھے میاں پیر کا واسطہ
اچھے ہوں یا خدا شاہ حامد رضا
ہے حبیب اپنی ہر لمحہ دل سے دعا
اچھے ہوں یا خدا شاہ حامد رضا

☆

(شفایابی):

☆ پچھلی اشاعت میں حضور پرنور حضرت حجۃ الاسلام، زیب سجادہ عالیہ قدسیہ رضویہ مدظلہ العالی کی علالت کے تفصیلی حالات میں بیان کر چکا ہوں۔ یہ بات میرے علم میں ہے کہ حضرت اقدس مدظلہ العالی کی وحشت اثر خبر نے مسلمانان اہل سنت کے دلوں میں بے چینی کی ایک زبردست لہر پیدا کر دی تھی۔ ایسی صورت میں میرا پہلا فرض ہے کہ میں آج خوش خبری مسلمانان اہل سنت کو سنادوں کہ خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے اس پیشوائے اسلام کو، مسلمانان اہل سنت کے اس ماوا و ملجا کو اس خطرناک مرض سے جو انسانی حیات کے لیے فنا کا ایک مستقل پیام سمجھا جاتا ہے، نجات بخشی۔ گو یہ ضرور ہے کہ اس وقت تک کلیۃ ازالہ نہیں ہوا۔ بعض شکایات اس وقت بھی موجود ہیں۔ شکر (شوگر) کا سلسلہ اب بھی جاری ہے مگر الحمدللہ! ثم الحمدللہ! کہ سرطان کا وہ زخم جس نے حضرت اقدس کی حیات مبارک کے سامنے خطرات کے پہاڑ لا کر کھڑے کر دیئے تھے، وہ بالکل مندمل ہو گیا۔

مرض نو ایک بھی معمولی خطرے سے خالی نہیں ہوتا اور اس سے استغنا اور بے پرواہی کبھی انسان کی ہلاکت کا باعث بن جاتی ہے۔ مگر حضرت اقدس کی موجودہ شکایات ایسی شکایات نہیں جو زیادہ فکر و تشویش کا باعث ہو سکیں۔ جس رحیم و کریم، مالک و خالق نے ہم پر یہ عظیم فضل کیا ہے کہ حضرت کو ایسے موذی مرض سے صحت بخشی، عافیت عطا فرمائی۔ وہ قادر و حکیم (عزوجل) حضرت اقدس کی ان شکایات کا بھی جلد ازالہ فرمادے گا۔

اللہ تعالیٰ کا، حضرت اقدس کو ایسے شدید مرض سے نجات بخشنا، یہ اس کا اسلامی دنیا پر ایسا زبردست احسان ہے، جس کے ذمۂ شکر سے جملہ کائنات اسلام عہدہ برآ نہیں ہو سکتی مگر ہمیں اپنی دعاؤں کو حضرت کی صحت و عافیت کے لیے اس وقت تک جاری رکھنا چاہیئے جب تک ہمارے کان یہ نہ سن لیں کہ حضرت اقدس مدظلہ العالی کو کوئی ایسی شکایت باقی نہ رہی جس کا تعلق کسی جسمانی مرض سے ہو۔

(اداریہ یادگار رضا، ربیع الاول ۱۳۴۹ھ)

☆حضرت اس مہلک و موذی مرض کے سبب حاضری مسجد سے معذور تھے لیکن ایک ماہ کی طویل غیر حاضری کے بعد حضرت نے پھر سے مسجد میں آمد و رفت شروع کر دی۔ حضور پرنور حضرت حجۃ الاسلام، زیب سجادہ عالیہ رضویہ مدظلہ کی علالت، جس کا تفصیلی طور پر میں پچھلی اشاعت میں تذکرہ کر چکا ہوں، یہ علالت کوئی معمولی علالت نہ تھی۔ اس علالت نے حضرت اقدس کو نقل و حرکت سے بالکل مجبور کر دیا تھا۔ حضرت اقدس تقریباً ایک ماہ مسجد میں تشریف نہ لا سکے۔ جب فضل ایزدی سے حضرت اقدس کی مزاجی حالت روبا صلاح ہوئی اور اتنی تاب و طاقت پیدا ہوئی کہ حضرت اقدس آرام سے کرسی پر مسجد میں تشریف لا سکیں تو حضرت اقدس نے دفعتاً مسجد کی حاضری کا قصد فرمایا اور اب کوئی طاقت ایسی نہ تھی جو حضرت اقدس کو اس ارادے سے باز رکھتی۔ وہ دن جب کہ حضرت اقدس نے مسجد کی حاضری کا قصد فرمایا، عقیدتمندان بارگاہ حامدیہ کے لیے انتہائی مسرت و شادمانی کا دن تھا۔ فوراً مبارکباد کی تیاریاں ہوئیں۔ عین اسی وقت جب کہ عقیدتمندان بارگاہ حامدیہ مبارک باد کی ڈالی نہایت تزک و احتشام کے ساتھ حضرت کی خدمت میں لا کر پیش کرنے والے تھے، اس وقت حامیِ سنت، ماحیِ بدعت جناب منشی ہدایت یار خاں صاحب قیسؔ، نوری رضوی بریلوی، صدر جماعت رضائے مصطفیٰ نے فی البدیہہ یہ چند اشعار مبارکباد میں لکھے جو ہدیۂ ناظرین ہیں۔

نوید دل و جاں و ایماں مبارک
ہمیں شاہ حامد رضا خاں مبارک

ہے سایہ کناں ظل سبحاں، مبارک
ترے سر پہ رحمت کا داماں مبارک

ابو بکر و فاروق و عثمان و حیدر
ہے سایہ فگن شاہِ جیلاں، مبارک

یہ سب شاہِ برکات کی برکتیں ہیں
کہ گونج اٹھیں شہروں کی گلیاں مبارک

تو اچھّے کا اچھا ہے جب تو ہے اچھا
تجھے صحت جان و ایماں مبارک

یہ ہے فیض آل رسول احمدؔی کا
جبیں پر ہے نور درخشاں مبارک

رضاؔ کی رضا جوئیاں کام آئیں
ہوا مسند آرائے دوراں مبارک

اعزہ ترے شاد و آباد خرم
ترے دشمنوں کو ہو زَنداں مبارک

ہمیں مدعائے دلی مل گیا ہے
تمہیں فتح نوشہؔ علی خاں مبارک

ملے قیسؔ کو غسل صحت کا صدقہ
مرے شاہ حامد رضا خاں مبارک

(دوسری علالت اور دوسرا آپریشن)

☆حضور پرنور حضرت حجۃ الاسلام، زیب سجادۂ عالیہ رضویہ دامت برکاتہم سرطان کے جس مہلک مرض میں مبتلا تھے الحمدللہ! ثم الحمدللہ! کہ اس حکیم مطلق نے حضرت اقدس کو اس مرض سے نجات بخشی مگر اصل وہ شکایت جو مرض کا اصل سبب تھی، باوجود ہر امکانی تدابیر کے اس کا ازالہ نہ ہوسکا۔جس وجہ سے حضرت اقدس مدظلہ کا مستقبل خطرے میں تھا۔بالآخر حضرت اقدس مدظلہ الاقدس کو اس جانب توجہ دلائی گئی کہ کلکتہ میں بعض ماہرین ڈاکٹر ایسے ہیں جن کے علاج سے اس مرض کے ازالہ کی توقع کی جاتی ہے۔الحمدللہ! کہ حضرت اقدس نے ہماری گزارشات پر کلکتہ کا قصد فرمایا۔

کلکتہ میں حضرت اقدس کا ورود، ساکنان کلکتہ کے لیے ایک نعمت عظمیٰ تھا۔اسٹیشن پر شاندار خیر مقدم ہوا۔بڑے بڑے جلوس نکالے گئے اور کلکتہ میں چند روز قیام کے بعد ''کارمیکل ہاسپٹل'' کلکتہ میں حضرت اقدس کا بحمدہ عزوجل نہایت احترام کے ساتھ داخلہ ہوا۔

تقریباً ۲۰/یوم سے ہاسپٹل میں قیام ہے۔علاج نہایت سرگرمی کے ساتھ جاری ہے۔ہر روز کی ڈاک سے پتہ چلتا ہے کہ اب اس اصلی شکایت میں بھی بفضلہٖ عزوجل کمی ہے۔دعا کی ضرورت ہے کہ اللہ عزوجل حضرت اقدس کے ظل ہمایوں کو ہمارے سروں پر تادیر قائم رکھے آمین۔

ہم جناب مولانا مولوی عبدالعزیز خاں صاحب کی ان خدمات کو،جنہیں وہ حضرت اقدس کے زمانۂ قیام میں، کلکتہ میں مخلصانہ طور پر پیش فرما رہے ہیں،نہایت احترام کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں اور ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

(یادگار رضا ربیع الآخر۱۳۴۹ھ ص۴)

(شفایابی)

☆حضرت حجۃ الاسلام،زیب سجادہ عالیہ رضویہ مدظلہ کا بغرض علاج کلکتہ میں قیام تھا۔اللہ برتر کا ہزار شکر ہے کہ اس نے حضرت اقدس مدظلہ لعالی کو کلکتہ میں مسلسل دوماہ کے علاج کے بعد صحت تامہ کاملہ عطا فرمائی اور دفعتاً یہ خبر موصول ہوئی کہ حضرت اقدس یکم نومبر (۱۹۳۰ء) کو بریلی مراجعت فرمائیں گے۔یہ ایسی خوشخبری تھی جس سے مسلمانان بریلی کی مسرت وانبساط کی کوئی حد نہ رہی۔یکم نومبر ۱۹۳۰ء کو ''پنجاب میل'' سے مسلمانان بریلی نے حضرت اقدس مدظلہ کے استقبال کا انتظام کیا۔حضرت اقدس نے شب کو ۷/بجے کے بعد اسٹیشن جنکشن (بریلی) پر نزول اجلال فرمایا۔مسلمانان بریلی کا ایک بہت بڑا جلوس حضرت اقدس کے خیر مقدم کے لیے اسٹیشن پر موجود تھا۔حضرت اقدس کا مسلمانان بریلی نے نہایت شاندار استقبال کیا۔ہاروں وپھولوں کی کثرت تھی۔مجمع اس قدر تھا کہ پلیٹ فارم سے اسٹیشن کے باہر تک جگہ باقی نہ تھی۔ایک بڑے جلوس کے ساتھ نعت ومنقبت کے حلقے میں آستانۂ عالیہ تک (آپ) کو لایا گیا۔آستانۂ عالیہ پر پہونچ کر حضار نے چائے نوشی کی۔

(یادگار رضا، جمادی الاخریٰ۱۳۴۹ھ ص۵،۶)

(دوسرے آپریشن کی کامیابی اور صحت یابی پر مبارکبادیاں)

☆تہنیت نامہ بخدمت حضور پرنور،شاہزادۂ والا تبار، حجۃ الاسلام،

شیخ الانام، زیب سجادہ عالیہ قدسیہ رضویہ حضرت مولانا مولوی حاجی قاری مفتی شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب مدظلہ العالی!

حضور والا! ہم اس سبوح وقدوس خدائے برتر کے اس احسان عظیم کے ذمۂ شکر سے اپنی ساری امکانی کوششوں کے باجود بھی کسی طرح عہدہ برآں نہیں ہو سکتے کہ آج اس نے ہمیں یہ دن دکھایا کہ ہم حضور والا کی صحت پر اپنے نہ رکنے والے جذبات مسرت و انبساط سے مغلوب ومتاثر ہوکر بصد نیاز اور بہ ہزار مسرت انبساط، حضور والا کے روبرو تہنیت نامہ اور مبارک باد کے پھولوں کا مہکتا ہوا گلدستہ پیش کر رہے ہیں۔

حضور والا! ان ایام کی یاد ہمیں اس وقت بھی لرزا برانداز کئے دیتی ہے اور ہمارے قلوب میں ایک غیر معمولی لرزش واضطراب پیدا کر رہی ہے جب کہ حضور والا ''سرطان'' جیسے شدید مرض میں مبتلا تھے۔ شیران طب آپریشن وانجکشنوں کی بھرمار کر رہے تھے۔ حضور والا تبار پر ''مالا یطاق'' مصائب وشدائد کا ہجوم تھا مگر حضور والا کی روحانی طاقتیں بصد صبر وتحمل ان تکالیف کا مقابلہ کر رہی تھیں اور ہمیں سب سے زیادہ بے چین کر دینے والی اور ہمارے اندر اضطراب وارتعاش کی ایک تازہ روح پھونک دینے والی جو بات تھی وہ یہ تھی کہ حضور والا کو بغرض علاج کلکتہ لے جانے پر مجبور کیا گیا۔ جبکہ اس جمال کی تنویریں کلکتہ کی فضاؤں کو منور کر رہی تھیں اور جب کہ کلکتہ میں زندگی بسر کرنے والی خوش قسمت مخلوق، اس جمال کی روح پرور تنویروں سے اکتساب نور کر رہی تھیں، عین اس وقت بریلی کی فضا ایک تیرہ وتار چادر میں لپٹی ہوئی نظر آتی تھی۔

اس وقت ہمارا وہی حال تھا جو کہ ایک جاں باز صادق کا اپنے محبوب سے بچھڑنے اور جدا ہو جانے پر ہو جایا کرتا ہے اور اس وقت ہمارے دلوں میں اس آگ کی چنگاریاں شعلہ فشاں کر رہی تھیں، جو آگ ایک حرماں نصیب اور مہجور وصال عاشق کے دل کو جلا جلا کر کباب بنا دیا کرتی ہے۔

حضور والا کی علالت پر یہ اضطراب اور یہ بے چینی کچھ ہم خدام ہی کی ذات تک محدود نہ تھی بلکہ اس کے پریشان کن اثرات ہندوستان کے گوشہ گوشہ اور چپے چپے پر سورج کی روشنی اور چاند کے نور کی طرح پھیل گئے تھے۔ اس لیے کہ اسلامی دنیا پر حضور والا نے جو احسانات فرمائے ہیں، نہ صرف اسلامی دنیا کو ان کا اعتراف ہی ہے بلکہ کائنات اسلام نے کافی رشد و ہدایت حاصل کرنے کے بعد حضور والا کو اپنا ''مرکز'' اور مستقر تسلیم کرلیا ہے۔

مزاج عالی کی صحت اور مرض کا ازالہ، اللہ تعالیٰ کا اسلامی دنیا پر ایک ایسا زبردست احسان ہے جس کے شکریہ سے اسلامی دنیا کو عہدہ برآ ہونا دشوار ہے۔ آج اگر ایک جانب ہمارا ضمیر ہمیں اس بات پر مجبور کر رہا ہے کہ ہم حضور والا کی صحت پر اپنے رحیم وکریم، مالک وخالق وتبارک وتعالیٰ کے حضور اس کے اظہار تشکر وامتنان کے لیے اپنی جبین نیاز کو جھکا دیں تو دوسری جانب ہمارے وہ دلی جذبات، جن کے اجزاء میں مسرت وانبساط کے اجزاء روح بن کر تحلیل ہو گئے ہیں ان کا اقتضا ہے کہ ہم ''صحت مزاج عالی'' پر، حضور والا پر چاروں طرف سے مبارکباد کے تازہ بتازہ اور خلوص وعقیدت کی خوشبو میں مہکتے ہوئے پھولوں کی کثرت سے نچھاور کریں۔

لہٰذا ہم (اراکین جماعت رضائے مصطفیٰ) حضور والا کو مزاج عالی کی صحت پر مبارکباد دیتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ رب

کریم! حضور والا کے ظل ہمایوں کو اسلامی دنیا پر قائم رکھے اور مسلمانوں کو اس کی توفیق عطا فرمائے کہ وہ حضور والا کی ذات ستودہ صفات سے فیوض و برکات کا اکتساب کرتے رہیں۔

(ماہنامہ یادگار رضا، جمادی الاخریٰ ۱۳۴۹ھ ص ۶، ۷، ۸۔ تہنیت منجانب منشی ہدایت یار خاں صاحب قیس نوری رضوی بریلوی، صدر جماعت رضائے مصطفیٰ بتاریخ ۱۰؍ جمادی الاخریٰ ۱۳۴۹ھ ،۴؍ بجے دن، بموقع تہنیتی اجلاس)

(آٹھ سال بعد۔ تیسری علالت)

☆ مخدوم ومکرم جناب ایڈیٹر صاحب الفقیہ دام ظلکم۔

بعد سلام مسنون گزارش یہ ہے کہ حضرت حجۃ الاسلام مولانا و مرشدنا مولوی قاری حاجی محمد حامد رضا خاں صاحب بریلوی۔ بوجہ زخم داہنا (پیٹھ کے پاس داہنے پہلو میں ہونے والے پھوڑے کا زخم) عرصہ سے علیل ہیں۔ جملہ قارئین اخبار الفقیہ و جملہ اہل سنت سے التجا ہے کہ دعا فرمائیں۔ مولیٰ تعالیٰ جلد از جلد صحت کامل عطا فرمائے اور تادیر ہمارے سروں پر ایسی بزرگ ہستیوں کا سایہ قائم رکھے۔ آمین

(محمد اسد علی قادری رضوی، قصبہ بہیڑی ضلع بریلی شریف)

(الفقیہ امرتسر ص ۷، اشاعت ۷؍ نومبر ۱۹۳۸ء)

☆ حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب بریلوی مدظلہ العالی ''بعد عرس اعلیٰ حضرت قدس سرہ'' سے سخت علیل ہیں۔ علالت روز بروز خطرناک صورت اختیار کرتی جا رہی ہے۔ ارباب آستانہ علاج و معالجہ میں ہر ممکن ذرائع اختیار کر رہے ہیں۔ مگر مرض پر اس وقت (تک) قابو نہیں بلکہ سخت صورت اختیار کرتا جا رہا ہے۔

میں مسلمانان اہل سنت کو دعا کی طرف توجہ دلاتا ہوں اور اس امر کی اپیل کرتا ہوں کہ جملہ مسلمانان اہل سنت عموماً اور رضوی حضرات خصوصاً، ہر نماز کے بعد حضرت اقدس کی صحت کے لیے سچے دل سے دعا فرمائیں۔

(المعلن: حماد رضا خاں نعمانی، فرزند حضرت حجۃ الاسلام، آستانۂ عالیہ رضویہ محلّہ سوداگران بریلی)

(الفقیہ امرتسر اشاعت ۲۱ تا ۲۸ مئی ۱۹۴۳ ص ۱۱)

(خبر وصال)

موت العالم موت العالم حضرت اقدس حجۃ الاسلام جناب مولانا مولوی حاجی قاری شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب قبلہ، صاحب سجادہ عالیہ رضویہ قدس سرہ العزیز کی (دوسری بار) علالت ربیع الاول شریف ۱۳۶۰ھ کی تاریخوں سے شروع ہوئی اور اس کے باوجود (کہ) علاج کی ہر ممکن صورت اختیار کی گئی مگر مرض شدت کے ساتھ بڑھتا رہا اور علالت ترقی کی صورت اختیار کرتی گئی۔

بالآخر ۱۷؍ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۲ھ مطابق ۲۳؍ مئی ۱۹۴۳ء بروز یکشنبہ (اتوار) شب کے ۱۱؍ بجے وہ وقت آ گیا جب کہ عشاق الٰہی ہجر و فراق کی کشمکش سے نجات حاصل کر کے محبوب حقیقی کے بادۂ وصل سے سرشار ہو کر ابدی، حقیقی حیات اور دائمی زندگی حاصل کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت نے عین اس حالت میں، جب کہ نماز کے لیے ہاتھ بندھے ہوئے تھے، وصال فرمایا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

(الفقیہ امرتسر اشاعت ۷ تا ۱۴ جون ۱۹۴۳ء، ص ۲)

(نماز جنازہ)

☆ حضرت قدس سرہ العزیز کے وصال کی خبر ایک ساعت میں تمام شہر میں پھیل گئی اور دوشنبہ (پیر) کی صبح کو جبکہ آفتاب اپنی نورانی کرنیں کائنات ارضی پر ڈال رہا تھا، بریلی کی فضاؤں پر غم والم کی بھیانک گھٹا چھائی ہوئی تھی اور بریلی کا گوشہ گوشہ اس عالم ربانی کے غم میں خون کے آنسو بہا رہا تھا۔

چونکہ سوداگران محلّہ میں کوئی جگہ ایسی نہ تھی (کہ) اس قدر کثیر مجمع کے ساتھ نماز جنازہ ہوسکتی، اس لیے قریب کی سب سے بڑی مسجد ''مسجد نومحلّہ'' کے قریب ''اسلامیہ ہائی اسکول'' (موجودہ اسلامیہ انٹر کالج عرس گاہ اعلیٰ حضرت) کے عریض میدان میں لے جایا گیا۔ مسجد نومحلّہ میں مغرب کی نماز ہوئی اور نماز مغرب کے بعد اسلامیہ ہائی اسکول کے میدان میں نماز جنازہ پڑھی گئی جس میں تقریباً پچیس ہزار مسلمان شریک تھے۔

(تدفین)

جنازہ ایک بہت بڑے جلوس کے ساتھ کتب خانہ کے نیچے سے بازار سے گزرتا ہوا شب کو ۱۰ ربجے محلّہ سوداگران خانقاہ عالیہ رضویہ میں پہونچا۔ مقامی و بیرونی مسلمان اس شمع رضوی پر پروانوں کی طرح ٹوٹ رہے تھے اور زیارت کے لیے مچل رہے تھے۔ اس لیے مزار اطہر (آستانہ اعلیٰ حضرت) میں اتارنے کے بعد زیارت کا موقع دیا گیا اور زیارت کا سلسلہ تقریباً ڈھائی گھنٹے رہا اور شب کو ساڑھے بارہ بجے جسم اطہر کو مواجہ اعلیٰ حضرت میں سپرد خاک کردیا گیا۔

(الفقیہ امرتسر، اشاعت ۷ تا ۱۴ جون ۱۹۴۳ء ص ۲)

(فاتحہ سوئم)

☆ تیسرے دن چہارشنبہ (بدھ) کو فاتحہ سوئم ہوئی جس میں بکثرت کلام پاک کا ختم ہوا۔ زائرین ومتوسلین کا اس درجہ ہجوم تھا کہ آستانہ عالیہ رضویہ، مسجد وخانقاہ شریف اور جماعت رضائے مصطفیٰ کا دفتر ناکافی ثابت ہورہا تھا۔ اسی تاریخ اور اسی وقت شہر کے دوسرے محلوں میں بھی فاتحہ سوئم ہوئی اور بکثرت کلام پاک کے ختم ہونے کی اطلاعات موصول ہورہی ہیں کہ اس وقت تک ایک ہزار تک ختم قرآن پاک کا اندازہ کیا جاتا ہے۔

اس میں شبہ نہیں کہ اس امام اہل سنت (حجۃ الاسلام) کا سایہ ہی ہمارے سروں سے اٹھ جانا یقیناً ایک زبردست روحانی تکلیف کا باعث ہے لیکن ہم سب کو دعا کرنا چاہیئے کہ مولیٰ تعالیٰ ہمیں صبر کی توفیق عطا فرمائے اور حضرت اقدس کے سلسلہ کو تا قیامت جاری رکھے۔ (آمین)

حضرت اقدس کے عرس چہلم کی تیاریاں ابھی سے ہورہی ہیں۔ اس مبارک عرس میں متوسلین اور ملک کے علماء و مشائخ کا زبردست اجتماع ہوگا جس میں حضرت اقدس سے بیعت وارادت کا تعلق رکھنے والے اصحاب خصوصاً حضرت اقدس کے خلفاء کی شرکت لازمی ہے۔ عرس چہلم کی تاریخ سے ان شاءاللہ تعالیٰ مطلع کیا جائے گا۔

(خادمان: ابراہیم رضا جیلانی، حماد رضا نعمانی۔ آستانۂ عالیہ رضویہ محلّہ سوداگران بریلی)

(الفقیہ امرتسر اشاعت ۷ تا ۱۴ جون ۱۹۴۳ء ص ۲ و ۳)

☆ ہم نے مندرجہ بالا خط کو جس رنج سے درج اخبار کیا ہے اور اس

سے جس قدر صدمہ ہمارے دل کو ہوا ہے اس کا اظہار بذریعہ تحریر ناممکن ہے۔ موت العالم موت العالم ایک سچا مقولہ ہے۔ ایسے علما کا دنیا سے اٹھ جانا درحقیقت دنیا کی موت ہے۔

اس پرفتن زمانہ میں جبکہ فرقہائے ضالہ دین اسلام کو خراب کرنے کے لیے بڑی جدو جہد سے کام لے رہے ہیں، ایسے لوگوں کا ہم میں سے اٹھ جانا ایک ناقابل تلافی نقصان پہنچانے والا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے فرزندان کو ان کا صحیح جانشین بنا دے اور ان کو توفیق دے کہ وہ ان کے نقش قدم پر چل کر اور حمایت دین متین میں سرگرم ثابت ہوں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم و مغفور کو اپنے جوار رحمت میں اعلیٰ مدارج عطا فرمائے اور پسماندگان اور متعلقین کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ (آمین۔ ابوالریاض، معراج الدین عفی عنہ، مدیر الفقیہ امرتسر۔ الفقیہ امرتسر اشاعت ۷ تا ۱۴ جون ۱۹۴۳ ص ۳)

☆ تاریخ وصال حضرت اقدس حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ کے نام نامی میں مضمر اور یہ کرامت طاہرہ ہے۔ "زبر بینات کے حساب سے"

حامد رضا (۱۳۶۲ھ)

ح۔حا۔(۹)۔ا۔الف (۱۱۱)۔م۔میم (۹۰)۔د۔دال (۳۵)

ر۔را۔(۲۰۱)۔ض۔ضاد (۵۰۸)۔ا۔الف (۱۱۱)=۱۳۶۲

مستخرجہ: عنایت محمد خاں غوری غفرلہ (تلمیذ و خلیفہ حجۃ الاسلام)

(الفقیہ امرتسر، اشاعت ۷ تا ۱۴ر جنوری ۱۹۴۴ ص ۱۱)

☆ (حضرت قدس سرہ کے وصال پر منظوم خراج)

از۔ شاعر نظام دکن محمد خواجہ معین الدین عارفؔ

الوداع اے حجۃ الاسلام معراج کمال
الوداع اے حجۃ الاسلام سرتاج کمال
الوداع اے محسن اسلام و ایماں کے کمال
الوداع اے فخر دینِ احمدائے لا زوال
الوداع اے عالم و علامۂ اسلام و دین
الوداع اے رہبرائے شیر اسلام مبین
دشمن دینِ نبی پر تو گرجتا شیر تھا
قطع اعدا پہ ترا خامۂ شمشیر تھا
تو نے منھ توڑا تھا آکر دشمن توحید کا
بول بالا کر دیا اس گلشن توحید کا
ہستی انمول گوہر تھی تری، تجدید کو
اور درخشاں کر دیا تھا شمعِ توحید کو
رافضی و قادیانی، خارجی کے سر کٹے
تیرے سیف خامہ سے، ظالم تھے جتنے مر مٹے
"المسیح الکذب" میں جو اعلیٰ حضرت نے کہا
کیسی ہے توصیف تیری، کیسا تیرا گل کھلا
لکھ کے تو نے "صارم ربانی" وا صد مرحبا
قادیانی کے دہن میں سخت پتھر رکھ دیا
حیف! جبکہ اٹھ رہا تھا مشرقی غدار دین
لی خبر اس کی نہ تو نے، ہو گیا جنت نشیں
موت کیا تیری ہوئی یہ موت عالَم کی ہوئی
مصداق یہ "موت العالم موت العالم" بن گئی
دیوبندی اور وہابی خارجی ناشاد تھے
یہ لٹیرے دین کے یوں خانماں برباد تھے

جانشین اعلیٰ حضرت تھا یہاں نعم البدل
موت نے بے وقت کی، ہم پر کیا کیسا عدل
تھانوی، نانوتوی، چکڑالوی حیران تھے
قادیانی اور وہابی بھی یہاں ویران تھے
لوٹنے آئے تھے دیں، ان سے ہوا سینہ سپر
گلشن توحید سے تونے نکالا، شیر نر!
سیف خامہ سے اڑائیں دشمنوں کی دھجیاں
چشمۂ اسلام کو تونے کیا بحرِ رواں
آگ برسائی تھی تو نے ہر فریبی دام پر
حجۃ الاسلام ہے احساں ترا اسلام پر
کیا قیامت کی مصیبت ہے دلوں پر آج کل
حجۃ الاسلام ہے تیرا نہیں نعم البدل
خون کے سیلاب، چشم نم سے بہتے ہیں مرے
واصل رحمت ہوا اور چشم عالم سے پَرے
یہ مصیبت قوم کی، آنکھیں بھلا سکتی نہیں
حیف! کہ تجھ سے ہمیں پھر سے ملا سکتی نہیں
موت نے بے وقت کی تجھ کو کیا ہم سے جدا
کیا کریں جز صبر ہم اور چشم سے گوہر بہا
یہ دعا ہے شاہزادے جو کہ ہوں مسند نشیں
ہوں ترے نعم البدل وہ اور رہیں حامیِ دیں
قوم کی ہے یہ دعا عارفؔ ہوں وہ جنت نشیں
سایۂ احمد ملے، ان کو ملے خلد بریں

(آمین۔الفقیہ امرتسر، اشاعت ۲۱ تا ۲۸ جولائی ۱۹۴۳ء ص ۹)

(خبر جلسہائے ایصال ثواب)

☆ زیب مسند رضویہ، سید العلما، قدوۃ الفضلا، حضرت حجۃ الاسلام مولانا مولوی حامد رضا خاں صاحب کی خبر ارتحال پُر ملال سن کر دھوراجی (گجرات، انڈیا) میں زیر صدارت حضرت مولانا مولوی مفتی عبد العزیز خاں صاحب، جلسۂ ایصال ثواب منجانب اراکین ''مدرسہ مسکینیہ'' میں منعقد کیا گیا۔ جلسہ مدرسہ مسکینیہ میں منعقد ہوا۔ جس میں تمام طلبہ و اراکین و مدرسین مدرسہ مسکینیہ و احباب اہل سنت نے شرکت کی۔ صبح ساڑھے دس بجے سے ساڑھے گیارہ بجے تک قرآن خوانی ہوئی پھر راقم الحروف (مولانا احمد میاں، مدرس مدرسہ مسکینیہ) نے آں مرحوم کے فضائل بطور اختصار بیان کئے پھر حضرت مولانا مولوی مفتی عبد العزیز خاں صاحب نے فاتحہ و دعائے خیر فرمائی۔ تمام احباب اہل سنت کے دلوں پر اس خبر وحشت اثر نے نہایت رنج پیدا کیا۔ خداوند کریم آں مرحوم کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قدم بقدم چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

(کمترین جہاں احمد میاں، مدرس مسکینیہ دھوراجی)

(الفقیہ امرتسر، اشاعت ۷ تا ۱۴ جون ۱۹۴۳ ص ۱۰)

☆ ۲۹/۵/۱۹۴۳ء کو بوقت شب ساڑھے دس بجے سے ۱۲/ بجے تک زیر صدارت حضرت قبلہ ڈاکٹر حاجی غلام رسول صاحب، سول سرجن فیروز پور شہر، ناظم انجمن ھذا (انجمن خدام المسلمین) جلسۂ فاتحہ خوانی منعقد رہا جس میں تقریباً ۳۰/ اراکین و ممبران انجمن حاضر تھے اور چند اشخاص غیر ممبران بھی شامل تھے۔ حضرت قبلہ حجۃ الاسلام مولانا

مولوی محمد حامد رضا خاں کے انتقال پُر ملال کا اظہار افسوس کیا گیا اور ایک قرآن پاک اور تین پارے زائد خواندہ کی طرف سے اور بارہ ہزار کلمہ شریف کا نا خواندہ کی جانب سے مولانا مرحوم کی روح پُرفتوح کو ایصال ثواب کیا گیا اور دعا کی گئی کہ خداوند کریم مولانا مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے، جملہ مسلمان اہل سنت و جماعت کو ان کا نعم البدل بخشے۔

(محمد عبداللہ خاں، سکریٹری انجمن خدام المسلمین، فیروز پور شہر)

(الفقیہ امرتسر، اشاعت ۲۱ تا ۲۸ جون ۱۹۴۳ص ۱۰)

☆ چراغ مسند رضویہ حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں صاحب کے فردوس نشیں ہونے کی خبر پڑھ کر جامع مسجد شریف، ڈیرہ غازی خاں (پنجاب موجودہ پاکستان) میں جلسۂ ایصال ثواب منعقد کیا گیا۔ حضرت مولانا غلام جہانیاں صاحب مدظلہ العالی نے فاتحہ و دعائے خیر فرمائی۔ حفاظ القرآن المجید کی کثیر جماعت شریک جلسہ تھی۔ بہت ختم قرآن موصول ہوئے۔ ایصال ثواب روح پُرفتوح حضرت مرحوم کیا گیا۔

(نیاز مند احقر حافظ محمد حبیب اللہ، تاجر کتب ڈیرہ غازی خاں عفی عنہ)

(الفقیہ امرتسر، اشاعت ۲۱ تا ۲۸ جون ۱۹۴۳ص ۱۰)

(عرس چہلم)

۴؍ جولائی ۱۹۴۳ء مطابق ۲۹؍ جمادی الآخر ۱۳۶۲ھ یوم یک شنبہ (اتوار) کو آفتاب شریعت وطریقت حجۃ الاسلام حضرت مولانا الحاج مولوی مفتی قاری شاہ حامد رضا خاں صاحب قادری رضوی ''علامۂ بریلوی'' قدس سرہ کا عرس چہلم شریف خانقاہ عالیہ رضویہ بریلی محلّہ سوداگران میں، نہایت اہتمام واحترام سے عمل میں آیا۔ نامور علمائے کرام و مشائخ عظام نے شرکت فرمائی۔ عرس چہلم کے اس شاندار اور مبارک اجتماع اور اپنی نمایاں خصوصیات سے واحد جلسے میں قرآن خوانی و منقبت خوانی کے ساتھ اعلیٰ حضرت قبلہ امام اہل سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سجادہ نشین حضرت مفتی اعظم جناب مولانا مولوی شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب قادری مدظلہ کو قرار دیا گیا اور حجۃ الاسلام قدس سرہ کا سجادہ نشین آپ کے فرزند اکبر حضرت جناب مولانا ابراہیم رضا خاں صاحب قادری عرف جیلانی میاں صاحب کو بنایا گیا اور طے پایا کہ مدرسہ منظر اسلام حضرت مفتی اعظم صاحب قبلہ کی سرپرستی میں رہے گا۔ مجھے (مدیر الفقیہ کو) ان مستحسن تجویزوں سے نہایت مسرت ہوئی، جن سے امید کی جاتی ہے کہ مستقبل تابناک و شاندار ثابت ہوگا۔

(رپورٹ: مدیر الفقیہ امرتسر حکیم معراج الدین صاحب، اشاعت ۷ تا ۱۴؍ اگست ۱۹۴۳ص ۸)

☆ بریلی شریف سے حضرت شاہ حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چہلم شریف کی اطلاع بنام حضرت مولانا مفتی عبدالعزیز خاں صاحب آئی جس میں تمام احباب اہل سنت کو دعوت شرکت دی گئی تھی۔ چونکہ یہاں سے تمام احباب کی شرکت و حاضری بریلی شریف دشوار تھی لہٰذا بمشورۂ احباب اہل سنت، جلسۂ چہلم شریف دھوراجی (کاٹھیاواڑ، گجرات) میں منعقد کیا گیا تاکہ غرض ایصال ثواب حاصل ہو جائے اور آں جناب والا کی روح پُرفتوح سے استفاضہ بھی ہو جائے۔

بتاریخ ۳۰؍ ماہ جمادی الاخریٰ ۱۳۶۲ھ مطابق ۴؍ جولائی ۱۹۴۳ء بروز یک شنبہ بوقت صبح ۹؍ بجے سے جلسہ چہلم شریف رکھا

گیا۔ جلسے میں شہر کے اکثر لوگوں نے شرکت کی۔ ''مسجد نا گانی شاہ'' آدمیوں سے پُر ہوگئی۔ مدرسہ مسکینیہ کے طلبہ و مدرسین و اراکین و احباب اہل سنت نے اس جلسہ کو کامیاب کرنے کے لیے خصوصی حصہ لیا۔ آخر میں حضرت مولانا مولوی مفتی صدر المدرسین عبد العزیز خاں صاحب نے نہایت جامع تقریر فرمائی جس میں اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حضرت مولانا شاہ حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل و کمالات مع تردید فرقہائے باطلہ، نہایت دلچسپ انداز میں بیان فرمائے۔ جس سے مجمع نہایت محظوظ ہوا، بعدہ فاتحہ خوانی ہوئی اور تمام حضار مجلس کو شیرینی تقسیم کی گئی۔ اس کے بعد طعام فقراء، مساکین و طلبہ مدرسہ کا انتظام کیا گیا تھا۔ تقریباً ایک سو آدمیوں کا کھانا تیار کیا گیا تھا۔ اس جلسہ و طعام کے اخراجات میں تمام احباب اہل سنت نے شرکت فرمائی۔ مولیٰ عزوجل اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے قبول فرمائے اور حضرت حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے آمین یارب العالمین۔

(فقیر حقیر احمد میاں غفرلہ ولابویہ ولاحبابہ الرحمٰن، مدرس مدرسہ مسکینیہ دھوراجی کاٹھیاواڑ)

(الفقیہ امرتسر، اشاعت ۲۱ تا ۲۸ جولائی ۱۹۴۳ص ۱۱)

☆ بتاریخ ۱، ۲ رشعبان المعظم ۱۳۶۲ھ مطابق ۳۔ ۴ راگست ۱۹۴۳ء بروز منگل، بدھ۔ مقام ''چوہدوباڑی''، دلہاڑی، تحصیل کھاریاں ضلع گجرات (موجودہ پاکستان) میں زیر صدارت مولوی فضل الدین صاحب و میاں رحم علی صاحب، حضرت حجۃ الاسلام مقتدائے انام مولانا الحاج قاری شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک زیر اہتمام انجمن ارشاد الاسلام، نہایت تزک و احتشام سے منعقد کیا گیا۔ حضرات علمائے کرام نے سیرت سیدنا رسول عربی، صحابہ کرام، شہدائے کربلا، سیرت غوثیہ، فضائل عرس اور قبلہ حجۃ الاسلام کی زندگی کے پاکیزہ حالات، بزرگان دین، سلف صالحین کی تعلیمات، کرامات اور ارشادات سے حاضرین کے قلوب کو منور فرمایا اور نعت خوانوں نے نعت خوانی کرتے ہوئے مجمع کو متاثر کر کے صحیح العقیدہ اہل سنت والجماعت میں ہی شامل رہنے کی ہدایت کی۔ دیگر غیر مذاہب کی تردید بھی کی گئی۔ ختم قرآن مجید اور قل شریف پڑھ کر حضرت قبلہ حجۃ الاسلام اور دیگر بزرگوں کی روح پُرفتوح کو ایصال ثواب کیا گیا۔ جلسہ ہر دو روز تقریروں اور مجمع کے لحاظ سے نہایت شاندار طریق پر بعد دعائے خیر، اختتام پذیر ہوتا رہا۔

(المشتہر: میاں غلام رسول، سکریٹری انجمن ارشاد الاسلام۔ بٹی دلہاڑی بیکھہ، مہروج پور، تحصیل کھاریاں ضلع گجرات (موجودہ پاکستان)

(الفقیہ امرتسر، اشاعت ۷ تا ۱۴ ستمبر ۱۹۴۳ص ۱۱)

(اعلان عرس حامدی)

امام الاولیاء، تاج الاتقیاء، آفتاب شریعت و طریقت، رئیس العارفین، سراج الکاملین، شیخ المحدثین، رأس المفسرین، فقیہ اعظم، قبلۂ عالم، شیخ الانام، حجۃ الاسلام حضور پُرنور حضرت مولانا مولوی شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب قبلہ قدس اللہ سرہ العزیز کا عرس سراپا قدس ۱۶، ۱۷ رجمادی الاولیٰ ۱۳۶۳ھ مطابق ۱۰ رمئی ۱۹۴۴ء بروز چہار شنبہ (بدھ) پنج شنبہ (جمعرات) فیض بخش عام ہوگا۔

فقیر محمد ابراہیم رضا قادری رضوی حامدی

گدا آستانہ و خادم سجادہ محلّہ سوداگران بریلی

(الفقیہ امرتسر، اشاعت ۷ تا ۱۴ مئی ۱۹۴۴ص ۱۱)

(عرس اعلیٰ حضرت میں قل شریف)

۲۵رصفر۱۳۶۴ھ/ ۹رفروری ۱۹۴۵ء جمعہ صبح خاص دن بعد نماز صبح تلاوت قرآن کریم اوراہتمام غسل شریف بھی اس وقت ۱۱ربجے دن کے ہوا۔ساڑھے نو بجے سے جلسہ شروع ہوا۔تلاوت قرآن کریم کے بعد نعت شریف بعدازاں مولوی صدیق اکبرشاہ اور پھر مولوی غلام محی الدین مرادآبادی اوراس کے بعد مولوی غلام قادری صاحب اور سرطس رفتار خاں اور ایم پی احمد مالاباری،مولوی عبد الحمید صاحب،مولوی عبد الحق صاحب کاٹھیاواڑی ،مولوی اجمل شاہ صاحب سنبھلی کی تقاریر ہوئیں ۔ڈھائی بجے سے منقبت ہائے کا سلسلہ شروع ہوااورٹھیک ۲ربجکر ۳۸منٹ پرقل شریف اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ ہوکر نماز جمعہ پڑھی گئی۔شام بعد نماز مغرب حلقۂ ذکر شریف ،بعدعشا تلاوت قرآن پاک ،نعت شریف پھرتقریر مولوی صدیق اللہ شاہ صاحب اور شب کو ۱۰ربجکر ۴۵منٹ پر حضرت حجۃ الاسلام قدس اللہ سرہ العزیز کاقل شریف ہوا۔

(الفقیہ امرتسر،اشاعت ۷تا۱۴مارچ ۱۹۴۵ص ۷)

(عرس سے متعلق وصیت)

اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، مجدد دین وملت، امام اہل سنت، شیخ الاسلام والمسلمین محی سنن سید المرسلین۔وعلیہ وعلیہم وعلیٰ آلہ وصحبہ الصلوٰۃ والتسلیم ۔قدس سرہ العزیز کا عرس شریف ۲۳،۲۴،۲۵رصفر مظفر ۱۳۶۵ھ مطابق ۲۸،۲۹،۳۰رجنوری ۱۹۴۶ء بروز دوشنبہ (پیر) سہ شنبہ (منگل) چہارشنبہ (بدھ) فیض بخش عام ہوگااوران ہی تاریخوں میں اعلیٰ حضرت کے فرزنداکبرحضرت حجۃ الاسلام کاعرس بھی حسب وصیت کہ ”میرا عرس علاحدہ نہ کیا جائے۔الخ“،اعلیٰ حضرت قدس سرہ کےعرس شریف ہی میں شامل کردیا گیاہے۔جس کاقل ۲۴رصفرکو شب کے وقت بعد ہر دوخرقہ پوشی ہوگا۔

وصیت حضرت حجۃ الاسلام،ان کی دوراندیشی اور معاملہ فہمی پردال ہے۔یقیناًایک سال میں دوعرسوں کا کرناعظیم اخراجات کا باراٹھانااورسال میں دوبارمخلصین کوزیربار اخراجات کرنااوراس دوردشوارگزار میں کہ تھوڑی دورسفرنہایت موجب تکلیف ہے،دوبار زحمت سفر دینا ہرگز مناسب نہیں اوراس کالازمی نتیجہ یہ بھی ہوتا کہ یا کوئی عرس بھی پُررونق اورشانداراجتماع کا حامل نہیں ہوا کرتا یاایک ہی شاندار ہوتا ،دوسرا ناکامیاب۔اس لیے ۲۴رصفر حضرت حجۃ الاسلام کےقل کی مخصوص کردی گئی ہے۔

المکلفین :فقیرمحمد مصطفیٰ رضا قادری نوری برکاتی رضوی

خادم وگدا آستانۂ عالیہ رضویہ محلّہ سوداگران بریلی

وفقیرمحمد ابراہیم رضا قادری رضوی حامدی،خادم آستانۂ عالیہ

(الفقیہ امرتسر،اشاعت دسمبر۱۹۴۵ص۱۲)

☆بعونہ تعالیٰ حضور پُرنور امام اہل سنت،مجدد دین وملت سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا عرس سراپا قدس بتاریخ ۲۳،۲۴،۲۵رصفر مظفر ۱۳۶۶ھ بروز جمعہ،شنبہ، یکشنبہ مطابق ۱۷،۱۸،۱۹رجنوری ۱۹۴۷ء آستانۂ عالیہ قدسیہ درگاہ رضویہ میں فیض بخش اہل عقیدت ہوگا۔عرس حضرت حجۃ الاسلام قدس سرہ کی تاریخ ۲۴رصفر مطابق ۱۸رجنوری ۱۹۴۷ء یوم شنبہ (ہفتہ) مقرر ہے۔جس کاقل اسی تاریخ کوشب کے وقت بعد خرقہ پوشی ہوگا۔۔آپ کی شرکت حضور پُرنور سیدنا اعلیٰ حضرت وحضرت حجۃ الاسلام کی روحانی مسرت اور ہماری انتہائی خوشی

کا باعث ہوگی۔

المکلفان: فقیر محمد مصطفیٰ رضا قادری نوری

خادم سجادہ اعلیٰ حضرت، مجدد دین وملت (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

وفقیر محمد ابراہیم رضا قادری رضوی حامدی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

سجادہ نشین حضرت حجۃ الاسلام قدس سرہ العزیز

محلّہ سوداگران بریلی

(الفقیہ امرتسر، اشاعت ۷ تا ۱۴ جنوری ۱۹۴۷ص ۹)

(تاریخ وصال پر عرس حامدی)

☆امام اہل سنت، شیخ المحدثین، رأس المفسرین، فقیہ اعظم، قبلۂ عالم، شیخ الانام، حجۃ الاسلام حضرت مولانا مولوی شاہ حامد رضا خاں صاحب قبلہ ''علامہ بریلوی'' قدس سرہ العزیز کا عرس سراپا قدس بتاریخ ۱۶، ۱۷؍ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۶ھ مطابق ۸، ۹؍ مئی ۱۹۴۷ء بروز پنج شنبہ، جمعہ فیض عام ہوگا۔ ہندوستان کے اکابر مشائخ وعلمائے کرام مدعو کئے گئے ہیں۔ جو اپنے مواعظ حسنہ سے حضار کے قلوب کو ایمانی انوار کی تابشوں سے لبریز فرمائیں گے۔ اس مبارک اور شاندار اجتماع میں ضرور تشریف لاکر اپنی اور داعیان عرس کی مسرتوں کو دوبالا کریں اور ''وَابۡتَغُوۡا اِلَيۡهِ الۡوَسِيۡلَةَ'' کے تمسک اور برکات عظیم سے دامن مراد بھرلیں۔

المکلفین: فقیر محمد مصطفیٰ رضا قادری نوری برکاتی رضوی

خادم وگدا آستانہ عالیہ رضویہ

وفقیر محمد ابراہیم رضا قادری رضوی حامدی

خادم آستانہ عالیہ رضویہ محلّہ سوداگران بریلی

(الفقیہ امرتسر، اشاعت ۲۱ تا ۲۸ اپریل ۱۹۴۷ص ۷)

(جمعیت حامدیہ کا قیام)

☆حضور پُرنور اعلیٰ حضرت امام العلماء شیخ الانام سیدنا حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب قادری بریلوی قدس سرہ کی یادگار میں ''جمعیت حامدیہ'' بریلی کا قیام عمل میں آیا۔

مجدد مأۃ حاضرہ، قطب دوراں، امام اہل سنت قبلہ بریلوی علیہ الرحمہ کی طرح حضور پُرنور سیدنا حجۃ الاسلام قدس سرہ کی ذات عالی محتاج تعارف نہیں۔ آپ کی علمی وجاہت، رفعت شان، دینی جلالت وصولت اور بلند، وسیع اخلاق مہر نیم روز کی طرح عالم آشکار ہے۔ دورِ حاضر کا وہ چمکتا دمکتا رشد وہدایت کا وہ آفتاب عالم تاب ہے، جس کی نورانی کرنوں فضائے عالم کو نور وضیاء سے معمور کر دیا ہے، علم وعمل، عرفان وحقیقت، فضل وکمال کا وہ بحر ناپیدا کنار ہے، جس کی امواج فیضان نے اسلامی کائنات کو سیراب وشاداب کر دیا۔

''الجمعية الحامدية'' اس مجسمۂ خیر وبرکت، سرچشمۂ صدق ودیانت، پیکر حق وصداقت، آفتاب شریعت وطریقت کی محبوب یادگار دار العلوم منظر اسلام، مرکزی جماعت رضائے مصطفیٰ کی بقا وتحفظ کی حامل ہوگی اور متوسلین سلسلہ رضویہ حامدیہ میں ربط واتحاد ورواداری قائم رکھے گی اور اس امام جلیل کے علمی وقار اور شہرۂ آفاق اقتدار کو برقرار رکھنا اور ان کی پاک سیرت اور مقدس زندگی کے نمایاں واقعات کی نشر واشاعت کرنا اس کا اہم ترین فرض ہوگا۔

ہم جملہ برادران اہل سنت اور یاران طریقت، جو ہندوستان کے تمام گوشوں میں لاکھوں کی تعداد میں پھیلے ہوئے ہیں۔ (ان سے) پُرزور درخواست اور اپیل کرتے ہیں کہ ''الجمعية الحامدية'' بریلی کی رکنیت قبول فرما کر مبلغ ۱۰۰؍ روپئے کی رقم بطور چندہ سالانہ جناب مولانا مولوی مفتی ابرار حسین صاحب صدیقی حامدی بریلی کے نام ترسیل فرما کر عند اللہ ماجور وعند الناس مشکور ہوں۔

(الفقیہ امرتسر ۲۸؍ نومبر۔ یہ اپیل خلیفۂ حجۃ الاسلام مولانا عنایت محمد خاں غوری حامدی صاحب کی طرف سے شائع کرائی گئی تھی جو حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ کے پُرجوش، وفاشعار اور سرگرم عمل خلیفہ وتلمیذ تھے۔ ان کی ہی محنت اور کوشش سے حضرت حجۃ الاسلام کی یادگار میں یہ جمعیت حامدیہ قائم ہوئی تھی)

آہ! آبروئے علم وحکمت علامہ ساحل سہسرامی

از۔علامہ محمد فروغ القادری ورلڈ اسلامک مشن انگلینڈ (برطانیہ)

اے ہمایوں زندگی تیری سراپا سوز تھی
تیری چنگاری چراغ انجمن افروز تھی

یہ جان کر مجھے بے حد افسوس اور قلبی صدمہ گزرا کہ آبروئے علم وحکمت، محقق عصر، حضرت الافاضل، جواں سال عالم ربانی، حضرت علامہ ڈاکٹر ساحل سہسرامی مؤرخہ 24 /جولائی 2024ء کو اپنے آبائی وطن صوبہ بہار کے مردم خیز ضلع سہسرام میں وصال فرما گئے۔اناللہ وانا الیہ راجعون۔

علامہ ارشاد احمد ساحل سہسرامی جیسی مختلف الجہات شخصیتیں آفاق کی وسعتوں میں صدیوں بعد پیدا ہوتی ہیں۔اس قدر جامع الصفات۔علوم جدیدہ وقدیمہ سے آراستہ۔علوم معقول ومنقول کا جامع۔تحقیقی، فقہی، علمی وادبی صلاحیتوں سے مرصع ان کے معاصر علماء میں مجھے کوئی اور نظر نہیں آتا۔

مجھے یقین نہیں آتا کہ وہ اس قدر جلد عالم جواں سالی میں ہم سب سے جدا ہو جائیں گے۔مگر ہونا وہی ہے جو مشیت کو منظور ہے۔شوکت ایمان ویقین کی جلوہ سامانیوں کے ساتھ آج وہ عرش الٰہی کے سائے میں محو خواب ہیں اور ملکوتی فرشتوں کی رحمتیں ان کی قبر پاک پر برس رہی ہوں گی۔خاکی مکینوں کی آخری آرام گاہ ستاروں کی انجمن ہوتی ہے، علامہ ساحل سہسرامی آج ستاروں کی انجمن میں محو خواب ہیں۔

ان سے میری پہلی ملاقات زمانہ طالب علمی میں الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ میں ہوئی تھی۔پھر ملک کے طول وعرض میں انعقاد پذیر کانفرنسوں میں ملاقات کا شرف حاصل رہا۔وہ اج ہم میں بظاہر موجود نہیں ہیں تاہم میرے تصورات کی شاہراہوں پر ان کی یادوں کا چراغ بہت دیر تک روشن رہے گا۔مجھے یقین ہے کہ ان کے مخلص اور احسان شناس تلامذہ ان کے مشن کو مکمل کرنے میں اپنی ہر ممکن کوششوں کو بروئے کار لائیں گے۔ان کا خلوص فراواں، ان کا جذبہ دل اور علمی وتحقیقی راہوں میں ان کی دقت طرازی کے اثرات بہت دیر تک باقی رہیں گے۔

''حضرت علامہ ساحل سہسرامی نوراللہ مرقدہ'' کو دیگر علوم کے ساتھ ساتھ فن تصوف سے گہرا شغف اور جنون خیز وابستگی تھی، انہوں نے اس ذوق لطیف کو عملی طور پر اپنی عمر کے اخری لمحے تک باقی رکھا۔اس حوالے سے ساڑھے آٹھ سوصفحات پر پھیلی ہوئی صوفیا اور مشائخ طریقت کے تذکار وانساب پر مشتمل ''منبع الانساب، وجود العاشقین، النور البھاء'' جیسی معرکۃ الآراء کتابیں اور قیمتی نگارشات ان کی قلمی زندگی کے لازوال شاہکار ہیں۔جن کی آئینہ بندیوں سے ایوان تصوف کے بام ودر بہت دیر تک روشن وتابناک رہیں گے۔

دراصل تصوف انسان کے ذوق باطن اور لذت وجدانی کو اپنا رہبر بناتا ہے۔اس کی خود آگاہی ان سنگلاخ راہوں کے پیچ وخم سے آشنا ہوتی ہے۔جہاں اسے جلوۂ یوسف گمشدہ کی تپش ہر لحہ آمادہ کار رکھتی ہے۔کشود عقدۂ مشکل کے لازوال جذبے سے سرشار یہ

اپنے عزم کی ٹھوکر سے راستے کے ہر پتھر کو چراغ راہ بناتا ہے۔ وہ عرفان نفس کی گہرائیوں میں ڈوب کر خودی کا رازداں اور خدا کا ترجماں ہوتا ہے۔

ایک صاحب حال و مقال صوفی کا دل مجاہدہ، مراقبہ، مشاہدہ، تعقل، حواس خمسہ، کشف والہام اور یقین ووجدان سے لبریز ہوتا ہے۔ان تمام کیفیات کا مصدر ومنبع دل ہے وہ ہر وقت عقل کے مقابلے میں صف آرا رہتا ہے۔

علامہ ساحل سہسرامی مذکورہ تمام خصوصیات کے حامل تھے۔وہ اپنی کم عمری کے باوجود قوم وملت کے دینی وعلمی اثاثوں کے تحفظ کے لیے اپنی پوری زندگی جدوجہد کرتے رہے۔ جہاں وہ ایک عظیم عالم ربانی، مایہ ناز مدرس، فن افتاء پر گہری بصیرت واستحضار ذہنی رکھنے والے فقیہ تھے۔ وہیں وہ ایک خداترس صوفی باصفا بھی تھے۔وہ شریعت سے طریقت کے مابین وسیع وعریض ربط وضبط سے واقف کار تھے۔

کامل مومن وہی ہے جو شریعت وطریقت کا جامع ہو اور یہ جامعیت تمام عرفانی احوال ومقامات، وجدانی ذوق اور علم لدنی سے عبارت ہے۔

وہ علم، کم بصری جس میں ہمکنار نہیں
تجلیات کلیم و مشاہدات حکیم

حضرت علامہ ساحل سہسرامی کا شمار درحقیقت اپنے من میں ڈوب کر سراغ زندگی پا جانے والوں میں ہوتا تھا۔ وہ صاحب خرد، صاحب نظر، صاحب اسرار، درویش صفت، خودنمائی سے دور، خلوت پسند اور خاموش طبع انسان تھے۔ تاہم ان کے خاموش وجود کی تہ میں عشق وعرفان کا بل کھاتا ہوا سمندر ان کی کامیاب زندگی کا راز تھا جس میں ہزاروں انقلابات خوابیدہ تھے۔ درحقیقت یہ ان لوگوں میں تھے جنہیں ان کی سادگی اور سچائی قابل قدر بناتی ہے اور جن کی صحبتوں میں پہروں بیٹھنے کو دل چاہتا ہے۔ ان کی سحر انگیز شخصیت میں گم شدہ زمانوں کے علمائے ربانیین کی سی مقناطیسی کشش پائی جاتی تھی اور یہی ان کی زندگی کے غیر معمولی عناصر ترکیبی ہیں جو خورشید جہاں تاب کی طرح پس وصال بھی اندھیری رات کے مسافروں کے لیے انوار وتجلیات بکھیرتے رہیں گے۔ رب قدیر ان کے مرقد پر اپنی خصوصی رحمتوں کے پھول برسائے۔ آمین یارب العالمین

ترے آنے سے بڑھی رونق گلزار حیات
کیا گئے تم کہ کوئی گل بھی شگفتہ نہ رہا

اپیـــــل

یادگارِ اعلیٰ حضرت جامعہ رضویہ منظر اسلام کا تعلیمی وتعمیری سفر کامیابی وکامرانی کے ساتھ اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے۔

اربابِ خیر سے گزارش ہے کہ اعلیٰ حضرت کی اس اہم یادگار کا ہر موسمِ خیر میں خیال رکھیں اور اس کے تعاون کے لیے ہر ممکن کوشش فرمائیں۔ اس کے ساتھ ہی ماہنامہ اعلیٰ حضرت کے ممبران حضرات اپنی فیس وقت پر جمع کرتے رہیں تاکہ ماہنامہ کی اشاعت بروقت بحسن وخوبی ہوتی رہے۔ (ادارہ)

آئینۂ منظر اسلام

وہ منظر اسلام جسے سرکار اعلیٰ حضرت نے ایک آل رسول کی فرمائش پر ۱۳۲۲ / ۱۹۰۴ء میں شہرستانِ عشق ومحبت بریلی شریف کی سرزمین پر قائم فرمایا۔

وہ منظر اسلام جس کی بے مثال تعمیر وترقی اور عظمت و رفعت حضور حجۃ الاسلام کی ارفع و اعلیٰ انتظامی صلاحیتوں کا ایک خوبصورت استعارہ ہے۔

وہ منظر اسلام جس کے گلشن علم وحکمت کی لازوال تروتازگی وشادابی میں سرکار مفتیٔ اعظم ہند کا علمی و روحانی تصرف ہمہ وقت کارفرما ہے۔

وہ منظر اسلام جس کی رعنائیاں اورتابانیاں سرکار مفسر اعظم ہند کے بے مثال ایثاروقربانی اور خلوص کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

وہ منظر اسلام جس کی عالمی شہرت اور مرکزی حیثیت حضرت ریحان ملت کی قائدانہ صلاحیتوں کا ایک روشن ومنور نمونہ ہے۔

وہ منظر اسلام کہ شاہ راہ ترقی پر جس کی تیز گامی میرے والد محترم حضور صاحب سجادہ کی پرعزم، مستحکم اور مخلصانہ قیادت ونظامت کی درخشاں ودیدہ زیب تصویر ہے۔

وہ منظر اسلام جو ماضی قریب کے اکثر اکابر اہل سنت کا قبلۂ علوم وحکمت ہے۔

وہ منظر اسلام جس نے قوم وملت کو ''تحریک تحفظ ناموس رسالت'' اور '' تحریک تحفظ عظمت اولیا '' کے بے شمار جانباز سپاہی عطا فرمائے۔

وہ منظر اسلام جو دینی وعصری علوم وفنون کے ساتھ اسلامی افکار ونظریات کی ترسیل وتبلیغ، عقائد اہل سنت کی ترویج و اشاعت اور مسلک اعلیٰ حضرت کے عروج وارتقا کے لئے شب وروز سرگرم عمل ہے۔

وہ منظر اسلام جس کے فارغین کی ایک عظیم جماعت عالم سنیت کے خطہ خطہ میں مذہب ومسلک کی بے لوث خدمت کرنے میں مصروف کار ہے۔

وہ منظر اسلام جو اپنے تابناک ماضی کی ضیا بار کرنوں کی روشنی میں اپنے روشن ومنور مستقبل کے خطوط متعین کرکے اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے۔

ہاں ! یہی منظر اسلام آج آپ کے جذبۂ ایثار وتعاون کو آواز دے رہا ہے۔ آئیے! اور اس کے عروج وارتقا کے لئے دل کھول کر حصہ لیجئے تاکہ اعلیٰ حضرت کے اس عظیم ادارے کا یہ علمی وروحانی قافلہ یوں ہی اپنے سفر کی منزلیں طے کرتا رہے۔

فقیر قادری محمد احسن رضا
سجادہ نشین درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف

United
PRINTERS BAREILLY
(M) 9319623803, 9548639384

Monthly "Aala Hazrat" Urdu Magazine
84, Saudagran Street, Bareilly 243003-(U.P.)
Ph.: 2555624, 2575683-(Office)
Fax : 2574627 (0091-581)

R.N.P. NO. 6802/60 N.I.C.
POSTEL REGD. NO. U.P BR-175/2024-25
PUBLISHING DATE : 14th] EVRY ADVANCE MONTH
POSTING DATE : 18th
PAGES : 88 PAGE WITH COVER WEIGHT : 104 GRM

₹ 35/-
Editor : Mohammad Subhan Raza Khan (Subhani Mian)
Oct. + Nov. 2024

خانقاہِ عالیہ قادریہ رضویہ رضا نگر بریلی شریف میں

۷۸۶/۹۲

حامدؔ منّی انا من حامد
حمد سے ہمکاتے یہ ہیں
منظرِ دینِ حق یادگارِ رضا
مرکزِ اہلسنّت پہ لاکھوں سلام

شہزادۂ اعلیٰ حضرت حجۃ الاسلام حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی
محمد حامد رضا خاں قادری کا ۱۰۴ واں

نبیرۂ اعلیٰ حضرت مفسرِ اعظم ہند حضرت علامہ الحاج
محمد ابراہیم رضا خاں قادری جیلانی میاں کا ۶۱ واں

عرسِ حامدی و جیلانی

اور

یادگارِ اعلیٰ حضرت مرکزِ اہلِ سنت جامعہ رضویہ منظرِ اسلام کا ۱۲۱ واں

جلسۂ دستار بندی

19 20 Nov. 2024

URS-E-HAMIDI JEELANI

عرس حامدی کے موقع پر ضلع بریلی شریف کے مدارس اہل سنت کے طلبہ کے مابین ایک روزہ

تحریری و تقریری اور شعری انعامی مقابلہ

تحریری عناوین

گروپ الف (اعدادیہ تا رابعہ)

(۱) حضور حجۃ الاسلام۔ حیات و خدمات۔
(۲) وہابیہ و دیابنہ کی گستاخانہ عبارتیں۔ ایک تفصیلی جائزہ۔

گروپ ب (خامسہ تا تخصص)

(۱) حضور حجۃ الاسلام اور بد مذہبوں سے مناظرے۔
(۲) مسئلۂ تفضیل شیخین میں اہل سنت کا موقف۔ ایک تفصیلی جائزہ

تقریری عناوین

گروپ الف (اعدادیہ تا رابعہ)

(۱) منظر اسلام اور خانقاہ رضویہ کی تعمیر و توسیع میں ریحان ملت کا کردار۔
(۲) مفسر اعظم ہند کی مذہبی و مسلکی خدمات۔

گروپ ب (خامسہ تا تخصص)

(۱) برصغیر میں تفضیلیت کے بڑھتے اثرات۔ اسباب و انسداد۔
(۲) تحفظ سنیت اور فروغ عقائد اہل سنت میں خانوادۂ رضویہ کی عظیم خدمات۔

مصرعہ طرح: (برائے مقابلۂ شعر و سخن) چاند سے ان کے چہرے پر گیسوئے مشک فام دو۔ ردیف: دو۔ قوافی: شام، کام، نام وغیرہ

ھدایات اپنا مقالہ اور اپنے اشعار نام، درجہ، اندراج نمبر اور ادارے کے نام کی وضاحت کے ساتھ مورخہ ۱۲/نومبر ۲۰۲۴ء تک ادارے کے دفتر میں جمع کر دیں۔ مقالہ ۵ تا ۱۵ صفحات، تقریر ۱۰ تا ۱۵ منٹ اور کلام ۱۰ تا ۱۵/اشعار پر مشتمل ہونا چاہیئے۔ تقریری مقابلہ کے امیدواران مورخہ ۱۶/نومبر ۲۰۲۴ء تک دفتر میں اپنا اندراج کرالیں۔ ہر عنوان پر اور شعری مقابلے میں اول، دوم اور سوم مقام حاصل کرنے والے طلبہ کو امتیازی انعام اور بقیہ طلبہ کو ترغیبی انعام (بصورت کتب) سے سرفراز کیا جائے گا۔ مزید معلومات کے لیے 9058279034، 7017274080 پر رابطہ کریں۔

فضیلتِ ختمِ بخاری شریف

غزالی زماں، محقق اعظم حضرت سیّدنا شیخ عبدالحق محدّث دہلوی علیہ الرحمۃ اپنی تصنیف لطیف اشعۃ اللمعات میں تحریر فرماتے ہیں کہ مشائخ کرام اور علمائے عظام نے حصول مراد، دفع بلیات اور بیماریوں سے نجات نیز جملہ مقاصد میں کامیابی کے لئے بخاری شریف کے ختم کو تریاق اور نسخۂ کیمیا بتایا ہے اس لئے اس مبارک و مسعود موقع پر ہر سال بارگاہ ربّ العزّت میں مسلمانان عالم کے جان و ایمان کی بقا، عزت و آبرو کے تحفظ اور تکمیل مقاصد حسنہ کے لئے دعا کی جاتی ہے لہذا احسب پروگرام شرکت فرمائیں۔

اپیل

الحمد للہ! امسال جامعہ سے ۱۹۳/علماء، حفاظ، قراء اور مفتیان کرام فارغ ہو رہے ہیں جن کی دستار کا روح پرور منظر عرس حامدی کے پر بہار موقع پر آپ اپنی نگاہوں سے ملاحظہ فرمائیں گے۔ واضح رہے کہ یہ سب کچھ نکھار و سدھار سیّدی سرکار اعلیٰ حضرت اور مشائخ خانوادۂ برکاتیہ و رضویہ کے فیوض و برکات، عاشقان اعلیٰ حضرت کے خسروانہ تعاون نیز میرے والد محترم حضور سربراہ اعلیٰ کی خصوصی کوششوں، بے لوث دینی خدمات اور ان کے اعلیٰ حسن انتظام کا نتیجہ و ثمرہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اب جامعہ باذوق اور محنتی طلبہ کا مرکز توجہ بن چکا ہے۔ دینی درد رکھنے والے علم دوست افراد سے گزارش ہے کہ سرکار اعلیٰ حضرت کی اس علمی یادگار کا بھرپور تعاون فرمائیں تاکہ تعلیمی و تربیتی میدان میں اس کی سرگرمیاں مزید وسیع پیمانے پر جاری رہیں۔ محمد احسن رضا قادری

ماہنامہ اعلیٰ حضرت

حضور سربراہ اعلیٰ کی مساعی جلیلہ کے طفیل ہر ماہ پابندی کے ساتھ شائع ہو کر اپنے قارئین کی معلومات میں خوب اضافہ کر رہا ہے۔ لہذا باذوق اہل علم و ادب سے گزارش ہے کہ خود بھی مطالعہ کریں اور اپنے احباب کو بھی اس طرف توجہ دلائیں۔ قیمت فی شمارہ 35/روپے، سالانہ ہندوستان کے لئے 350/روپے، بیرون ملک کے لئے 35$ امریکی ڈالر

Listen Live Audio on
www.aalahazrat.in
www.ala-hazrat.com

ضروری ہدایت

مزارات پر کپڑے کی چادر پیش کرنا بھی جائز ہے لیکن اگر پہلے سے چادر چڑھی ہوئی ہے تو مزید چادریں چڑھانے سے پرہیز کریں بلکہ بہتر یہ ہے کہ کپڑے کی چادروں کی جگہ گلاب کے پھول اور عطر پیش کریں۔

(فقیر قادری محمد سبحان رضا خاں "سبحانی")

ضروری اعلان

خانقاہ عالیہ رضویہ، رضا مسجد، جامعہ رضویہ منظر اسلام اور ماہنامہ اعلیٰ حضرت سے متعلق رقوم اگر آپ بھیجنا چاہیں تو کسی کے ہاتھ میں نہ دے کر بذریعہ منی آرڈر، ڈرافٹ، چیک، رجسٹری ڈاک ارسال کریں یا پوسٹر میں دیئے ہوئے اکاؤنٹس میں جمع کرائیں تاکہ آپ کی رقم صحیح مصارف میں کام آسکے۔

ھدایت: مزاروں پر عورتوں کی حاضری شرعاً ناجائز ہے۔ لہذا زائرین عرس مبارک سے گزارش ہے کہ وہ اپنے ہمراہ عورتوں کو ہرگز نہ لائیں۔

نوٹ: عرس کی مذکورہ تاریخیں چاند کی ۳۰ کے حساب سے رکھی گئی ہیں۔

قارئین حضرات! اس پوسٹر ہی کو دعوت نامہ تصور فرمائیں۔

تحریک تحفظ سُنّیت (T.T.S)

مرکز اہل سنت خانقاہ رضویہ بریلی شریف سے اٹھنے والی وہ عظیم تحریک ہے جو حضور سربراہ اعلیٰ حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں مدظلہ العالی کی سرپرستی اور ان کے فرزند حضرت مفتی محمد احسن رضا قادری سجادہ نشین خانقاہ رضویہ کی صدارت میں انتہائی کامیابی و کامرانی کے ساتھ منزل مقصود کی طرف رواں دواں ہے۔ وفاداران مسلک اعلیٰ حضرت اس تحریک سے وابستہ ہو کر اپنی اور اپنے مرکز کی آواز کو تقویت پہنچائیں۔

Contact (MAULANA ALHAAJ) Mohammad Subhan Raza Khan (SUBHANI MIAN)
CHAIR PERSON & MUTAWALLI KHANQAH-E-AALIA RAZVIA
Manager Jamia Razvia Manzar-e-Islam, Chief Editor "Aala Hazrat" Urdu Magazine
84, Saudagran Street Bareilly (U.P.) Pin : 243003 India Ph : 2555624,2575683(Off.)Mob.: 0091-9359103539, (Fax) 2574627 (0091-581)
E-Mail : subhanimian@yahoo.co.in, alahazrat786@rediffmail.com, mahanamaalahazrat@gmail.com Website : www.aalahazrat.in www.ala-hazrat.com
Cheque & Draft In Favour of چیک یا ڈرافٹ بنام
Mohammad Subhan Raza Khan A/c. No. 019201501797 ICICI Bank 116, Civil lines Bareilly (U.P.) IFSC Code: ICIC0000192
Darul Uloom Manzar-e-Islam A/c. No. 2979000100121936 Punjab National Bank Bareilly (U.P.) IFSC Code: PUNB0297900

زیر اہتمام و سرپرستی
نبیرۂ اعلیٰ حضرت شہزادۂ ریحان ملت پیر طریقت حضرت مولانا الحاج الشاہ
محمد سبحان رضا خاں قادری
سبحانی میاں مدظلہ العالی
(خانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف)

تقریبات

۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۶ھ
۱۹ نومبر ۲۰۲۴ء بروز منگل

بعد نماز فجر قرآن خوانی و نعت و منقبت۔ ۸ بجے محفل ختم بخاری شریف بعدہٗ صبح ۱۰ بجکر ۳۰ منٹ پر قل شریف حضور جیلانی میاں علیہ الرحمۃ والرضوان۔ بعد نماز عشاء شہر بریلی شریف کے مدارس اہل سنت کے طلبہ کے مابین
تحریری و تقریری اور شعری انعامی مقابلہ

۱۷ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۶ھ
۲۰ نومبر ۲۰۲۴ء بروز بدھ

بعد نماز فجر قرآن خوانی و نعت و منقبت، بعد نماز عشاء تقاریر علمائے کرام و مشائخ عظام بعدہٗ رات ۱۰ بجکر ۴۵ منٹ پر قل شریف حضور حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ، بعدہٗ تقاریر علمائے کرام۔ آخر میں حضور سربراہ اعلیٰ حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں اور آپ کے لخت جگر حضور صاحب سجادہ حضرت مفتی احسن میاں صاحب قبلہ مدظلہما النورانی فارغین کو اپنے دعائیہ کلمات کے ساتھ جبہ و دستار سے نوازیں گے۔

MuftiAhsanRaza.com
مفتی محمد احسن رضا قادری

UNITED PRINTERS BAREILLY SHAREEF # 9319623803, 9548639384

نبیرۂ اعلیٰ حضرت (مفتی) محمد احسن رضا قادری
سجادہ نشین درگاہ اعلیٰ حضرت و صدر تحریک تحفظ سنیت بریلی شریف

الداعی الی الخیر

فارغین جامعہ رضویہ منظرِ اسلام ۱۴۴۶ھ

فارغین درجہ تخصص فی الفقہ

نمبر شمار	اندراج نمبر	اسمائے طلبہ
1	12578	محمد عبدالقادر
2	13211	محمد صالح رضا
3	13205	محمد نوید رضا
4	13215	نور محمد
5	15293	محمد ارشد
6	14024	احمد رضا
7	13224	محمد شاہ نواز
8	14033	محمد عرفان
9	15291	مجسم علی
10	13237	محمد عمران
11	13233	محمد سلمان
12	15081	محمد مجاہد رضا
13	15072	محمد مستقیم رضا
14	14833	محمد سالم
15	14037	معین بیگ
16	13795	سید ریحان علی
17	15298	مقیم
18	14026	محمد حیدر علی
19	13229	محمد وارث
20	15297	مخدوم اشرف
21	13240	محمد حسنین خان
22	13538	بلال رضا
23	13246	محمد طفیل رضا
24	15292	محمد ابراہیم

فارغین درجہ فضیلت

نمبر شمار	اندراج نمبر	اسمائے طلبہ
1	14330	محمد ارباز رضا
2	14332	ناصر فاروق
3	13874	محمد فیض
4	15043	آصف علی
5	14096	نجیب رضا
6	15393	انس خان
7	13869	محمد سرفراز
8	15579	محمد اجمل رضا
9	15585	اظہر رضا
10	15584	عبدالقادر
11	15397	محمد کیف خان
12	13866	غلام نبی
13	13833	محمد افضال
14	15578	محمد تطہیر
15	15846	محمد کوثر رضا
16	14321	محمد اویس
17	13852	محمد ساجد رضا
18	14333	عطاء محمد
19	15044	احمد رضا
20	15386	احمد رضا
21	14631	مجیب الرحمٰن
22	15841	عبدالرحمٰن علی خان
23	14092	محمد مقیم
24	15045	محمد سہراب
25	15854	محمد شمشیر علی
26	15048	محمد عظیم
27	14085	محمد خیرالدین
28	15845	محمد حماد رضا خان
29	13844	زبیر حسین
30	14091	محبوب عالم
31	13840	محمد فیضان
32	14639	محمد اویس
33	13850	محمد جاوید
34	15392	محمد اکرم
35	15673	حبیب الشیخ
36	15047	محمد فیض الرحمٰن
37	14617	سراج حسین
38	15583	شان عالم
39	15842	علاء الدین رضا
40	14638	اشتیاق عالم
41	15851	محمد ابراہیم
42	13971	محمد فضیل
43	14619	محمد جاوید رضا
44	14070	انظر حسین
45	15577	اشفاق احمد بٹ
46	14319	محمد ابراہم
47	15852	محمد معین رضا
48	15847	محمد ممتاز
49	15052	محمد فیضان رضا
50	15855	ناظر
51	15856	شاہ علیم اللہ
52	13618	محمد عامر رضا
53	14077	عارف علی
54	13837	ساجد علی
55	15843	دانش نظام الدین
56	15850	محمد اسرار رضا
57	15390	محمد فرحان رضا
58	15848	میر علی حسین
59	15388	شکیل احمد
60	15586	محمد اعظم
61	14402	اسلام نور
62	15626	محمد ریحان
63	14401	محمد زبیر عالم
64	15396	راقب
65	15849	محمد عالم
66	15853	محمد صائم خان
67	15620	کیف رضا
68	24137	محمد جسیم اکرم
69	24116	محمد راشد
70	24159	محمد ذیشان رضا
71	24160	شیخ سلطان
72	24144	محمد صاحب رضا
73	24146	محمد وارث انصاری
74	24125	محمد ابوالکلام آزاد
75	24110	محمد رجب علی
76	24111	محمد نہال رضا
77	24119	محمد وسیم اکرم
78	24142	محمد اسعد رضا
79	24126	کامل رضا
80	24127	محمد نقی رضا
81	24154	محمد عاقب حسین
82	24132	محمد امانت رضا
83	24151	محمد دانش رضا
84	24106	محمد عمران رضوی
85	24140	نعمان
86	24105	عمران خان
87	24120	محمد شفیق

فارغین درجہ قراءت

نمبر شمار	اندراج نمبر	اسمائے طلبہ
1	15205	شیخ عطاء الرحمٰن
2	15180	صاحب عالم
3	15196	احمد رضا
4	15198	ایاز احمد
5	15648	محمد توصیف
6	15225	محمد وسیم
7	15864	فیضان الیاس خان
8	15199	رضاء المصطفیٰ
9	15670	محمد فیض علوی
10	15187	محمد کوثر عالم
11	15212	کاشف ضیا
12	15869	محمد انعام
13	15182	عثمان
14	15174	انس
15	15202	سہیل
16	15255	عنبر رضا
17	15862	آصف رضا
18	15880	ثاقب خان
19	15878	راجو شاہ
20	15176	سعید احمد
21	15859	احمد رضا
22	15879	سلمان خان
23	15209	علی شان
24	15216	اویس رضا
25	15667	عسجد رضا
26	15218	محمد توصیف
27	15183	غلام مصطفیٰ
28	15866	عمران
29	15675	فرید
30	15857	عبدالفرمان
31	15666	شہریار حسین
32	15641	محمد نظر
33	15223	مرتضی احمد
34	15863	اعظم خان
35	15870	محمد کامل خان
36	15201	سرفراز خان
37	15664	عظیم حسن
38	15860	انوار الحسن
39	15273	نور احمد
40	15661	فرہاد خان
41	15227	نسیم حسین
42	15220	محمد عدنان رفیع
43	15882	توحید رضا
44	15651	اسد خان
45	15865	غلام مرتضی
46	15867	عمران خان
47	15883	واجد
48	15204	محمد شعبان رضا
49	15177	سہیل
50	15875	محمد توصیف
51	14909	ریحان
52	15876	نسیم علی
53	15874	محمد حسان
54	15669	محمد فراز
55	15647	امام الحق
56	15671	عاقب
57	15861	ارمان رضا
58	15868	کاوج
59	15877	نور الحسن
60	15636	محمد منصف رضا
61	15226	نثار احمد
62	15827	محمد تصدیق رضا
63	14908	محمد زاہد
64	15872	محمد امن
65	15191	محمد حسان
66	15858	عبدالقادر
67	15219	شعیب رضا خان
68	15213	کلیم خان
69	15206	عادل صبا
70	15217	محمد ایقان
71	14822	محمد نبیہ
72	15221	محمد کیف سیفی
73	15873	محمد عاطف رضا
74	15871	محمد ثاقب رضا

فارغین درجہ حفظ

نمبر شمار	اندراج نمبر	اسمائے طلبہ
1	13940	محمد حسان رضا
2	15406	حماد حسین
3	15473	ارمان
4	15895	اویس
5	15476	یاسین رضا
6	15888	محمد دانش خاں
7	15890	مقصود عالم میر
8	15896	محمد آصف

تعداد فارغین

فارغین درجہ تخصص فی الفقہ	=	24
فارغین درجہ فضیلت	=	87
فارغین درجہ قراءت	=	74
فارغین درجہ حفظ	=	08
کل فارغین		193

Printed Published & Owned by Mohammad Subhan Raza Khan "Subhani Mian" Printed at Raza Barqi Press, Moh. Saudagran Bareilly & Published at Office of Monthly Aala Hazrat 84, Saudagran Street Bareilly (U.P.)